

٢٢ ٢٢  
٣ ٥ ٨ ٤  
المرشد  
٨ ٨  
٢ ٢ ٢ ٢  
التبليغ



Muhammad

۳۵۸۴  
۳۴۳۴

# الصدیق

یعنی

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حالات بطور انکی

سوانح عمری

مع نقشہ مالک عرب جس سے تیرہ سو برس پیشتر کے تاریخی مقامات معلوم ہو سکیں

مؤلفہ و مرتبہ

عافہ عبدالرحمن سابق ملازم شہر تعلیم سہا

۱۹۰۱ء

مطبع روز بازار امرتسر میں منشی فضل شیخ غلام محمد صاحب پرنٹ

مطبع کے اہتمام سے شائع ہوئی۔

تمام حقوق بذریعہ جٹری محفوظ ہیں۔



# فہرست مطالب الصدیق

صفحہ نمبر	تفصیل مضمون	صفحہ نمبر	تفصیل مضمون	صفحہ نمبر	تفصیل مضمون
					دیباچہ
					باب اول ابتداء سے زمانہ اسلام تک
۲۳	رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ہجرت کا منقار اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تفصیل	۱۰	اشاعت اسلام میں امداد .. غاید قریش کو مسلمان کرنا .. اسلام کی ترقی میں روپیہ خرچ کرنا - نوسلم غلاموں کو آزاد کرانا ..	۱	نام و نسب و ولادت ..
	باب دوم قیام مدینہ سے وفات رسول خدا تک	۱۲	اشاعت اسلام میں برداشت مصائب	۲	نام ..
		۱۳	رسول خدا کی حمایت میں برداشت مصائب	۳	لقب ..
		۱۴	ہجرت حبشہ ..	۴	پیدائش ..
۲۵	مدینہ کا دخول و قیام ..	۱۵	حضرت حمزہ اور عمر فاروق کا اسلام لانا	۵	زمانہ جاہلیت کا قومی اعتزاز
۲۶	اہل و عیال کا مکہ سے آنا ..		(سافرت و معاشرت پر نوٹ)		(دس خاندانوں کی تفصیل پر نوٹ)
	مسلمانوں کی امداد ..	۱۶	ابوطالب اور خدیجہ کی وفات	۵	پیشہ عملی قابلیت فیاضی نیک چلنی
	صحابہ میں بہائی چارہ ..	۱۷	تصدیق معراج ..		(پیشوں پر نوٹ)
۲۷	غزوات یعنی لڑائیاں ..		(معراج پر نوٹ)	۶	فیاضی ..
	لڑائیوں کے وجوہات ..	۱۸	ہجرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ..		نیک چلنی ..
	(لڑائیوں کی تفصیل پر نوٹ)	۱۹	رفاقت فار و ہجرت مدینہ ..	۷	مذہب ..
۲۹	غزوہ بدر ..		مدینہ کو ہجرت کرنے کی وجوہات پر نوٹ)		باب دوم قبول اسلام سے ہجرت تک
	قیدیان بدر کی کارروائی ..				
۳۱	غزوہ احد ..	۲۱	تیاری ہجرت کا انتظام ..		
۳۲	غزوہ خندق ..		غار کے واقعات ..	۸	قبول اسلام ..
۳۳	صلح حدیبیہ ..		مدینہ کی روانگی ..		(خدیجہ و ابوطالب پر نوٹ)
	بیعت رضوان ..	۲۲	رفاقت غار کا ذکر قرآن مجید میں		اولیت اسلام پر گرفت و گو ..
۳۵	غزوہ خیبر ..		آیت غار سے استدلال ..		قبول اسلام کی کیفیت ..







نمبر صفحہ	تفصیل مضمون	نمبر صفحہ	تفصیل مضمون
	۴۔ فوجی افسروں کی نگرانی .. ..		(اراضیات تک رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر نوٹ) .. ..
	۵۔ فوجی افسروں سے درگزر .. ..		جمع قرآن .. ..
	<b>باب ہفتم۔ وفات و دیگر امور</b>		اسپر ایک محقق کی رائے .. ..
۹۶	عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا استخلاف .. ..		<b>باب ششم۔ انتظام سلطنت</b>
۹۷	وفات دستگیر تکفین .. ..		
	لطیفہ .. ..		
۹۹	صلیہ .. ..	۹۰	خلیفہ کے ذرائع .. ..
	ازواج و اولاد .. ..		اول نماز پڑھانا .. ..
	گزراوقات و طرز زندگی .. ..		دوم وصول صدقات و تقرری عاملان۔
۱۰۰	خصایل و عادات .. ..		سیوم۔ فیصلہ تنازعات و شورہ مسلمانان۔
۱۰۲	علمی فضل و کمال .. ..		چہارم۔ فوجی انتظام .. ..
	نسب دانی .. ..		۱۔ فوج کشی کی ہدایتیں .. ..
	تبیہ گوئی .. ..		۲۔ تقرری امیرین رشتہ کا لحاظ
۱۰۳	خصوصیات .. ..		نہ کرنا .. ..
	نقشہ عرب		۳۔ تقسیم غنیمت میں مساوات ....



بسم اللہ الرحمن الرحیم  
الصدیق  
دیباچہ

رسول کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے صحابہ باصفائین سے مندرجہ حاشیہ چار ایسے بزرگوار ہوئے  
 ہیں کہ آپ کے انتقال کے بعد مسند خلافت ان کے (۱) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ  
 وجود سے یکے بعد دیگرے آراستہ ہوئی اور جو بیڑہ (۲) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ  
 خداوند سبحان کی توحید پہلانا اور بنی نوع انسان (۳) حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ  
 کی باہمی اخوت بڑھانے کا نبی عربی (صلی اللہ علیہ وسلم) (۴) حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ  
 نے اٹھایا تھا اللہ تعالیٰ نے ان کے بزرگ ہاتھوں سے اسکو وہ تقویت عطا کی کہ علم توحید کا پھر پرا  
 عرب کی ریگستانی سرزمین سے بلند ہو کر قیصر کسراے اور فقہور چین کی سرنہر سلطنتوں تک لہرائے  
 لگ گیا اور ابی سینا کے کلبے بھنگ جشیون کی بہائی بندی کا سلسلہ کا کیشیا کے گودے چٹورنگ  
 والوں سے مستحکم طور پر قائم ہو گیا۔

ان چاروں صحابوں میں سے جو تاریخ اسلام میں حضرت خلفائے اربعہ کے نام سے مشہور ہیں حضرت ابوبکر  
 صدیق اور علی مرتضیٰ دو ایسے جلیل القدر اور ذی رتبہ شخص گزریں ہیں کہ انکی جان نثار یون کو دیکھ کر مسلمانوں کے  
 دو بڑے فرقوں اہل تسنن اور اہل تشیع کی نگاہیں فضیلت اور خلافت بلا فصل کطرف دڑ رہی ہیں۔ اور  
 اتفاق حسنیہ کہ ان دونوں بزرگوں کی زندگی میں چند ایسی خصوصیتیں پائی جاتی ہیں کہ ہر فرقہ کو انکی باہمی شراکت  
 کے باعث ایک کو دوسری پر ترجیح دینے کے موقعے ہی مل گئے ہیں مثلاً اولیت قبل اسلام ہجرت مدینہ میں امداد۔



اماست حج اور تبلیغ آیات سورہ ہود وغیرہ مگر اس پر فریقین نے وہ وہ طبع آزمائی کی ہے کہ مناظرہ کو  
بھاولہ اور مباحثہ کو مقابلہ کی حد تک پہنچا دیا ہو اور اس قدر سخت زبانی سے کام لیا ہے کہ ایک مقبول پسند  
آدمی کو ایسی تحریروں کا مطالعہ کرنا نہایت گراں گذرتا ہے بلکہ بعض اوقات ان الفاظ کی بدو اشتغال  
طبع کی نوبت بھی پہنچ جاتی ہے اور آخر کار نتیجہ یہ ہوا ہو کہ ان بزرگوں کو جس قدر رسول خدا کے ظلِ حیات  
میں ملکر بیٹھنے کی سرت تھی سُننی اور شیعہ کو اسی قدر بعد المشرقین کے فاصلہ پر رہنا پسند ہو گیا ہے۔  
حالانکہ دونوں فریق ایک خدا کے ماننے والے اور اسکے ایک نبی کا کلمہ پڑھنے والے ہیں۔

میں یہ حالات دیکھ کر دونوں بزرگوں کی سوانح عمریوں کو علیحدہ علیحدہ قلم بند کیا ہے اور صرف انہی  
روایتوں کو لیا ہے جو محققین کے نزدیک سچگی کو پہنچ چکی ہیں۔ خوش اعتقاد مصنفوں کی تحریروں کو جو  
فسانہ ہائے شینہ کی کہانیوں سے کچھ زیادہ قابلِ وقت نہیں ہیں بالکل چھوڑ دیا ہے۔ مسائل متنازعہ  
خصوصاً مسئلہ خلافت کی تاریخی روایات اور مذہبی تحقیقات کو ایسی وسیع الجہالی سے لکھا ہے جو اس  
رسالہ کے مناسب تھا۔ مدعا یہ ہو کہ صحابہ اور اہلبیت کے متبعین ان رسالوں کو پڑھیں اور بطور تاریخی واقعات  
ہر ایک بزرگ کی دینی خدمات پر غور کریں جن کتابوں سے مضامین لئے گئے ہیں ان کی فہرست  
علیحدہ لکھ دی ہے اور ایک نقشہ بہت صحیح اسکے ساتھ شامل کیا ہے جو آج سے تیرہ سو برس پیشتر کے  
تاریخی مقامات کا آئینہ ہے۔

اس کتاب کے پہلے ۴۸ اور آخری ۴۸ نمبروں کو چھپنے سے پیشتر غزنوی خاندان کے فخر جناب مولوی  
عبدالحجہ صاحب غزنوی مترسی کی نظر کیا اثر سے گزرنے کی عزت حاصل ہو چکی ہے۔ \*

راق

ہماکار عبد الرحمن لد مولوی حافظ عمر الدین

صاحب ہوشیار پوری۔



اُن بڑی بڑی کتابوں کی فہرست جن سے الصدایق کی تالیف میں مدد لگئی

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف	مضمون کتاب
۱	استیعاب	ابن عبدالبر اندلسی	تاریخ صحابہ
۲	اصابہ	ابن حجر عسقلانی	
۳	تاریخ الخلفاء	جلال الدین سیوطی	
۴	ازالة الخلفاء	شاہ ولی اللہ دہلوی	
۵	سیرۃ ہشامی	ابن ہشام	سیر
۶	روضۃ الاحباب	میر جمال الدین	
۷	تاریخ کامل	ابن اثیر جزیری	تاریخ عالم
۸	کتاب العبر	ابن خلدون مغربی	
۹	المختصر	ابو الفداء حموی	
۱۰	معارف	ابن قتیبہ	ادب
۱۱	عقد الفرید	ابن عبد ربہ	
۱۲	محاضرات الابرار	ابن عربی	
۱۳	صحیح بخاری	ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری	حدیث
۱۴	صحیح مسلم	ابو الحسین مسلم بن حجاج نیشاپوری	
۱۵	جامع ترمذی	ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی	
۱۶	تفسیر کبیر	امام فخر الدین رازی	تفسیر
۱۷	تفسیر بیضاوی	قاضی ناصر الدین	
۱۸	قرآن مجید کی آیات کا ترجمہ کرنے میں اکثر مقامات پر مولوی نذیر احمد صاحب دہلوی کے ترجمہ القرآن سے مدد لی گئی ہے۔		



# شکریہ

شیخ محسن دین صاحب مرحوم رئیس بٹریوال ضلع امرتسر کے خاندان کے چشم و چراغ  
منشی بدرالدین صاحب معتمد رانی کراچی دہلی صاحب میہ امت بہر کا دلی شکریہ ہے جنہوں نے چند  
ہفت عہدہ اور ضروری کتابیں اپنے صرف سے بہم پہنچا کر اس کام کے انصرام میں میری مدد کی۔  
مؤلف الصدیق

## اعلان ضروری

تاریخی روایتیں اور حدیثیں جو اس کتاب میں درج ہوئی ہیں ان کا ترجمہ بطور حاصل مطلب اور  
موافق روزمرہ اردو کے لکھا گیا ہے لفظی ترجمہ کا لحاظ نہیں رکھا گیا۔  
مؤلف الصدیق

## عذر مؤلف

اس کتاب کے چھپتے وقت بعض عربی عبارات کے اعراب اور لفظوں کی کتابت میں اور  
چند اردو عبارات کی تحریر میں غلطیوں کے صحیح کرنے سے چوک ہو گئی ہے۔ امید ہے کہ ناظرین  
اس فرگذاشت کی نسبت معاف فرمائیں گے۔

مؤلف الصدیق







ان کی والدہ کا نام اسماء بنت صخر - بن عامر - بن کعب اور کنیت ام الحخیر تھی۔

نام

ابوبکر صدیق کا نام زمانہ جاہلیت میں عبد الکعبہ تھا۔ رسول خدا نے عبد اللہ نام رکھا۔ امام نووی کا قول  
هو الصحيح المشهور۔ چند مورخین نے ان کا نام عتیق ہی لکھا ہے مگر اس میں علماء کا باہم اختلاف  
ہے بعض اس کو نام اور بعض لقب تعبیر کرتے ہیں بہر کیف عتیق نام ہو یا لقب اس کی وجہ تسمیہ کی روایتیں بہت  
دل چسپ ہیں۔ ترمذی میں لکھا ہے کہ ایک دن ابوبکر صدیق رسول خدا کے پاس آئے اپنے  
کہا کہ ابوبکر! تم دونوں کی آگ سے آزاد ہو اس دن سے  
ان کا نام عتیق رکھا گیا۔  
ان ابابکر دخل علی رسول اللہ فقال یا ابابکر  
انت عتیق اللہ من النار فیومثل سہی عتیقاً

ترمذی باب المناقب

ابن اثیر نے یہ وجہ بیان کی ہے کہ حزن اور جلال کی خوبی

کے باعث آپ عتیق کہتے تھے قیل عتیق لرقۃ حسنہ وجمالہ اور لغوی معنی کے لحاظ سے یہ دونوں توجیہات  
درست معلوم ہوتی ہیں کیونکہ عتیق کے معنی ہیں آزادہ و خور و شیخ ابن حجر عسقلانی نے کتاب صاب  
فی تمیز الصحابہ میں چند اور وجوہات بھی عتیق ہونے کی درج کی ہیں۔

لقب

ان کا لقب صدیق ہونے میں تمام امت کو اتفاق ہے مگر اس سے ملقب ہونے کے زمانہ میں تہوڑا  
اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ یہ لقب زمانہ جاہلیت  
میں آپ کی راست بازی کے سبب سے ملا تھا اور  
اکثر روایات کی یہ رائے ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ  
وسلم کی تصدیق اخبار میں سبقت کرنے سے یہ لقب عطا  
قیل کان یلقب بہ فی الجاہلیۃ لما  
عرف منہ من الصدق۔ وقیل  
لمبادرۃ الی تصدیق رسول اللہ  
فیما کان یخجل بہ۔ تاریخ الخلفاء

مگر اس میں شک نہیں کہ اس کی شہرت سب سے پہلے شب معراج کی صبح کو ہوئی جبکہ رسول خدا نے  
مکہ سے مسجد اقصیٰ تک وقت شب سیر کرنے کی کیفیت بیان کی تو پہلا شخص جس نے اس خبر  
کی تصدیق کی وہ ابوبکر تھا اور اس تصدیق کے باعث ان کا لقب صدیق مشہور ہو گیا

ابوبکر صدیق شہر مکہ میں عام الفیل سے دو برس چھ مہینے بعد پیدا ہوئے تھے جو رسول

پیدائش

ﷺ اسلام سے کچھ عرصہ پیشتر کے زمانہ کو جاہلیت کہتے ہیں۔ کیونکہ عرب کے لوگ اس زمانہ میں خدا

کی وحدانیت اور پیغمبروں کی شریعت سے بالکل جاہل ہو گئے تھے۔ مولف

عام کے ستر سال کے ہیں اور عام الفیل سے مراد وہ سال ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی مقرر کیا۔ مولف

جو دیگر معارف ابن قتیبہ



خدا کا سال ولادت اور زمانہ کے مطابق ہوتا ہے اس صورت میں وہ رسول خدا  
ڈھائی برس چھوٹے تھے۔ شیخ ابن حجر مصنف اصحابہ اور عام اہل سیر کے نزدیک یہی قول  
معتبر ہے مگر بخاری نے جو حدیث ہجرت مدینہ کے متعلق درج کی ہے اس سے اس بیان  
کی تائید نہیں ہوتی بخاری کی روایت یہ ہے۔

رسول خدا مدینہ کو روانہ ہوئے تو اونٹنی پر ابو بکر  
کے آگے سوار تھے۔ ابو بکر بڈھے تھے اور آمد  
ورفت تجارت کے باعث پہچانے جاتے تھے  
رسول کریم جو ان تھے اور عدم آمد و رفت کے  
باعث شناخت نہیں ہوتے تھے۔

امام ابن قتیبہ نے اپنی کتاب معارف میں لکھا ہے کہ یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی  
کہ ابو بکر صدیق رسول خدا سے عمر میں بہت  
بڑے تھے | ہذا الحدیث یدل علی ان ابابکر کان  
اسن من رسول اللہ بذا طویلۃ السنین  
واقعی اس حدیث میں شیخ کا لفظ جو شباب کے مقابلہ میں واقع ہوا ہے اپنے معانی کے  
حفاظ سے بالکل صاف ہے اور ابو بکر کی زیادتی عمر پر دلالت کرتا ہے۔

زمانہ جاہلیت کا قومی اعزاز | ابو بکر صدیق کے جو حالات زمانہ جاہلیت سے تعلق رکھتے ہیں علمائے  
ان کے بیان کرنے میں کچھ زیادہ توجہ نہیں کی۔ مختلف کتابوں سے کچھ کچھ پتہ چلتا ہے چنانچہ  
ایک واقعہ کی نسبت ابن عبد البر اندلسی نے لکھا ہے۔

ابو بکر زمانہ جاہلیت میں شرفا قریش کے درمیان  
ایک رئیس ذمی و جاہل تھے اور اس  
میں دیات (خون بہا) کا کام ان کے متعلق تھا  
یعنی جب کسی قبیلہ میں قتل کا واقعہ پیش آتا اور قاتل  
و مقتول کے قبیلوں میں فتنہ برپا ہوتا تو ابو بکر بیت  
کے کفیل ہو جاتے۔ اگر ان کے سوا کوئی اور شخص

کان (ابو بکر) فی الجاہلیۃ وجہاً  
رئیساً من رؤساء القریش والیہ  
کانت الاشتاق فی الجاہلیۃ والاشتاق  
الذی کان احمل شیئاً قال فی قریش فصدقوا  
وامضوا لحالہ وحالہ من قام معہ ابو بکر  
وان احتملہا غیرہ خذلہ ولہ یصدقہ



کفیل ہوتا تو فریقین رضا مند نہ ہوتے اور فتنہ بدستور قائم رہتا۔

جلال الدین سیوطی نے لکھا ہے کہ یہ اعزاز ایسا تھا کہ ابوبکر اس کے باعث قریش کے ان شخصوں میں شمار کئے گئے ہیں جو زمانہ جاہلیت اور اسلام دونوں میں مقتدر رہے۔ زیات (خون بہا) اور غم (تاوان) کا کام ان کے متعلق تھا اور اسکی جہت بھی کہ قریش میں خاص کر کوئی ایک بادشاہ نہ تھا کہ کل امور اس کے متعلق ہوتے اس لئے ملکداری کے کچھ کچھ فرائض بطور ولایت عامہ ہر خاندان کے رئیس کے متعلق ہوا کرتے تھے۔

ان شخصانہن کے نام ہم ان کے مناصب کے امام ابن عبد ربہ اندلسی نے حسب ذیل تحریر کئے ہیں

بیان منصب اور نام صاحب منصب کا	نام منصب	بمشر شمار نام خاندان
عاجیون کو آب زمزم پلانا یہ کام عباس بن عبد المطلب کے متعلق تھا	سقائتہ	(۱) بنی ہاشم
جبکہ پاس یہ علم ہوتا شدت لڑائی کے وقت اسکو نکالتا اور قریش کے تمام لوگ اس علم کے نیچے اکٹھے ہو جاتے کام ابوسفیان بن حرب کے پاس تھا	عقاب بن عمر	(۲) بنی امیہ
بے نوا حاجیوں کے واسطے سال بسال مال فراہم کرنا یہ کام حارث بن عامر کے متعلق تھا۔	رفاؤہ	(۳) بنی نوفل
خانہ کعبہ کی عبادی اور کنجی برداری اور اس کا علم رکھنا یہ کام عثمان بن طلحہ کے متعلق تھا۔	سدائتہ - حجابہ - لوا	(۴) بنی عبد الدار
قریش کا کوئی کام ان کو مشورہ کے بغیر نہ کرنا یہ کام زید بن زمدہ کے متعلق تھا۔	شورے	(۵) بنی اسد
خون بہا اور تاوان کا فیصلہ کرنا یہ کام ابوبکر بن ابوقحافہ کے متعلق تھا	دیت - غم	(۶) بنی تیم
فوج کی وسطی سامان متعلقہ کام پہنچانا اور قریش کے سواروں سے جنگی خدمات لینا۔ یہ کام خالد بن ولید کے متعلق تھا۔	قبہ عند جمع غنائم (رجیم)	(۷) بنی محسوزم
لڑائی میں سفیر ہو کر جانا اور خاندانی عزت کے مباحثہ میں تقریر	سفارۃ	(۸) بنی عدی



پیشہ علمی قابلیت

میاں خانی نیکو چلی

ابوبکر صدیق بچپن سے مکہ میں رہنے اور تجارت کا پیشہ اختیار کرتے تھے۔ انکی تجارت ایک طرف یمن اور دوسری طرف شام تک پھیلی ہوئی تھی اور اس سے ان کو خوب آمدنی ہوتی تھی۔ چنانچہ آگے چل کر معلوم ہو گا کہ قبول اسلام کے وقت چالیس ہزار درہم نقد ان کے پاس موجود تھا۔

عرب کی تاریخ خصوصاً قریش کی نسب دانی جو اس زمانہ میں ایک اعلیٰ اور ہر قابلیت سمجھا جاتا تھا اس سے بخوبی واقف تھے اور ان تمام قابلیتوں پر بڑے خوش خلق اور منسار تھے لوگوں سے میل ملاپ بے تکلف جاری تھا ابن ہشام نے لکھا ہے۔

ابوبکر ایک تاجر خوش خلق اور ذی مروت تھو قریش ہر کام کے لئے سبب ان کے علم۔ تجارت۔ اور کان (ابوبکر) راجلا تاجرا ذا خلق ومعروف۔ وکان رجال قوی مہ

کرنا۔ یہ کام عمر بن خطاب کے متعلق تھا۔

قریش کا ہر کام کے شروع میں کعبہ کے تیروں کے ذریعہ ان سے قال نکلوانا یہ کام صفوان بن امیہ کے متعلق تھا۔

ایسار

(9) بنی حنظل

تاریخ و نسب

حکومت و اموال محجور حکومت اور تبوون کے چڑاؤہ کامل لینا یہ کام حارث بن قیس کے متعلق تھا

(10) بنی سہم

یہ مناصب یا مہم جوئی میں ہر بزرگ خاندان کو نسلاً بعد نسل بطور دراشت کے ملا کرتے تھے۔ مخصوصاً از عقدا الفریہ۔ ہمارے ملک لوگ جو پیشوں کو ذرائع کے ساتھ مختص سمجھتے ہیں ان کو ابوبکر صدیق اور دیگر صحابہ کے حالات پر غور کرنا چاہیے کہ وہ قریش جیسی ناسور اور الو العزم قوم سے ہو کر کیا کیا پیشے کرتے تھے۔

ابوبکر صدیق اور حضرت عثمان (خلیفہ ثالث) بزازی کی دکان کرتے تھے سعد بن وقاص تیر بنا کر بچا کرتے تھے۔ زبیر بن عوام اور عمر بن عاص گوشت کی دکان کرتے تھے۔ عثمان بن طلحہ (کعبہ کے کلید بردار)

اور زبیر کے والد عوام درزی کا کام کرتے تھے۔ ولید بن یغیرہ آہنگری کا کام کرتے تھے۔ ان کے بعد امیر کرام کا یہی یہی حال رہا۔ چنانچہ امام ابوحنیفہ ریشمی کپڑے کی تجارت کرتے تھے اور امام شافعی بزازی کا کام کرتے تھے اسی طرح پرادر صحابہ کرام اور علمائے سلف مختلف پیشوں کے ذریعہ رزق کھاتے تھے۔ اس سے معلوم ہو گا

کہ مذہب اسلام کی رو سے کوئی پیشہ یا صنعت کرنا موجب ذلت و حقارت نہیں ہے۔

مخصوصاً از سال فلان دارین مصنف حاجی محمد اسماعیل خان صاحب رئیس و تادلی ضلع علیگڑہ۔



حسن معاشرت کے ان کے پاس آمد و رفت کرنا  
اور ان سے الفت رکھتے تھے۔

خوابوں کی تعبیر کہنے میں اچھی واقفیت تھی۔ علم عروض و قوافی خوب جانتے تھے اور شعر عمدہ کہہ  
کرتے تھے گفت و گو میں ان کی فصاحت بیانی مسلم تھی۔ چنانچہ جو خطبہ حصول خلافت کی وقت انہوں  
نے کہے وہ عام و خاص میں مشہور اور اس کتاب کے چوتھے باب میں مذکور ہیں۔ ان کی تاریخ  
وانی اور تعبیر گوئی کے حالات پانچویں باب میں لکھے گئے ہیں جہاں ان کے علمی کارنامہ درج ہیں  
خلیش و اقارب سے ان کا حسن سلوک۔ غرباء کی امداد۔ مہمانوں کی خاطر مدارات عام و  
خاص میں مشہور تھی اور اس کا چرچا اس قدر پہل گیا تھا کہ جب قریش کی نکالیفت کے باعث  
یہ مکہ کو چھوڑ کر ہجرت کرے تھے تو ابن دُغْنہ ایک رئیس ان کو راستہ سے واپس لے آیا اور قریش  
کے سامنے ان کے قیام مکہ کی سفارش کرتے وقت ان کے قومی احسان اور تفصلات کو ان  
الفاظ سے بیان کرنا شروع کیا۔

فیاضی

ان ابا بکر لا یخرج ولا یخرج۔  
اتخرجون رجلاً یکسب المَعْلَمَ  
و یصل الرحم و یحل الکُل و یقر  
الضیف ۛ یعین علی نوائب الحق

بخاری باب الهجرة

ابو بکر ایسا شخص نہیں ہے کہ وطن سے از خود نکل  
جائے یا نکلنے پر مجبور کیا جائے۔ تم ایسے شخص کو نکالنا  
چاہو جو روپیہ لیا کر محتاجوں کو دیتا ہے اقربائے  
رحم کرتا ہے در ماندوں کا بوجھ بٹاتا ہے مہمانوں کی  
فت ضیا کرتا ہے اور رفع مصائب میں مدد دیتا ہے۔

نیک جلی

شراب خوری باوجودیکہ زمانہ جاہلیت میں عام طور پر مروج تھی اور امر مخصوصیت کے ساتھ  
اس کے استعمال میں متفرق رہتے تھے اور اس مدہوشی میں بیسیوں قسم کی برائیاں ان سے سرزد ہوتی  
تھیں مگر یہ ساری عمر اپنے عقل خدا داد کے باعث اس سے متنفر رہے۔ ایک مرتبہ لوگوں نے

هل شربت الخمر فی الجاهلیة  
فقال اعوذ بالله فقیل ولم۔  
قال کنت اصرن عری ولحفظ  
مروقی۔ فان من شراب الخمر کان

ان سے پوچھا کہ کبھی آپ نے زمانہ جاہلیت  
میں شراب پی تھی۔ انہوں نے کہا پناہ بخدا  
جب وجہ دریافت کی گئی تو کہا کہ مجھ پر اپنی آبر و اور  
مروت کی نگہداشت منظور تھی اور جو شخص شراب



پے وہ اپنی آبرو اور مروت کو برباد کرتا ہے۔ | مصنیعانی عرضہ و مرتبہ (تاریخ الخلفاء)

مذہب | ان کے مذہبی حالات کی نسبت علماء اسلام نے اس سے زیادہ کچھ نہیں لکھا کہ بت پرستی جو زمانہ جاہلیت میں عام طور پر پھیلی ہوئی تھی یہ ہمیشہ اُس سے بچ رہے۔ یوں تو ان کی پرورش ایک ایسے خاندان میں ہوئی تھی جسکو بت پرستی کا سبق باپ دادا سے ورثہ کے طور پر ملا تھا مگر اس کو رحمت الہی کا ایک کرشمہ سمجھنا چاہیے کہ یہ پر بھی اُس سے محفوظ رہے قسطنطینی نے بخاری کی شرح میں ایک دل چسپ روایت اس کے متعلق لکھی ہے اور اس کا سلسلہ دیگر مصنفین کے حوالہ سے ابو ہریرہ تک پہنچا یا ہے حاصل اس کا یہ ہے۔

ایک دن مہاجرین اور انصار رسول خدا کے

اجتمع المهاجرون والانصار عند

رسول الله - فقال ابو بكر وعيشة

يا رسول الله ان لم اسجد لصنم قط

فغضب عمر بن الخطاب قال تقول

وعيشة يا رسول الله لم اسجد لصنم

قط وقد كنت في الجاهلية كذا وكذا

فقال ابو بكر ان ابا قحافة اخذ بيدك

فانطلق بي الى معبد فيه الاصنام فقال لي

هذه الهة الشم العلى فاسجد لها

میں لے گیا جس میں بت رکھے ہوئے تھے اور مجھے کہا کہ تمہارا معبود ہے اس کو سجدہ کرو۔

وخلا لي ومضى - فد نوت من

الصنم فقلت اني جائع فاطعمني

فلم يجبني - فقلت اني عار فاكسني

فلم يجبني - فاخذت حجرة فقلت

اني ملق عليك هذه الصخرة

فان كنت الها فامنع نفسك

پاس جمع تھے کہ ابو بکر نے آپ کی زندگی کی قسم

کہا کہ کہا کہ میں نے بت کو کبھی سجدہ نہیں کیا عمر

بن خطاب اس بات کو سنکر جوش میں آگئے

اور کہنے لگے کہ تم رسول خدا کی زندگی کی قسم

کہتے ہو کہ میں نے بت کو کبھی سجدہ نہیں کیا حالانکہ

تم نے زمانہ جاہلیت میں اتنے برس زندگی

بسر کی۔ ابو بکر نے اس کے جواب میں کہا کہ

ایک روز میرا باپ ابو قحافة میرا ہاتھ پکڑ کر ایک مکان

میں لے گیا جس میں بت رکھے ہوئے تھے اور مجھے کہا کہ تمہارا معبود ہے اس کو سجدہ کرو۔

وہ تو یہ کہہ کر چلا گیا۔ اور میں نے بت کے قریب ہو کر

کہا میں بھوکھا ہوں مجھے کھانا کھلاؤ اس نے کچھ

جواب نہ دیا۔ پھر میں نے کہا میں پرہیز ہوں مجھ

کو پیرا پہناؤ۔ اس کا بھی کچھ جواب نہ ملا۔ تب میں نے

ایک پتھر اٹھا کر کہا کہ میں تجھ پر پھینکتا ہوں اگر تو

معبود ہے تو اپنے آپ کو بچاؤ وہ بت کچھ نہ بولا اور



میں نے پچھروے مارا۔ اور وہ اوندا ہوا گر گر پڑا | فلم بجینی۔ فالقیبت علیہ الصلوٰۃ  
فخر بوجہ۔ تطلانی جلد باب اسلام الی بکر

## باب دوم۔ قبول اسلام سے ہجرت تک

سنہ نبوی

**قبول اسلام** چالیس برس کی عمر میں جب رسول خدا نے نبوت کا اظہار کیا تو اس کے تہوڑے ہی دنوں بعد ابوبکر صدیق شرف اسلام سے پہرہ یا ب ہوئے ان سے پہلے صرف تین شخص یعنی رسول خدا کی بی بی خدیجہ اور آپ کے چچے بہائی علی ابن ابیطالب اور خدیجہ کے آزاد غلام زید بن حارث نے اسلام قبول کیا تھا اس وقت ابوبکر صدیق کی عمر ۳۷ یا ۳۸ برس کی تھی۔ پس ابوبکر صدیق رض سابقین اولین مسلمانوں سے ہیں۔

بی بی خدیجہ کے اول ایمان لانے میں تمام مورخین کو اتفاق ہے مگر علی مرتضیٰ رض کے بارہ میں تھوڑا اختلاف ہے۔ چند علما کی یہ رائے ہے کہ پہلے مسلمان ابوبکر صدیق ہیں اور چند علما کی یہ رائے ہے کہ پہلے مسلمان علی مرتضیٰ ہیں اور ہر فرقے کے پاس اس معاملہ میں بڑے بڑے دلائل موجود ہیں امام ابو حنیفہ

+ خدیجہ خولیدہ کی بیٹی اور قریش کی ایک معزز مالدار حینہ اور عاتکہ عورت تھی۔ اس نے بیوگی کے زمانہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دیانت اور قابلیت کمال معلوم کر کے آپ سے شادی کر لی تھی شادی کے وقت خدیجہ کی عمر چالیس سال اور رسول کریم کی عمر پچیس سال کی تھی جب آپ نے نبوت کا دعوے کیا تو سب سے پہلے آپ کی رسالت پر ہی ایمان لایا **عمر** ابوطالب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی چچا تھے۔ غاندان نبی مائشم کے رئیس اور قریش میں نہایت ذی وقار مانے جاتے تھے۔ ہر چند یہ قبول اسلام سے مشرف نہیں ہوئے مگر قبیلی کے زمانہ سے جبکہ رسول خدا کی عمر ابھی آٹھ برس کی تھی ان کی پرورش کے تکفل ہوئے اور پھر کتے دم تک ہمیشہ ان کی حفاظت میں سعی اور قریش کے دفع دشمن سرگرم رہے۔ مولف

+ یہ تخمینہ عمر کا عام روایات کے مطابق ہے مگر روایات مندرجہ صفحہ ۳ زیادتی عمر کی مقتضی معلوم ہوتی ہیں۔ ابوبکر صدیق کا بڑا پے میں ایمان لانا کچھ ایسا زبان زد ہو چکا ہے کہ ساتویں صدی کا مشہور شاعر شیخ سعدی شیرازی بھی اس کا مؤید ہے چنانچہ وہ کہتا ہے **سختین** ابوبکر میرید۔ مولف



نے اس اڈلیت کے رفع تنازعہ پر ایک نہایت دل چسپ اور عاقلانہ فیصلہ دیا ہے جو  
 سلیم الطبع آدمی کے واسطے ایک نہ تسلی بخش ہے۔ وہ فرماتے ہیں۔

مردون میں سے جس نے پہلے اسلام قبول کیا وہ ابو بکر صدیق  
 ہیں اور بچوں میں سے جو پہلے ایمان لائے وہ علی رضی  
 ہیں اور عورتوں میں سے جو پہلے یہ شرف حاصل ہوا وہ خدیجہ ہیں

اس مقام پر یہ یاد رکھنا چاہیے کہ مردوں سے مراد احرار بالغین کی ہے اور اس قید کے لگانے  
 سے یہ فائدہ ہے کہ زید بن حارث جو غلام ہے اولیت کی بحث سے علیحدہ سمجھے جائیں۔

تاریخوں میں یہ بات لکھی ہے کہ ابو بکر صدیق کو قبول اسلام سے پیشتر بھی رسول خدا کے  
 ساتھ محبت تھی اور ایک عرصہ سے میل ملاپ کا تعلق آپ کے ساتھ جاری تھا۔ جس زمانہ میں  
 رسول خدا اپنے چچا ابو طالب کے ہمراہ مکہ شام کو گئے تو ابو بکر صدیق نے ایک غلام آپ کے ساتھ کر دیا تھا  
 اصحاب میں اس باہمی تعلق کی بابت یہ یہی لکھا ہے کہ رسول کریم کا نکاح بی بی خدیجہ کے ساتھ ہوا تو  
 اس میں ابو بکر صدیق کی کوشش شامل تھی۔

ابو بکر صدیق کے قبول اسلام کو اکثر مورخین نے ہدایت غیبی قرار دیا ہے اور کئی واقعات  
 اس کے متعلق تحریر کئے ہیں۔ ان میں سب سے زیادہ مشہور واقعہ ایک خواب کا ہے۔

ازالہ الخفا میں اس کی کیفیت یوں لکھی ہے کہ ابو بکر صدیق بعثت سے پیشتر ایک مرتبہ تجارت کے  
 واسطے مکہ شام میں گئے ہوئے تھے خواب میں دیکھا کہ ایک نور آسمان سے اُتر ا اور کعبہ کی چہت پر گر  
 اور اس نور کا تھوڑا تھوڑا حصہ تمام اہل مکہ کے گھر میں پہنچا اور آخر کار وہ نور فراہم ہو کر پہلے کی طرح بیک جا  
 ہو گیا۔ اور پھر میرے گھر میں آیا اور میں نے گھر کا دروازہ بند کر لیا۔ صبح کے وقت میں نے ایک یہودی عالم  
 سے اس کی تعبیر دریافت کی مگر وہ اس کی نہ کوئی پہچان سکا اور جواب میں کہنے لگا کہ یہ خواب و خیال ہے  
 اور اس کا کچھ اعتبار نہیں۔ کچھ مدت کے بعد جب میں پھر تجارت کے واسطے شام کو گیا اور بحیرا  
 راہ کے دیر میں پہنچا تو اُس سے اس خواب کی تعبیر دریافت کی۔ اُس نے خواب کو سن کر پوچھا۔  
 تو کون ہے اور کہاں سے ہے میں نے اپنی ساری حقیقت اس کو کہ سنائی۔ تب اس نے کہا اللہ تعالیٰ  
 تم میں ایک پیغمبر پیدا کرے گا زندگی میں تو اس کا وزیر اور وفات کے بعد اس کا خلیفہ ہوگا اس کے بعد



ابوبکر صدیقؓ مکہ کو واپس آ گئے۔ پھر حبیب رسول کریمؐ مبعوث ہوئے اور انہوں نے ابوبکر صدیقؓ کو اسلام کی دعوت کی اور ابوبکرؓ نے نبوت کا ثبوت طلب کیا تو آپؐ نے اس کے جواب میں ابوبکرؓ کا خواب دیکھنا اور یہودی عالم اور بھیرا سب کا جواب دینا یہ سب واقعات بیان کئے ابوبکرؓ کے سنتے ہی مسلمان ہو گئے اور انہیں ان کا الہ الا اللہ و اشہد ان محمداً عبدہ و رسولہ پڑھا۔ ابوبکر صدیقؓ کے اس آسانی کے ساتھ اسلام قبول کرنے پر وہ روایت مویہ سے جابر مہشام نے لکھی ہے۔

رسول خداؐ نے کہا کوئی شخص ایسا نہیں ہے کہ میں اس کو اسلام کی طرف بلا یا اور اس نے ابتداء میں تردد اور توقف نہ کیا ہو مگر ابوبکرؓ کہ جب میں نے اس کو دعوت اسلام کی بلا تردد ایمان لے آیا۔

اشاعت اسلام میں لہذا ابوبکر صدیقؓ نے صرف اسی پر اکتفا نہیں کیا کہ خود مسلمان ہو گئے بلکہ اپنے دوستوں

کو قبول اسلام کی ترغیب دینے اور ترقی اسلام میں روپیہ خرچ کرنے کو بھی اپنی زندگی کا بڑا مقصد سمجھا۔ اسلام کی ابتدائی حالت میں جو امداد ابوبکر صدیقؓ کی طرف سے اس کی اشاعت میں ظاہر ہوئی اس کی تین بڑی یادگاریں اسلامی تاریخ میں اپنی جگہ دکھا رہی ہیں یہ امداد اگرچہ مختلف نین میں عمل میں آئی تھی۔ مگر تسلسل مضمون کے لحاظ سے ان تینوں کا ایک جا بیان کرنا مناسب معلوم ہے۔

(۱) عمائد قریش کو قبول اسلام پر توجہ دلانا۔ قریش کے شرفاء جو ان کے یار و دوست اور ان پر بہرہ رسد رکھتے اور ان کے پاس آمد و رفت اور نشست و برخاست کیا کرتے تھے ان کو مسلمان ہونے کی ترغیب دی۔ جو لوگ ان کی دعا اور رہنمائی سے اسلام لائے ان کی تفصیل یہ ہے عثمان بن عفان خاندان نبی امیہ سے زبیر بن العوام خاندان نبی اسد سے۔ عبد الرحمن بن عوف خاندان بنی زہرہ سے۔ سعد بن ابی وقاص خاندان بنی زہرہ سے۔

فجعل يدعوا الى الله والى الاسلام من وثق به من قومه ممن يغشأ ويحلس اليه۔ فاسلم يدعاه فيما بلغني عثمان بن عفان۔ والزبير بن العوام۔ وعبد الرحمن بن عوف وسعد بن ابی وقاص۔ وطلحة بن عبد الله فجاءهم الى رسول الله



طلحہ بن عبد اللہ خاندان نبی تیم سے۔

استجابوا لہ واسلموا وصلوا (ابن شہ)

یہ لوگ اپنی ملک اور قوم میں معزز اور اپنے اپنے خاندان میں صاحب و جاہت تھے ان کا اسلام لانا کفر اور شرک کی ابتداء شکست اور اشاعت اسلام کا پہلا موقعہ تھا۔ ان رؤسا کی دلی عقیدت اور مالی امداد سے اسلام کی غریبانہ حالت کو بہت کچھ ترقی اور فائدہ البالی حاصل ہوئی۔  
الحقیقت ابو بکر صدیق کا یہ کارنامہ تاریخ اسلام میں بہت اعلیٰ درجہ کا ہے۔

(۲)۔ اسلام کی ترقی میں روپیہ خرچ کرنا۔ ابو بکر صدیق کے پاس قبول اسلام کے وقت چالیس درم موجود تھا۔ اس تمام روپیہ کو رسول خدا کی خدمت | اسلام ابو بکر ولد ابی بکر بن عبد  
گزارہی۔ اسلام کی تقویت مسلمانوں کی رفاہیت میں | انفقوا کلہا علی رسول اللہ و فی سبیل اللہ  
صرف کر ڈالا۔ ابو بکر صدیق کی اس مالی خدمت گزارہی کی تصدیق رسول خدا کے اس کلام  
بخوبی ثابت ہوتی ہے جو آپ نے اپنے آخر ایام میں فرمایا تھا۔

ابو بکر کے مال سے جو فائدہ مجھ کو ہوا وہ کسی کے مال | ما نفقنہ مال احدی ما نفقنہ مال  
سے نہیں ہوا | ابی بکر۔ (ترمذی)

اور یہی مؤیدہ روایت ہے جو بخاری اور مسلم نے نقل کی ہے کہ رسول خدا نے فرمایا۔  
لوگون میں سے مال اور مصاجت میں مجھ پر بڑا احسان | ان آمن الناس علی فی مالہ وصحبہ  
کر نیولا ابو بکر ہے | ابو بکر۔ (بخاری و مسلم)

(۳)۔ نو مسلم غلاموں کا آزاد کرنا۔ اسلام کی صداقت پسینے کے باعث جو لوگ بتوں سے  
منحرف ہو کر خدا کے واحد کی عبادت پر جھک گئے تھے کفار قریش ان سے سخت مخالفت  
کرتے تھے اور ان میں سے جو لوگ بے خان و مان تھے ان کو بے انتہا تکلیفیں پہنچاتے تھے  
اس قسم کے نو مسلم جس جس قبیلہ میں تھے قبیلہ قبیلہ | فوثبت کل قبیلۃ علی من فیہا من  
والوں نے ان پر سختی شروع کی۔ ان کو قید کرتے | المستضعفین المسلمین فجعلوا لیلہم  
تھے اور مکہ کے ریشے میدان بین مار پیٹ اور ہجو | ویعدی بونہم بالضرب والجمع  
پاس کی سزا دیتے تھے تاکہ ان کو اپنے دین سے | والعطش برمضہ مکہ والندار  
پہراہیں۔ | لیفتنوا عن دینہم۔ ابن اشیر



کہ جب دو پہر کی دھوپ گر گئی تو امیہ بن خلف اُس کو  
 لکے کے کنکرے میدان میں چپٹ لٹا دیتا اور ایک ہائی  
 پتھر اس کی چپاتی پر رکھواتا اور کہتا کہ یہی حال رہیگا میں  
 تک کہ تو مر جائے یا محمد کے دین کو چھوڑ کر لات اور غزی  
 کی پرستش کرے مگر بلال اُس وقت میں احد احد  
 کہتے تھے یعنی خدا واحد ہے۔

وكان امية ابن خلف يخرجها اذا  
 حميت لظهيرة فيطرحها على ظهره  
 بطحاء مكة ثم يامر بالضربة العظيمة  
 فتوضع صدره ثم يقول له لا يزال هكذا  
 حتى تقوت او تكفر بحجدي وتقيد للادب  
 الغرے وهو يقول ذلك البلدة احد احد

اسلام کی اس غربت اور کفار کے اس تشدد کے زمانہ میں ابو بکر صدیق نے مسلمانوں سے یہ سلوک  
 کیا کہ اس قسم کے سات غلام جن کو اسلام قبول کرنے  
 کے باعث تکلیف دی جاتی تھی خرید کر آزاد کر دیا  
 جن میں سے بلال اور عامر بن فہیرہ تھا۔ اس کی تفصیل اصحاب میں درج ہے۔

جس قدر غلام ابو بکر صدیق نے آزاد کرائے عموماً کنکال اور کمزور تھے۔ یہ حال دیکھ کر ان کے  
 والد ابو قحافہ نے کہا کہ تم کم زور غلاموں کو آزاد کرتے ہو  
 اگر تم کو یہی کام منظور ہے تو بہتر ہے کہ بہا در غلاموں کو  
 آزاد کرانا کہ وقت پر تمہارے کام میں ابو بکر نے کہا اباجا  
 مجھے تو اس کام سے صرف خدا تعالیٰ کی خوشنودی مقصود ہے

اشاعت اسلام میں  
 برداشت مصائب  
 اسلام مقاصد کی اشاعت میں صرف زر کے علاوہ بعض اوقات اپنی جان کو مضامین  
 میں ڈال دیا۔ اور پھر ان مصائب کو دلی خوشی سے برداشت کیا۔ روضۃ  
 الاحباب میں لکھا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ابتداء سے بعثت میں چکے چکے لوگوں کو اسلام  
 کی دعوت کیا کرتے تھے اور طالبان حق کو ہدایت کی راہ مخفی طور پر بتلاتے تھے ابو بکر صدیق  
 اس عرصہ میں ہمیشہ اظہار دین اور اشاعت اسلام کی درخواست کرتے رہے مگر آپ کفار کی  
 کثرت اور مومنین کی قلت کے باعث اس میں متامل ہوتے اور اشارت عینی کا انتظار  
 کرتے۔ جب ابو بکر صدیق کی التجاہد کو پہنچ گئی تو آپ اس کو منظرہ و کر کے مسجد حرام میں تشریف

يا بني اتي اراك تعتق رقبا ضعافا فلونك  
 اذ فعلت ما فعلت اعتقت لجال  
 جلد اعينعونك ويقومونك دونك  
 ابو بکر يا ابن ابی انما اريد ما اريد الله عز وجل



لائے۔ رؤسا قریش کی ایک زبردست جماعت وہاں موجود تھی ابو بکر صدیقؓ نے بے دھڑک اس مجمع میں کھڑے ہو کر ایک خطبہ پڑھا۔ اور نہایت فصاحت و بلاغت سے توحید کی تائید و شرک کی بربائیوں۔ بت پرستی کے انجام بد کو بیان کیا۔ کفار قریش اس کے سننے سے بہرہ اٹھے اور ابو بکر کی طرف جھکے۔ نہایت سختی سے ان کو مار پیٹے اور گالی گلوچ شروع کی۔ لات کتے سے اس قدر زور و دکوب کیا کہ ان کے چہرہ کی ہیئت متغیر ہو گئی۔ بنو تیم (خاندان ابو بکر) کو جب اس حال کی اطلاع ہوئی تو فوراً موقع پر پہنچے اور ان کو یہاں سے نکال کر گھر لے گئے کچھ دیر کے بعد یہ ہوش آیا تو انہوں نے شربت پلانا چاہا مگر انہوں نے نہ مانا اور کہا جب تک میں رسول خدا کی خدمت میں حاضر نہ ہو لوں ہرگز کچھ کھاؤں پیوں گا نہیں۔ رات کے وقت جب رہتے کفار کی آمد رفت سے خالی ہوئے تو یہ لوگ ابو بکر کو اٹھا کر رسول کریم کی خدمت میں لے گئے۔ آپ ان کا یہ حال دیکھ کر بہت متاسف ہوئے اور ہمدردی کا اظہار فرمایا۔

رسول خدا کی حمایت میں برداشت مصائب جب رسول خدا نے بتوں کی مذمت اور شرک کی برائی بیان کرنے میں علی الاعلان وعظ شرم کی تہ سے قریش سخت مخالف ہو گئے اور آپ کی انہی رسانی کے درپے ہوئے ان مواقع پر کئی مرتبہ ابو بکر صدیقؓ نے آپ کی حمایت میں تکلیفیں برداشت کیں اور کفار کے مقابلہ میں سینہ سپر ہوئے چنانچہ کتب سیر اور احادیث میں متعدد واقعات اس کے متعلق درج ہیں۔

قال مرأت عقیبة ابن ابی معیط  
جاء الی النبی وهو یصلی فوضع  
رداءه فی عنقه فحنقه حنیقا فجاء  
ابو بکر حتی نعه عنه وقال اتقتلون

رجلا ان یقول لاری الله وقد  
جاء کہ بالبینات من بکرم بخاری

ایک واقعہ غزوہ بن ربیعہ سے منقول ہے کہ رسول خداؐ نماز پڑھ رہے تھے کہ عقیبہ بن معیط آیا اور آپ کے گلے میں چادر ڈال کر زور سے کہنے لگا۔ اس حال میں ابو بکر صدیقؓ آپ سے اور عقیبہ کو آپ سے دور کیا۔ اور یہ آیت پڑھی (ترجمہ) کیا تم صرف اتنی بات پر ایک شخص کے قتل کے درپے ہو کہ وہ خدا ہی کو اپنا پروردگار بتاتا ہے حالانکہ وہ تمہارے پروردگار کی طرف تمہارے پاس معجزے لیکر ہی آیا ہے۔

ایو بکر کا یہ حال دیکھ کر کسی نے کہا یہ کون ہے اس وقت حاضرین نے سلامی تحفے کے با



جواب دیا ہذا ابن تحفاة المجنون یعنی یہ ابو بکر دیوانہ ہے۔

دوسرا واقعہ ابو بکر صدیق کی بیٹی اسماء سے منقول ہے کہ مشرک مسجد حرام میں بیٹھے ہوئے تھے اور باہم رسول خدا کا ذکر کرتے تھے اور جو کچھ کہ آپ ان کے بتوں کے حق میں کہتے اس کا یہی مذکور ہو رہا تھا کہ اسی اثنا میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں آئے اور لوگ آپ کی طرف اٹھ کر آپ کے دستوں پر ہاتھ رکھ کر کفار جو کچھ پوچھتے اس کا جواب سچ سچ کہہ دیتے تھے انہوں نے کہا کیا تم ہمارے معبودوں کے حق میں یہ باتیں نہیں کہتے ہو آپ نے کہا مان کہتا ہوں۔ یہ سنتے ہی سب کے سب آپ سے پیٹ گئے تب ایک شخص چلا آیا ہوا ابو بکر صدیق کے پاس آیا اور کہنے لگا اپنے رفیق کی خبر لو۔ ابو بکر صدیق مسجد میں آئے تو دیکھا کہ لوگ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد جمع ہیں۔ اس وقت آپ نے یہ آیت پڑھی۔ (ترجمہ اس کا اور پند کور ہو چکا) کفار اس کے سنتے ہی رسول خدا کو چھوڑ کر ابو بکر پر چل پڑے اور ان کو مارنا شروع کیا اس کے بعد ابو بکر گہرائے اور کیفیت یہ تھی کہ سر کے بالوں پر جدمصرنا تھہر رہے بال و مان سے گھسٹتی ہوئے ساتھ چلے آتے اور وہ یہی کہہ جاتے تھے اے خدا تو بزرگ اور بابرکت ہے۔

ان کے سوا ایک اہم اور خاص واقعہ رفاقت غار کا ہے جس کا بیان ترتیب میں کے لحاظ سے صفحہ ۱۹ میں درج ہے۔

ہجرت حبشہ جب کفار مکہ کی سختیاں رسول خدا کے اصحاب پر حد سے زیادہ ہو گئیں اور آپ کو ان کے دیکھنے سے نہایت قلق گذرنا تو اپنے نبوت کے پانچویں سال میں اپنے دوستوں

سید نبوی



کو اجازت دی کہ ملک حبشہ کو چلے جائیں کہ وہاں کا بادشاہ عادل ہے اور اس کے زیر حکومت  
کوئی شخص کسی پر زیادتی نہیں کر سکتا اور جب تک جناب باری سے کوئی صورت امن و  
اتسایش کی نہ ہو تب تک وہیں ٹھہرے رہیں۔

حبشہ کا ملک افریقہ میں واقع ہے اور عرب کے لوگ سمندر سے پار ہو کر وہاں جاتے  
ہیں۔ آج کل یہ ملک ابی سینیا کے نام سے مشہور ہے۔ آپ کی اجازت سے گیارہ مرد  
اور چار عورتیں کل پندرہ آدمی مخفی طور پر مکہ سے نکل کر حبشہ کو چلے گئے۔ ان مہاجرین میں سے  
پہلے ہجرت کرنے والے حضرت عثمان تھے جو اپنی بیوی رقیہ کے ہمراہ روانہ ہوئے۔ پھر اس  
کے تھوڑے عرصہ بعد کچھ اور لوگ جنہوں نے قبول اسلام سے بڑی بڑی تکلیفیں برداشت  
کی تھیں ان سے جا ملے۔ ابن ہشام نے لکھا ہے کہ مہاجرین حبشہ کی تعداد ابتدا سے لیکر ۸۸ مرد  
اور ۱۱ عورتوں تک پہنچ گئی تھی۔ اور اس تعداد سے خور و سال بچے علیحدہ تھے۔

سہرچند اس ہجرت کی اجازت عام ہونے کے باعث بہت سے صحابہ حبشہ کو چلے گئے تھے  
اور ابو بکر صدیق کو جو انڈیئن کفار مکہ کی طرف سے اسلام کی اشاعت اور رسول خدا صلی اللہ علیہ  
وسلم کی حمایت کے باعث پہنچ رہی تھیں وہ بھی کچھ کم نہ تھیں مگر ابو بکر صدیق کو رسول خدا صلی اللہ  
علیہ وسلم کی ترک رفاقت کسی صورت سے گوارا نہ ہوئی اور حسب دستور سابق مکہ میں رہنے اور  
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بجالانے کو اپنے فخر کا باعث سمجھتے رہے۔

حضرت حمزہ اور عمار و قرقش  
کا اسلام لانا۔

شرف اسلام سے بہرہ یاب ہوئے ان میں سے حضرت حمزہ خاندان  
نبی مہتمم کے ایک معزز رکن اور رشتہ میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا اور نہایت جرمی و  
جنگ جو تھے۔ عمار و قرقش خاندان نبی عدی کے نامور ممبر اور عرب جاہلیت میں

خو کفار قریش کو عام مسلمانوں سے اس درجہ عداوت ہو گئی تھی کہ ان مہاجرین کی مخالفت  
کیوں سنے اپنے پیغمبر کو بہت سے تحائف دیکر نجاشی والے حبشہ کے پاس بھیجا۔ مگر ان کی شکایات پیش  
ہونے پر جو تقرر جعفر بن ابی طالب نے اسلام کے اصولوں پر نجاشی کی اجازت سے بیان کی وہ ایسی موثر اور متعقبات  
تھی کہ نجاشی اس کو سن کر بہت خوشی ہوا۔ اور نتیجہ یہ ہوا کہ سفر ناکام واپس آئے نہ مولف۔



معاذہ اور منافرہ کے باعث صاحب امتیاز اور ہیت و صیانت رائے کے باعث ذی وقار  
اور ایسے پہلے اسلام اور رسول خدا کے سخت مخالف تھے۔ حضرت حمزہ تین دن پہلے اور حضرت  
عمر فاروق ان کے تین دن بعد ایمان لائے۔

مہاجرین حبشہ کے چلے جانے سے مسلمانان مکہ کی جماعت میں جو ایک گونہ کمی ہو گئی تھی  
حضرت حمزہ اور عمر فاروق کا اسلام انکی تلافی کا باعث ہو گیا اور مسلمانوں کی حالت میں ایک  
نمایان انقلاب معلوم ہونے لگا۔ اب کوئی شخص رسول خدا کے پاس جانے اور ان کو ایذا  
پہنچانے کی جرات نہیں کر سکتا تھا۔ حضرت حمزہ کی بہادری اور عمر کی ہیت سے لوگ خوف  
کہلتے تھے۔ اور مسلمان جو اس سے پیشتر گمراہ میں چھپ کر عبادت کیا کرتے تھے اب  
کھلم کھلا کعبہ میں نماز پڑھنے لگ گئے۔ عمر فاروق کے قبول اسلام مدت ۳۹ مسلمان تھے اور ان  
کے شمول سے چالیس کی تعداد پوری ہو گئی۔

ابوطالب اور خدیجہ کی وفات۔ حضرت حمزہ اور عمر فاروق کے قبول اسلام سے جس قدر تقویت  
مسلمانوں کو ملی تھی افسوس کہ ابوطالب اور خدیجہ کی وفات نے اسی قدر

اس کو مضحک کر دیا۔ نبوت کے دسویں سال میں پہلے ابوطالب اور پھر ان کے چند روز بعد  
بابی خدیجہ فوت ہوئیں۔ یہ دونوں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے بڑے حامی اور مددگار تھے  
کفار قریش کو جو عداوت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے تھی وہ ابوطالب اور خدیجہ  
کی زندگی میں کچھ ایسی خطرناک نہ تھی مگر ان دونوں کے انتقال کے بعد کفار کے حوصلے بڑھ گئے  
چنانچہ آگے چل کر معلوم ہو گا کہ ابوبکر صدیق جو ہجرت حبشہ کے وقت مکہ میں بنے فکر بیٹھے رہے تھے  
اب ان کو اور باقی ماندہ سب صحابہ کو مکہ کا چھوڑنا ضروری ہو گیا۔

+ منافرت اور معاشرت خانہ دانی عورت کے مباحثہ کو کہتے ہیں۔ مدعا اس مباحثہ کا یہ ہوتا تھا کہ دوسرے  
قبیلوں کی بزدلی اور عیوب اور اپنی قوم کی بہادری و اوصاف اور حسب نسب کی بڑائی بیان  
کجا کریں۔ یہ رسم زمانہ جاہلیت میں عام تھی اور اس کے ذریعہ مشرک و ملج آزادی کا خوب موقع ملتا  
عرب جاہلیت کے ملکی مناصب جو اس سے پیشتر صفحہ میں درج ہو چکے ہیں ان کے دیکھنے سے معلوم ہو گا کہ عمر  
فاروق کا خاندان قریش کے سامنے ایک خاص وقعت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا اور سفارت کا منصب انکو متعلق تھا



نبوت کے بارہویں سال جب رسول خدا کو معراج کا شرف حاصل ہوا تو عام  
لوگ اس خبر کے سننے سے ڈر گئے اور بعض دین سے منحرف ہو گئے مگر ابوبکر صدیق کے متعلق  
یہ فرق نہیں آیا۔ ابن ہشام نے لکھا ہے۔ کہ اس شب کی صبح رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم  
مسجد میں بیٹھے تھے کہ اتنے میں ابوجہل جو ایک  
عزیز قریش اور اسلام کا سخت دشمن تھا وہاں سے  
گذا اور مندر کے طور پر کہنے لگا کہ آج ہی کوئی نئی بات  
حاصل ہوئی ہے آپ نے کہا کہ مان آج شب کو بیت المقدس اور وہاں سے آسمانوں میں  
میں سفر کیا ہے۔ اس نے کہا کہ رات کو یہ سفر اور  
صبح مکہ میں۔ آپ نے کہا مان ایسا ہی تھا ابوجہل  
نے یہ بات سن کر قریش کو پکارا۔ لوگ اکٹھے  
ہوئے تو تعجب کے طور پر آپ کی زبان سے یہ وہ  
ان کو سنوایا۔ بعض نے مانا اور بعض نے نہ مانا بعض نے  
تالیان پٹنی شروع کیں اور بعض نے حیران ہو کر سر پر  
ہاتھ رکھ لیا۔ اور جو لوگ ضعیف الایمان تھے  
وہ دین سے منحرف ہو گئے اس وقت چند  
اشخاص ابوبکر صدیق کے پاس گئے اور کہا کہ  
تمہارا رفیق یون یون کہتا ہے۔ ابوبکر نے کہا کہ  
اگر یہ بات رسول خدا نے کہی ہے تو سچ ہے اور

قال ثم أصبحت بين ظهرانيها فقال  
نعم فخاف ان يخبر بذلك عن فجد  
النبى فقال اتخبر قومك بذلك فقال  
نعم فقال ابوجهل يا معشر بني  
كعب بن لؤي اهلوا فاقبلوا فهدوا  
النبى فمن بين مصدق وكذاب  
ومصدق وواضع يد على راسه  
وارتد الناس ممن كان امن به  
صدقه - وسعي ارجال من المشركين  
الى ابى بكر فقالوا ان صاحبك يزعم  
كذا وكذا فقال ان قال ذلك فقد

رسول خدا کا کہ مسجد اقصیٰ تک سیر کرنا قرآن مجید سے ثابت ہے اللہ تعالیٰ ہاں سپارہ میں فرماتا ہے  
سبحان الله اسرے بعد لیل من المسجد الحرام الى المسجد الاقصیٰ (خدا پاک ہے جو  
رات اپنی زندگی کا کعبہ بیت المقدس تک لگیا) مگر اس سیر کی کیفیت میں علماء اسلام کو باہم اختلاف ہے ایک  
اس امر کا معتقد ہے کہ یہ سیر روحانی بطور دیا کے تھا۔ اور دوسرا فرقہ اس امر کا قائل ہے کہ کل سیر جسمانی اور بیداری  
میں تھا جو اہل اسلام کا اتفاق اس پر ہے کہ جسمانی تھا ابن ہشام نے فریقین کے اقوال کو مفصل لکھا ہے



حال میں کہ میں انکی اہم میں قصد یق کرتا ہوں کہ آسمان  
سے صبر و شام ان کو خبر آتی ہے تو میرے لئے یہ کوئی  
عجیب خبر نہیں۔

صدق - انی لا صدقہ بجا ہوا بعد  
من ذلک اصدقہ بخر السماء  
غدا و دروہ - ابن اثیر۔

۳۲۰ ہجری

ہجرت ابو بکر

ابو بکر صدیق قبول اسلام سے بارہ سال تک رسول خدا کے پاس مکہ میں جا رہے  
ہر چہ اس عرصہ میں کئی قسم کی تکالیف پیش آئیں مگر ان کے استقلال میں اس سے کوئی  
گہرا ہٹ نہیں واقع ہوئی۔ آخر کار جب کفار کی روز افزون عداوت کے باعث آزادی کے  
ساتھ قریش مذہبی کے ادا کرنے میں وقت معلوم ہوئی تو نبوت کے تیرہویں سال یہ بھی  
ہجرت کے ارادہ پر جثہ کو روانہ ہوئے۔ امام بخاری نے باب الحجۃ میں اس قصہ کو بہت  
تفصیل سے بیان کیا ہے۔ خلاصہ اس کا یہ ہے کہ ابو بکر حبشہ کو جا رہے تھے کہ مقام برک النہار  
پر قبیلہ قارہ کا رئیس ابن دغنے ان کو بلایا اور پوچھنے لگا کہ تم کہاں جاتے ہو۔ انہوں نے قریش  
کے تشدد سے ترک مکہ کا ماجرا بیان کیا اور یہ کہا کہ اب میں دنیا میں پہر کر آزادی کے ساتھ خدا کی  
عبادت کرنا چاہتا ہوں۔ ابن دغنے جو نکران کی فیاضی اور مہمان نوازی سے واقف تھا  
اس ارادہ سے مانع ہوا اور کہنے لگا کہ تم شہ کو واپس چلو اور وہیں خدا کی عبادت کرو میں تمہاری  
حفاظت کا ذمہ دار ہوں۔ ابو بکر اس کے ساتھ واپس آئے۔ ابن دغنے شرفاء قریش کے پاس  
گیا اور ابو بکر کے اوصاف کو ان الفاظ سے بیان کرنا شروع کیا۔

ان ابا بکر لا یخرج ولا یخرج اتخرجون  
رجلا یکسب المعدم ویصل الی  
و یحمل کل و یقری الضیف یعین  
علی نوائب الحق - بخاری باب الحجۃ

ابو بکر ایسا شخص نہیں ہے کہ وطن سے از خود نکل جائے  
یا نکلنے پر مجبور کیا جائے وہ روپیہ کیا کر محتاجوں کو دینا  
اقربا سے صلہ رچی کرتا ہے در ماندوں کا بوجھ بٹاتا ہے  
مہمانوں کی میزبانی کرتا ہے اور مصائب میں مدد دیتا ہے

قریش نے ابن دغنے کی پناہ وہی کو تسلیم کر کے اس شرط کے ساتھ اجازت دی کہ ابو بکر اپنے  
گہرین خدا کی پرستش کرے اور وہیں نماز پڑھا کرے بلند آواز سے نہ پڑھے کہ سہو اپنی  
عورتوں اور بچوں کے فتنہ میں پڑنے کا اندیشہ ہے۔ ابن دغنے نے یہ سارا قصہ ابو بکر کو جا کر سنا  
ابو بکر چن روز تک تو ایسا کرتے رہے مگر پیر صبر نہ کر سکے اپنے گہر کے صحن میں ایک مسجد بنائی



اور اس میں نماز اور قرآن پڑھنا شروع کر دیا۔ قریش کی عورتیں اور بچے حبیب ابو بکر کے پڑھنے کی آواز سنتے ان کے پاس جا کر اکٹھے ہو جاتے اور حیران ہوتے۔ ابو بکر کا یہ حال تھا کہ وہ رقیق القلب اور کثیر البکا آدمی تھا جب قرآن پڑھتا | کان ابو بکر سر جلا و بکاء  
 بے اختیار اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے شروع | لا یملک عینہ اذا قرأ القرآن  
 ہو جاتے۔ قریش نے اس خبر سے گہرا کراہنہ دغنے سے فریاد کی۔ اس نے ابو بکر سے کہا کہ تم اپنے عہد سے پہر گئے اور قریش میری ذمہ داری کو واپس کرنا چاہتے ہیں۔ پس یا تو قریش شرط پر رضا مند ہو جاؤ یا میری حفاظت کو واپس کرو۔ ابو بکر نے نہایت استقلال سے جواب دیا کہ خدا کا ذکر تو میں ترک نہیں کر سکتا البتہ تمہاری  
 ذمہ داری واپس کرنا ہوں اور مجھے خدا و رسول کی  
 انی اسراء الیک جو اس رک و اس  
 بحوالہ اللہ۔ بخدی باب ہجرۃ۔

ذمہ داری میں رہنا پسند ہے۔

رفاقت غار اور ہجرت مدینہ | ابو بکر صدیق کی زندگی میں سب سے بڑا اور مشہور واقعہ رفاقت غار کا ہے جو مکہ سے مدینہ کی ہجرت کو زمانہ میں واقع ہوا۔ صحابہ کرام بارہ برس سے کفار مکہ کی تکالیف برداشت کر رہے تھے۔ اس عرصہ میں کچھ صحابہ حبشہ کی جانب ہی ہجرت کر کے چلے گئے۔ ادھر ابو طالب کی زندگی میں جس قدر امن کی صورت رسول خدا کی ذات کے واسطے تھی ان کی وفات سے وہ بھی جاتی رہی تھی۔ رسول کریم اس حالت بے کسی اور ہجوم مصائب میں امداد غیبی کے منتظر تھے کہ تیرہویں سال نبوت میں ایک بیک اہل مدینہ کے قبول اسلام اور اظہار طاعت اور وعدہ رفاقت سے آپ کو تسلی کی صورت ہوئی۔ تب آپ مکہ سے ہجرت مصمم ارادہ کر کے اپنے اصحاب باوفا کو مدینہ میں چلے جانے کی اجازت دی۔

مدینہ کو دارالہجرت قرار دینے کی یہ وجہ ہوئی تھی کہ سال بسال کے دغ و نصیحت سے جب مکہ والوں پر کچھ اثر ہوا اور طائف میں نبی ثقیف کی طرف سے بھی کوئی صورت قبول اسلام کی نظر نہ آئی تو رسول کریم بنو کعبہ گیارہویں سال اس فکر میں ہوئے کہ حج کے زمانہ میں غیر ملک کے لوگوں کو دین اسلام کی تلقین کریں۔ چنانچہ اس سال میں مدینہ کے چند اشخاص جو حج کو آئے ہوئے تھے ان میں سے چھ آدمی آپ کے مواظف من کر نور اسلام سے بہرہ یاب ہوئے اور ان میں پیغمبر کریم خدا کی تعلیم کا ذکر کیا۔ یہ حال دیکھ کر

سند نبوی



تمام صحابہ کو بت بہ نسبت روانہ ہوئے سرور ۴ ہوئے اور  
جو لوگ ملک حبش کو ہجرت کر گئے تھے وہ بھی اس خبر کو  
شکر مدینہ کی جانب عازم ہوئے ان حضرت صلے اللہ  
علیہ وسلم کہ میں اجازت ہجرت کے منتظر تھے اس وقت  
رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس علی مرتضیٰ اور ابوبکر  
صدیق کے سوا اور کوئی نہ تھا ابوبکر اکثر اوقات ہجرت  
کی اجازت طلب کرتے تھے مگر رسول خدا یہی  
کہتے تھے کہ جلدی نہ کرو شاید اللہ تعالیٰ تمہارا کوئی  
رفیق بنا دے تب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو آپ کے  
ہمراہ ہونے کی امید ہوئی۔

فہاجر من ہاجر قبل المدینۃ  
و مرجع عامۃ من کان ہاجر من  
الحبشۃ الی المدینۃ - بخاری -  
لم یختلف معہ بمکۃ احد من المهاجرین  
الا من حبس او فتن الاعالی بن  
ابی طاوہ ابوبکر ابنی تحافۃ و کان ابوبکر  
کثیرا یستأذن رسول اللہ فی الحج  
فیقول لہ رسول اللہ لا تعجل اللہ بحیث  
صلیاً فیتطعم ابوبکر ان یکونہ

ابن ہشام

صحابہ کو مدینہ کی طرف ہجرت کرتے ہوئے دیکھ کر قریش کے دلوں میں گھٹکا پیدا ہوا اور  
یہ سمجھے کہ پہلے مکہ کے لوگ تنہا تھے اب اہل مدینہ ان کے شامل ہو گئے ہیں مبادا مکہ کے مہاجر اور  
مدینہ کے انصار ملکر ہم پر حملہ کریں اور سابقہ تکالیف کا بدلہ لیں اس واسطے اکابر قریش نے ایک

مجلس اور طبایع ہی اور متوجہ ہوئیں۔ چنانچہ اگلے سال ان دو مسلمانوں میں سے پانچ اشخاص میرے چچا کو آئے  
تو ان سے اور غزیرہ کی طرف سے سات آدمیوں کو بطور وکیل کے ہمراہ لائے اور یہ بھی مشرف اسلام ہوئے۔  
رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ ابن مکتوم اور مصعب بن عمیر کو قرآن مجید اور ارکان اسلام کی تعلیم  
کے واسطے ان لوگوں کے ہمراہ بھیج دیا۔ ان دو برسوں میں جو خوبیاں دین اسلام کی اہل مدینہ کو معلوم ہوئی  
تہنیں نتیجہ اسکا یہ ہوا کہ تیرہ سو بیس سال میں جب مدینہ کے لوگ حج کو آئے تو ایک دم ۳۷ مرد اور ۲ عورتوں نے  
آپ سے بیعت کے بعد التجا کی کہ اگر آپ اور آپ کے اصحاب ہمارے شہر میں چلیں تو ہم اپنے پیاروں سے  
آپ کی اور آپ کے اصحاب کی حفاظت ویسی ہی کریں گے جیسی کہ اپنی اولاد اور ازواج کی کرتے ہیں  
اہل مکہ کی تکالیف کا حال اور مساوات قلب کی کیفیت تو آپ تیرہ برس سے دیکھ رہے تھے  
اب مدینہ والوں کی جو یہ حسن عقیدت دیکھی تو آپ کو مکہ سے مدینہ جانے پر توجہ ہوئی۔ پس مدینہ  
والوں کی بیعت گویا اس ہجرت کی بنیاد تھی۔ مولف۔



کیٹی رسول خدا کے برخلاف دارندہ میں کی اندھیت سباحۃ کے بعد رسول خدا کے قتل کی تجویز  
 قرار پائی۔ اور رسول خدا کو یہی اس واقعہ کی اطلاع اور مکہ سے ہجرت کرنے کی اجازت ہو گئی  
 رسول خدا تیسری ہجرت کے ارادہ سے دوپہر کے وقت ابو بکر صدیق کے مکان پر گئے  
 ہجرت کی اجازت ہونے اور ان کی رفاقت میں | قال رسول الله صلعم فاني اذن  
 مدینہ کو سفر کرنے کا اظہار فرمایا۔ ابو بکر صدیق انہی معیت  
 کا حال سن کر بہت خوش ہوئے یہاں تک کہ فرط | یا رسول الله قال نعم۔ بخار باب  
 خوشی سے ان کے آنسو جاری ہو گئے۔ پھر ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میں نے  
 دو اونٹنیاں پہلے سے مہیا کر رکھی ہیں۔ اس پر دونو صاحبوں نے عبد اللہ بن ابی رقیطہ کو  
 جو عرب کے مشرکین سے تھارہ نمانی کے واسطے اجورہ دار مقرر کیا اور دونوں اونٹنیاں اس کے  
 سپرد کیں کہ تین راتوں کے بعد ان کو غار ثور پر لے آئے جو مکہ سے دکن کی جانب ڈھائی کوس  
 کے فاصلہ پر ہے اور اس قرار داد کے بعد رسول خدا اپنے مکان پر تشریف لے گئے۔

رات کے وقت جب قریش کے چند نوجوان دارندہ کی تجویز کے موافق رسول خدا  
 کے دولت خانہ کے گرد مجتمع ہوئے اور وقت کا انتظار کرنے لگے تو رسول خدا نے علی رضی  
 کو اپنے بستر پر لٹایا اور خود چپکے سے نکل کر ابو بکر صدیق کے گھر جا پہنچے۔ ابو بکر صدیق کی بیٹی عاتکہ  
 کا بیان ہے کہ ہم نے ان دونوں کے واسطے سبائیں | قالت عائشة فمناهما احب الیہما  
 سفر تیار کیا اور توشہ دان میں زاد راہ رکھ دیا انسا | وقتنا لهما سفرۃ فخرجنا ففقطعت  
 ابو بکر نے اپنے کمر بند کا ایک ٹکڑا کاٹ کر مکامتہ بن کر کیا | اسماء بنت ابی بکر قطیعة من لثمتها  
 پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر صدیق رضی | فربطت به فم الجراب ثم لحق رسول  
 دونوں جبل ثور کی غار میں چھپ گئے۔ | الله وابو بکر بغارہ فی جبل ثور بخار

امام فخر الدین رازی نے لکھا ہے کہ جب رسول خدا اور ابو بکر صدیق غار کے دروازہ  
 پر پہنچے تو پہلے ابو بکر صدیق غار میں داخل ہوئے تاکہ | فلما وصلوا الغار دخل ابو بکر الغار  
 اسکی جانچ پڑتال کریں۔ رسول خدا نے کہا گیا کہ تھے ہو۔ | اولا یمس ما فی الغار۔ فقال

دارندہ مکہ میں ایک مکان تھا جس میں قریش مشورہ کیا اسے جمع ہوا کرتے تھے۔ سولف۔

ابو بکر کا خدا کی  
 دیکھ یہاں کہ



جواب دیا کہ غار دین میں لیرے مورے در درندے  
اکثر ہوا کرتے ہیں۔ سو اگر کوئی ایسا جانور ہو تو اسکا  
اثر مجھ تک پہنچے اور آپ بھی رہیں۔

کفار کا غار  
مکہ سے چار

لہ لہی ملک۔ فقال الغیران  
مناوی السباع والہوام فان کان  
فیہ شیء کان بی لالک۔ تفکر علیہ

صبح کے وقت جب قریش کو معلوم ہوا کہ قاتل کا گم پہر آئے اور رسول خدا صبح کر  
نکل گئے تو انہوں نے آپ کے سر مبارک پر انعام مقرر کر کے چاروں طرف سوار دوڑائے  
یہ لوگ ایک دوسرے ڈھونڈتے ڈھونڈتے غار کے اس قدر قریب آ گئے تھے کہ ابو بکر صدیق  
نے ان کو دیکھ لیا اور رسول خدا سے کہا کہ اگر ایک انبیہ  
اپنے پاؤں کی طرف دیکھے تو ہم کو دیکھ لیگا رسول کریم نے  
فرمایا کہ ابو بکر ان دو آدمیوں کے ساتھ میرا کیا گمان ہے  
جن کا تیسرا خدا ہو۔

ایام اقامت غار میں کفار قریش کی کارروائیوں کی خبر سانی اور دیگر معاملات کے  
واسطے ابو بکر صدیق نے جو انتظام کر رکھا تھا امام بخاری نے اس کی نسبت لکھا ہے  
رسول خدا اور ابو بکر تین رات تک غار میں چھپ  
رہے عبداللہ ابن ابی بکر رات کے وقت آپ کے  
پاس رہتا تھا۔ اور آخر شب کو آپ سے رخصت  
ہو کر بوقت صبح قریش سے مکہ میں جا ملتا اور جو  
خیالات ان سے نہنتا شام کے وقت جبکہ اندھیرا  
ہوتا۔ رسول خدا کو اگر سنا دیتا۔ عامر بن فہیرہ  
ابو بکر کی دوسری بکریاں وہاں چرایا کرتا تھا اور عشاء  
کے وقت غار میں پہنچا پاتا تھا رات کے وقت دونو  
ان کا دورہ پتے پتے یہاں تک آخر رات کو عامر  
آواز دیتا اور تین رات تک یہی کرتا رہتا۔  
اس عرصہ میں کفار قریش کی تلاش کا کھسکا

اقامت غار کی  
کیفیت

فکنا میہ ثلاث لیال یبیت عندہما  
عبداللہ ابن ابی بکر۔ فیدلج علیہ  
سبح فی صبح مع قریش بمکہ کہانت  
فلو سمع امرا یکتادان بہ الا و  
حتی یاتہما بخبر ذلک حین تخلط  
الظلام فیرعی علیہما عامر بن فہیرہ  
مولی ابی بکر من غنم فیرجھا  
علیہما حین تذاہب ساعتہن  
العشاء فیبتیان فیہ رسول وہولین  
منھما اور خیفہما حتی ینعق بہا  
عامر بن فہیرہ بغس فیعل ذلک



کم ہو گیا اور تیسرے دن عبد بن اریقظ اونٹیاں | فی کل لیلة من ثلاث اللیالے الثالث  
لیکھ بھی آگیا۔ تب ایک اونٹنی پر رسول خدا اور ابو بکرؓ آگے پیچھے پہنچے اور دوسری اونٹنی  
پر عبد اللہ اور عامر اور سب مکر مدینہ کو روانہ ہوئے۔ امام بخاریؒ اس سفر کی یہ کیفیت لکھی ہے۔

ابو بکرؓ نہ مانتا تھا اور آمد رفت تجارت کے باعث اس کو ہر ایک شخص پہچانتا تھا اور رسول خداؐ ان کو جانتے تھے اور عدم آمد رفت تجارت کے باعث پہچاننے نہیں جاتے تھے۔ پس جو شخص ابو بکر سے ملتا اور پوچھتا کہ تمہارے آگے کون ہے تو جواب دیتے کہ یہ میرا رہنما ہے۔ لوگ اس سے رستہ دکھا بیٹھا اور فرمادے سچتے تھے اور ابو بکر کی مراد انکی کارسہا ہوتی تھی۔ غرض اس تدبیر سے منزل بمنزل کوچ کرتے ہو مدینہ میں جا داخل ہوئے۔

رسول خدا کا مکہ سے مدینہ کو ہجرت کرنے اور ابو بکر صدیق کا غار میں  
آپ کے رفیق ہونے کا جو واقعہ مذکور ہو چکا ہے اس کا مختصر ذکر  
قرآن مجید میں بھی آیا ہے چنانچہ المد تعلقے فرماتا ہے۔

اگر تم لوگ پیغمبر کی مدد نہ کرو گے تو کچھ پروا نہیں  
خدا اس کی مدد اس وقت میں کر چکا ہے جب  
کافروں نے اس کو مکہ سے نکالا تو صرف دو آدمی اور ان میں  
دو عسکر پیغمبر تھا اور وہ دونوں غار میں تھے اس وقت  
پیغمبر نے اپنے ساتھی کو کہا کچھ نہ کرو بیشک اللہ ہمارے ساتھ ہے

ہر چند اس آیت میں ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا نام نہیں دیا گیا مگر غار گئے واقعات  
اس میں درج ہیں وہ بہت صفائی سے تیار رہے ہیں کہ رفیق غار کا اشارہ ابو بکر صدیق کی طرف  
امام فخر الدین رازی نے اس آیت کے سیاق اور سابق پر استدلال کر کے چند عجیب نتیجے  
نکالے ہیں جو انصاف پسند طبائع کی غور اور فکر کے لائق ہیں۔



(۱) حب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم  
کفار مکہ کے خوف قتل سے غار کی جانب  
روانہ ہوئے تو اگر ابو بکر صدیق رضی اللہ  
عنه کے پیچے اور یکے ایسا نڈار ہونے کا آپ  
قطعی یقین نہ ہوتا تو آپ ان کو اس خوف  
ناک سفر میں ہرگز اپنے ہمراہ نہ لیجاتے۔  
(۲) یہ ہجرت بکرتعالے کی اجازت سے  
ہوئی تھی اور ہجرت سے پیشتر رسول خدا  
صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مخلصین  
کی ایک جماعت موجود تھی جو نسب میں  
ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے زیادہ  
ہتی پس اگر خدا کی طرف سے اس موقع پر ابو بکر  
صدیق رضی اللہ عنہ کو ہمراہ لے جانے کی  
اجازت نہوتی تو ظاہر ہے کہ آپ ایسے  
خوفناک واقعہ میں ان ہمراہ نہ لیجاتے۔  
(۳) اللہ تعالیٰ ابو بکر کو رسول کریم کا صاحب  
رفیق بیان کیا۔

(۴) اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا مِنْ جُمُعَةٍ وَّاقِعَةٍ  
ہے وہ خدا کی حفاظت۔ نصرة نگہبانی اور اعانت  
کی ہے اور رسول کریم نے اس معیت میں اپنے آپ  
ابو بکر کو شریک ظاہر کیا۔

انہ علیہ السلام لما ذهبوا للغار  
لجمل انہ کان یخاف الکفار من ان یقتلوا  
على قتله فلو لا انہ علیہ السلام کان  
قاطعا علی باطن ابی بکر بانہ من المؤمنین  
المحققین البصائرین الصدیقین لما  
اصحبہ فی ذلک الموضع تفرک کثیر  
ان الحجرة کانت باذن اللہ تعالیٰ  
وکان فی خدمۃ رسول اللہ  
جماعة من المخلصین وکانوا فی  
النسب الی شجرة رسول اللہ اقرب  
من ابی بکر فلو لا ان اللہ تعالیٰ  
امرہ بان یستحب ابی بکر فی تلك  
الواقعة الصعبة الهائلة والافکار  
الظاہران لا یخصه لہذا الصحبة  
تفسیر کبیر جلد ۴

انہ تعالیٰ وصف ابی بکر بكونه صاحب  
لرسول۔ تفسیر کبیر جلد ۴  
ان المراد من هذه المعية راي اللہ  
المعية بالحفظ والنصرة والحراسة  
والمعونة۔ وبالجملة فالمراد بالمراد  
شرك بين نفسه وبين ابی بکر في هذه  
المعية

موسے کی ہجرت مقابلہ جس طرح رسول کریم نے کفار مکہ کے تشدد سے ہجرت کی اسی طرح موسیٰ  
نے ہی فرعون بادشاہ مصر کی تکالیف سے اپنا وطن چھوڑ دیا تھا۔ اور جس طرح رسول



کریم کے رفیق راہ اس سفر میں ابو بکر صدیق تھے ویسے ہی تمکے ساتھ ہی ان کی قوم بنی اسرائیل تھی اور رسول کریم کی طرح موسیٰ علیہ السلام کا بھی تعاقب کیا گیا تھا چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔ **پھر حیب و دون جماعتیں ایسی قریب ہوئیں کہ ایک دوسرے کو دیکھنے لگیں تو موسیٰ علیہ السلام کے لوگ کہتے لگے کہ اب تو دشمن نے ہم کو الیا۔** موسیٰ نے کہا ہرگز نہیں کیونکہ میرے ساتھ میرا پروردگار ہے اور کوئی دم میں وہ مجھ کو مخلصی کا راستہ دکھائے گا۔

فَلَمَّا تَرَاءُ الْجَمْعَيْنِ قَالَ أَصْحَابُ مُوسَىٰ  
إِنَّا لَمَدْرَكُونَ سِیَّارَہ ۱۹ سورۃ شعراء  
قَالَ كَلَّا إِنَّ مَعِيَ رَبِّي سِیَّارَہ ۱۹ سورۃ شعراء آیت ۶۲

ان موقعوں پر جو الفاظ و دون مقدس پیغمبروں کی زبان سے اللہ تعالیٰ نے بیان کئے ہیں علمائے محققین نے ان کا باہم مقابلہ کر کے یہ فرق نکالا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رفقاء کو کلائے غلے طلب کیا جو عرب کے محاورہ میں زجر اور توبیخ کا لفظ ہے اور معیت الہی کو ان معی دینی میں صرف اپنے ساتھ بیان کیا۔ اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کلام کو کلائے غلے سے شروع کیا جو تسلی اور محبت کا لفظ ہے اور معیت الہی میں اپنے رفیق کو ہی شریک کیا اور کہا **إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا۔**

پس ان دونوں آیات سے جس طرح رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی علو شان موسیٰ سے بڑھی ہوئی پائی جاتی ہے ویسے ہی ابو بکر صدیق کا مرتبہ بھی اصحاب سے فائق معلوم ہوتا ہے۔

## باب سوم۔ قیام مدینہ سے وفات رسول خدا تک

مدینہ کا دخول اور قیام جب ابو بکر صدیق رسول خدا کے ہمراہ مدینہ میں پہنچے تو ربیع الاول کا مہینہ یوم دوشنبہ تھا اور ماہ مذکور کی پہلی یا دوسری یا بارہویں یا تیرہویں تاریخ تھی اور یہ واقعہ سنہ ۱۱ ہجری

اس سے پیشتر جو واقعات درج ہوئے ہیں وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ابتداء سے بشت شمار ہوتے تھے مگر اس کے بعد جو واقعات کہے جائیں گے ان کا حساب سنہ ہجری سے ہو گا آغاز رسول خدا کی ہجرت مکہ سے شروع ہوتا ہے جو سنہ ۶ کے مطابق ہے مؤلف۔



پہلے سال میں سمار لیا گیا ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی خبر سن کر مدینہ کے لوگ جوق جوق استقبال کے واسطے آئے اور آپ کو شہر میں لیکے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے محلہ قبا میں قیام فرمایا اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے محلہ نسخ میں حبیب بن یساف خارجی بن زید ابو بکر کی مہانداری کے کفیل ہوئے۔

امام بخاری نے رسول کریم اور ابو بکر کے درمیان داخلہ مدینہ کے متعلق یہ عجیب سرگزشت لکھی ہے۔ رسول کریم ایک درخت کے سایہ میں چپ چاپ بیٹھ گئے اور ابو بکر صدیق لوگوں سے بات چیت کرنے کے واسطے کھڑے ہوئے۔

الضارمین سے جس شخص نے رسول خدا کو پہچانے نہیں دیکھا تھا حبیبؑ وہ آتا تو ابو بکر صدیق کے پاس نہ جاتا تھے میں وہو پ رسول خدا کے سر پر آگئی اور ابو بکر صدیق نے چادر کا سایہ کیا تو اس وقت لوگ سمجھے کہ رسول خدا یہ ہیں۔ بخاری باب الحجۃ اہل و عیال کا مکہ سے آنا

جب عید اللہ بن اریقط مکہ کو واپس گیا اور ابو بکر صدیق کے بیٹے عبد اللہ کو اطلاع دی تو وہ مدینہ کو روانہ ہو لیا۔ اس سفر میں بی بی عاتشہ (جسکی تہوڑے دنوں بعد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے شادی ہوئی) اور اس کی ماں اُم رومان عبد اللہ کے ہمراہ تھیں انکے پیچھے ابو بکر صدیق نے محلہ نسخ میں مستقل سکونت اختیار کر لی تھی۔ ابن خلدون

مسلمانوں کی امداد منجملہ چالیس ہزار درم کے جو قبول اسلام کے وقت ابو بکر صدیق کے پاس تھے مدینہ کے آنے پر صرف پانچزار باقی رہ گئے تھے۔ یہ روپیہ اونہوں نے غریب مسلمانوں کی مہمانی اور اعانت میں صرف کرنا شروع کیا۔ اصحاب صفہ کے خورد و نوش میں جو فراخ حوصلگی ان کی طرف سے عمل میں آتی رہی اسکے تفصیلی حالات بخاری۔ (باب علامات النبوة)

اور مسلم (باب الطعام) سے بخوبی معلوم ہوتے ہیں۔ اصحاب ابن حجر

صحابہ میں بہائی چارہ اسی سال رسول کریم نے مہاجرین اور انصار میں بہائی چارہ قائم کیا روزنۃ الاحباب میں لکھا ہے کہ ۴۵ مہاجر اور ۴۵ انصار یا دو نو فریقہ سے پچاس پچاس

اصحاب ابن حجر

اصحاب ابن حجر



آدمی منتخب ہوئے۔ اور رسول کریم نے مسجد نبوی میں بیچ کر ان کا بہائی چارہ قائم کیا۔ ان جوڑیوں میں ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ خارجہ بن زید انصاری کے بہائی بنائے گئے تھے اس کے علاوہ ایک بہائی چارہ خاص مہاجرین میں کرایا گیا جس میں انصار کا کچھ دخل تھا اس موقع ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ بہائی تجویز لکھتے تھے۔

ترندی میں لکھا ہے کہ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ اس بہائی چارہ سے رہ گئے تھے جب وہ آئے اپنا بہائی تجویز ہونے پر اظہار تاسف کیا تو رسول کریم نے اپنا بہائی چارہ ان سے قائم کیا اور فرمایا انت اخي في الدنيا والاخرة۔

غزوات بغیر لڑائیوں رسول کریم کے مدینہ میں داخل ہونیکے بعد آپ کی وفات تک جو گیارہ برس کا عرصہ گزرا ہے اس میں کفار مکہ اور عرب کے بیہودہ انصاری کے ساتھ کئی مرتبہ لڑائیوں کا اتفاق ہوا اور اس کے علاوہ بعض اور معاملات بھی پیش آئے جن میں ابو بکر صدیق اور دیگر انصار صحابہ سب آپ کے شریک اور جان تھارتھے۔ یہ لڑائیاں صحابہ کرام کی مجموعی خدمت گزاروں کا ایک مرقع ہے جو مختلف اللوان نقش و نگار سے آراستہ دکھائی دیتا ہے۔ کوئی تیغ و دو دستی سے کام لے رہا ہے کوئی حسن تدبیر سے مخالفین کا حوصلہ پست کر رہا ہے کوئی روپیہ کی مدد دے رہا ہے۔ غرض جو جس سے بن آیا اس کو لیکر اسلام کی تائید میں ہم تن مستعد نظر آتا ہے۔ ہم نے اسی بنیاد پر ہر ایک بزرگوار کی نمایاں خدمات کو کسی حاشیہ بغیر اس کے حالات میں درج کر دیا ہے البتہ واقعات کے عام فہم ہونیکے غرض سے لڑائیوں کی ابتدائی کیفیت اور ان کے وجوہات کو بھی سکھایا ہے۔

لڑائیوں کی وجوہات لڑائیوں کا ذکر کرنے سے پیشتر مختصر اسرار کا بیان کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے

ابو الفداء اسمعیل نے اپنی تاریخ المختصر فی اخبار البشر میں لکھا ہے کہ رسول خدا کو ایام ہجرت سے زمانہ وفات

تک کفار کے ساتھ ۱۹ یا ۲۶ یا ۲۷ لڑائیاں لڑنے کا اتفاق ہوا مگر ان میں سے قتال کی نوبت صرف نو لڑائیوں

میں پہنچی تھی جن کے یہ نام ہیں۔ (۱) بدر (۲) احد (۳) خندق (۴) مصطلق (۵) قرظہ (۶)

خیبر (۷) فتح مکہ (۸) حنین (۹) طائف اور سب سے آخری لڑائی تبوک کی تھی ان میں سے جنگ بدر نے

مسلمانوں کو کفار پر غالب کر دیا اور فتح مکہ نے تمام عرب پر مسلمانوں کا سکھ بھادیا۔ مولف



کہ کوئی ہوس ملک گیری ان لڑائیوں کا باعث نہ بنی اور نہ مذہبِ اسلام کا بڑا دشمن بن گیا۔  
 ان سے مقصود تھا بلکہ ہر طرح پر اپنی حفاظت کرنا اور امن کا قیام رکھنا مد نظر تھا۔ جو مضامین  
 اس کتاب کے باب دوم میں بیان ہو چکے ہیں اگرچہ واقعات کا تہوڑا تہوڑا حصہ (الفاظ تعلق  
 کتاب ہذا) ہونیکے باعث کل معاملہ کی آگاہی کا باعث نہیں ہو سکتے مگر یہ بھی جو کچھ بیان  
 کیا گیا ہے اس سے بخوبی معلوم ہو سکتا ہے کہ کفار مکہ کو رسول خداؐ اور ان کے اصحاب سے  
 کس قدر بغض اور عداوت تھی اس عداوت کے باعث کیا کیا تکلیفیں اور اذیتیں رسول  
 خداؐ اور اصحاب کو انہوں نے پہنچائی تھیں یہ چند ایک مرتبہ صحابہ کی جماعت کثیر نے حبشہ کو ہجرت  
 کی اور پھر دوسری مرتبہ بائیمانہ لوگ مدینہ کو ہجرت کر کے چلے گئے کفار کا غصہ فرو نہ ہوا اور کفارہ رسول کریمؐ کو قتل کے درپے  
 ہوئے اور مکہ سے نکل آنے پر بھی تلاش کی کوشش جاری رکھی۔ ان حالات میں رسول کریمؐ  
 کا ان کے ماتھے سے بچکر مدینہ میں مع رفتا کے آجانا اور بیان کے لوگوں کا آپ کی مدد کرنا  
 ان کی سخت ناگواری کا باعث ہوا۔ اور جو عداوت مہاجرین مکہ سے ان کو تھی وہ مدینہ  
 کے انصار کے ساتھ بھی ہو گئی اور سب سے بڑا خوف کفار مکہ کو یہ تھا کہ اگر مسلمان زیادہ قومی ہوں  
 گئے تو مکہ پر چڑھ کر یمن کے حکمران مدینہ کو جو لوگ ایمان نہیں لائے تھے وہ بھی انصار سے راض ہو گئے چنانچہ چند معزز لوگ مدینہ  
 چھوڑ کر مکہ چلے گئے اور قریش سے ایسی باتیں کر لیں کہ رسول کریمؐ مہاجرین اور انصار کو اپنی اور مدینہ کی حفاظت اور  
 امن و امان قیام رکھنے کی واسطے اس کے سوا کوئی چارہ نہ تھا کہ امور ذیل کو اختیار کرتے۔

(۱)۔ اس بات کی خبر رکھنا کہ قریش مکہ کیا کرتے ہیں اور کس منصوبے میں ہیں۔

(۲)۔ جو قومیں کہ مدینہ میں یا مدینہ کے ارد گرد رہتی تھیں ان سے امن کا اور قریش کی مدد  
 نہ کرنے کا معاہدہ کرنا اور عہد شکنی کی حالت میں ان سے مقابلہ کرنا۔

(۳)۔ جو مسلمان مکہ میں بے محجوری رہ گئے تھے اور موقع پاکر وہاں سے یہاں آنا چاہتے  
 تھے ان کے یہاں آنے پر جس قدر ہو سکے ان کی اعانت کرنا۔

(۴)۔ جو گروہ قریش کا مکہ سے مدینہ پر حملہ کرنے کو نکلے یا کسی طرح پر احتمال ہو کہ وہ مدینہ پر  
 آنے والا ہے تو ہتھیاروں سے اس کا مقابلہ کرنا۔

غزوات مابعد میں معلوم ہو گا کہ ہر لڑائی کے واسطے کوئی نہ کوئی جو ان امور چارگانہ ضرورتی



یہ لڑائی قریش مکہ کے ساتھ چتر بدر پر ہوئی تھی جو مکہ اور مدینہ کے درمیان وادی  
 صفا کے قریب واقع ہے اور سمندر کا کنارہ ومان سے ایک سات بے کارستہ ہی  
 اس کے ابتدائی وجوہات یہ ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے دس بارہ آدمیوں کی ایک  
 جماعت اپنے پیو پی زادیہائی عبد اللہ بن جحش کی زیرِ کمان اس غرض سے بھیجی تھی کہ مکہ کے  
 قریب جا کر قریش کی حرکات و سکنات کو دیکھیں اور ان کے ارادہ سے خبر دیں۔ مقام  
 نخله پر پہنچے ہوئے ان کو دونوں گزرے تھے کہ قریش کا ایک چوٹا سا قافلہ طائف کا مال  
 تجارت لئے ہوئے آہنچا۔ عبد اللہ اور ان کے ساتھیوں نے برخلاف حکم ان پر حملہ  
 کر دیا ایک آدمی مارا گیا اور دو گرفتار ہوئے۔ جب یہ لوگ لوٹ کا مال اور قیدیوں کو  
 ہمراہ لیکر مدینہ میں پہنچے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی اس کاروائی سے تاسف ہوا  
 اپنے قیدیوں کو چھوڑ دیا اور مقتول کا خون بہا اپنے پاس سے دیدیا۔ مدعا یہ تھا کہ مکہ والوں  
 کو اشتعال نہ ہو مگر قریش کی طبائع میں جو اشتعال پہلے سے بہا ہوا تھا وہ اس سے  
 نہ رک سکا بلکہ مدینہ پر حملہ کر نیکی ارادہ کو سخت تحریک ہوئی۔ اسی اثنا میں ان کو یہ خبر  
 پہنچی کہ قریش کا قافلہ جو ابوسفیان بن حرب کے ساتھ شام سے مکہ کو آ رہا تھا اور جس میں بہت  
 سامان و سباب تھا مسلمان اس پر حملہ کرنا چاہتے ہیں۔ اگرچہ یہ خبرنے الواقع صحیح نہ تھی مگر  
 اس نے آگ پر تیل کا کام کیا اور قافلہ بچانے اور مدینہ پر حملہ کرنے کے ارادہ سے جنگ کی تیاری  
 شروع کی اور مدینہ میں ہی یہ خبر پہنچ چکی تھی کہ قریش بڑی آمادگی کے ساتھ مدینہ پر حملہ کرنے  
 والے ہیں اس واسطے رسول خدا ہی حفظ ماتقدم کے لحاظ سے جنگ کی فکر میں ہوئے  
 مگر اس وقت یہ مشکل پیش آئی کہ مدینہ میں رہ کر دشمنوں کا مقابلہ نہیں ہو سکتا تھا کیونکہ آپ  
 اس شہر میں ابھی تازہ وارد مسافروں اور مہاجرین کی طرح پناہ گزین تھے اور گو بعض  
 قبائل مسلمان بھی ہو گئے تھے مگر شہر کے مالک کفار تھے۔ جن کو قریش مکہ سے اگرچہ  
 کسی قسم کی مدد دی نہ ہو مگر کم از کم بیرونی حملہ سے شہر کی امن اور آسائش میں خلل واقع  
 ہونے کا خیال تو ضرور ہو گا اس واسطے رسول کریم کو مناسب معلوم ہوا کہ مدینہ سے  
 باہر جا کر قریش سے لڑائی کریں۔



اس موقع پر یہ بات یاد رکھنے کے لائق ہے کہ شام کا قافلہ جس کے ساتھ ابوسفیان تھا  
سمندر کے کنارہ ہو کر نکل گیا تھا اور بدر میں نہیں آیا تھا۔ چنانچہ حبیب ابو جہل لوگوں کو لیکر  
مکہ سے نکلا تو اس سے کہا گیا کہ قافلہ بچ کر چلا گیا ہے اب واپس چلنا چاہئے مگر اس نے  
نہ مانا اور بدر متور لڑائی کے ارادہ پر قائم رہا۔

اس لڑائی میں قریش کی فوج ایک ہزار اور مسلمان صرف تین سو تیرہ تھے۔ نتائج  
اسلام میں یہ پہلی لڑائی ہے جو کفار کی طرف سے پوری تیاری کے ساتھ مسلمانوں کی  
مقابلہ میں ہوئی اور جس میں مومنین کی قلت اور کفار کی کثرت کے باعث مسلمانوں کے  
حالت معرض امتحان تھی۔ اس نازک موقع پر ابوبکر صدیق کو یہ امتیاز حاصل ہوا کہ لڑنے  
کا ایک عریش (چھپر) جو صحابہ کرام نے سعد بن معاذ کی تجویز سے رسول خدا کی شست  
کے واسطے بنایا تھا اس میں صرف ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ کے ہم نشین تھے ان کے سوا اور کوئی  
صحابی اس میں نہ تھا۔

رسول کریم نے جب کفار کی شدت کا حال عریش پر سے معانیہ کیا تو کمال عجز اور زاری  
کے ساتھ جناب الہی میں سر بسجود ہو کر دعا مانگنی شروع کی۔ آپ ابھی اس حالت میں تھے  
کہ ابوبکر صدیق نے پیچھے سے لپٹ کر عرض کی کہ بس کیجئے آپ کی اتنی دعا کافی ہے۔

لما کان یوم یدر نظر رسول اللہ  
الی المشرکین وهم الف واصحابہ ثلثا  
و تسعة عشر رجلا۔ فاستقبلہ  
اللہ القبلة ثم مد یدہ فجعل یمسح  
اللہم انجز لے ما وعدتہنی۔ اللہم  
ما وعدتہنی۔ اللہم ان تھلک ہذا  
العصابة من اہل الاسلاہ لا تقبل  
فی الارض فما زال یمسح بیدہ ماذا

صحیح مسلم میں اس واقعہ کی کیفیت یوں لکھی گئی ہے  
جنگ بدر کے دن رسول خدا نے کفار کو دیکھا تو  
وہ ایک ہزار اور آپ کے صحابی تین سو انیس تھے  
تب آپ نے قبلاً رخ ہو کر دونوں ہاتھ پھیلائے اور  
پکار کر دعا کرنے لگے۔ بار خدایا جو وعدہ تو نے مجھ  
کیا ہے اس کو پورا کر اگر مسلمانوں کی یہ جماعت  
ہلاک ہوئی تو روئے زمین پر خدائے واحد کی  
پرستش نہ ہوگی۔ آپ ہاتھ پھیلائے ہوئے برابر



پہی دعا سے جانے ہے کہ آپ کی چادر کندھوں پر سے  
 گر پڑی۔ ابو بکر نے اس کو کندھوں پر ڈال دیا  
 اور پیچھے سے لپٹ کر فرماتے لگے۔ حضور! آپ کی  
 اتنی دعا کافی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جو وعدہ  
 آپ سے کیا ہے اس کو پورا کر دیا اس وقت یہ آیت نازل  
 ہوئی (ترجمہ) یہ وقت تھا کہ تم اپنے پروردگار کے  
 آگے فریاد کرتے تھے تو اس نے تمہاری سن لی  
 اور فرمایا کہ ہم لگاتار ہزار فرشتوں سے تمہاری  
 مدد کریں گے۔

یدایہ مستقبل القبلۃ حتی سقط  
 رداء عن منکبہ فاتاہ ابو بکر فاخذ  
 رداء فالقاه علی منکبہ ثم التزمہ  
 من وراءہ قال یا بنی اللہ کفاک  
 عناشدک ربک فانہ سینجزک  
 ما وعدک فانزل اللہ عز وجل اذا  
 تستغیثون ربکم فاستجاب لکم الخ  
 مدکم بالفت من المملکۃ مرفین  
 فایدہ اللہ بالمملکۃ صحیح مسلم الخ

آخر بڑے گھمسان کی لڑائی کے بعد مسلمانوں کو پوری کامیابی ہوئی جیسا کہ علی رضی کی روایت  
 عمری میں مذکور ہے۔ ۷۰ آدمی قتل اور اسی قدر قیدی گرفتار ہو کر آئے ان کی رہائی  
 و نرا دہی کے بارہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور  
 عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مشورہ لیا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا حضور یہ جاری  
 برادری اور کنبہ کو لوگ میں میری رائے یہ ہے کہ چھ فدیہ لیکر انکو چھوڑ  
 دیا جائے تاکہ ہم مسلمانوں کو کفار کے مقابلہ میں طاقت ہو  
 اور ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو اسلام کی طرف ہدایت کرے  
 عمر فاروق کی رائے ان کے برخلاف تھی انہوں نے  
 کہا میں ابو بکر سے متفق نہیں ہوں میری رائے یہ ہے  
 کہ جو جبکارشتہ دار ہے وہ اس کے حوالہ کیا جائے  
 تاکہ وہ اپنے ہاتھ سے اس کو قتل کرے عقیل کو علی کے  
 حوالہ کیجئے وہ اس کی گردن کو اڑا دے اور میرا فلان عزیز دیجئے کہ میں اس کو مار ڈالوں کیونکہ

یا بنی اللہ ہم بنو العجم والعشیر قاری  
 ان نأخذ منهم فدیۃ لتکون لنا قوۃ  
 علی الکفار وعسى اللہ ان یمدکم  
 ما اری الکفر راوی ابو بکر و دیگر راوی  
 ان تمکنا فنضرب عن اقوام تمکون علیکم  
 عقیل فیض غنیۃ تمکون من فلان سلبا علی  
 عنقہ فان طولاء ائیمۃ الکفر و صنادید  
 حوالہ کیجئے وہ اس کی گردن کو اڑا دے اور میرا فلان عزیز دیجئے کہ میں اس کو مار ڈالوں کیونکہ  
 یہ لوگ کفر کے پیشرو ہیں۔ رسول خدا نے ابو بکر اور عمرو دونوں کی راہوں کو قابل وقت سمجھ کر فرمایا  
 کہ عمر بنی کی مثال انبیاء میں سے نوح اور موسیٰ کی ہے اور ابو بکر کی مثال ابراہیم اور عیسیٰ علیہما السلام



فوج نے کہا اسے پروردگار سے اور زمین پر لہر بنا میاں لا مت  
 چوڑے موٹے نے کہا ای خدا کی مالون کو مٹا دے اور انکو  
 دلون کو سخت کر کہ وہ ایمان نہ لائیں گے جب تک عذاب  
 دردناک دیکھ لیں۔ ابراہیم نے کہا جو میرا بچہ ہو وہ مجھ سے  
 ہے اور جو نافرمانی کرے پس تو بیشک بڑا گناہ بخشنے والا  
 اور مہربان ہے عیسیٰ نے کہا اگر تو ان کو سزا دے تو  
 وہ نیزے بندے ہیں اور اگر بخش دے تو زبردست  
 اور صاحب حکمت ہے۔

قال لوط الرب لا تدس علی الارض  
 من الکفرین دیاراً۔ قال موسیٰ  
 ربنا اطمس علی قلوبہم واشدد علی  
 قلوبہم فلا یؤمنوا حتی یرو العذاب الا لہم  
 قال ابراہیم فمن تبعنی فانه منی ومن  
 عصانی فانک غفور رحیم قال  
 عیسیٰ ان تعذبہم فانہم عیانک  
 وان تغفر لہم فانک انت العزیز الحکیم

مگر عمل ابو بکر صدیق کی رائے پر کیا کہ اکثر مسلمان اسکی طرف بائیل تھے۔

**غزوہ احد** یہ لڑائی قریش مکہ کے ساتھ کوہ احد پر ہوئی تھی جو مدینہ سے دوڑائی کو س کے پاس  
 پر ہے۔ قریش نے جنگ بدر میں جو شکست پائی تھی اس کا بدلہ لینے کی آگاہی کے دلون میں  
 بہڑک رہی تھی۔ پس ابوسفیان تین ہزار سپاہ لیکر مدینہ پر حملہ کرنے کے واسطے روانہ ہوا اور مسلمانوں  
 کی تعداد صرف سات سو تھی۔ ابتداء میں علی مرتضیٰ اور لشکر اسلام نے ایسی جرات دکھائی کہ فتح کی  
 صورت ہو گئی اور قریب تھا کہ میدان جنگ کفار سے خالی ہو جائے مگر اس اثنائ میں ان تیر اندازوں  
 کی سوتدبیری سے جو گہاٹی پر متعین تھے لشکر اسلام کو بہت نقصان پہنچا اور جنگ کی صورت کچھ سے  
 کچھ ہو گئی اسکی تفصیل علی مرتضیٰ کی سوانح عمری میں مذکور ہے۔

صحیح مسلم میں لکھا ہے کہ اس وقت رسول خدا کے پاس صرف سات انصار اور دو قریش  
 رہ گئے اور باقی سب صحابہ اہم اور ہر متفرق ہو گئے اور رسول کریم زخمی ہو کر ایک گڑھے میں گر گئے  
 اس حالت میں جب صحابہ کو پتہ لگا تو آپ کی طرف دوڑے۔ جو لوگ آپ کی مدد کے واسطے  
 گڑھے پر پہنچے ان میں ابو بکر صدیق بھی شامل تھے۔ ابن ہشام کا بیان ہے

فلما عرفوا المسلمون رسول الله  
 نهضوا به ونهض معهم نحو  
 معه ابو بكر الصديق وعمر بن الخطاب

جب مسلمان نے رسول کریم کو پہچانا تو آپ کو اٹھایا اور آپ  
 ان کے ساتھ درہ کی جانب روانہ ہوئے اس وقت  
 ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ



علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ طلحہ بن عبید اللہ - زبیر بن  
العوام - حارث بن الصمة اور مسلمانوں کی  
ایک جماعت آپ کے ساتھ تھی -

وعلی بن ابی طالب وطلحہ بن عبید  
اللہ والزبیر بن العوام والحارث بن  
الصمة سرھٹھ من المسلمین - ابن ہشام

خاتمہ جنگ کے بعد جب رسول کریم کو مدینہ میں پہنچے پر لشکر کفار کی واپسی کا حال معلوم ہوا  
تو آپ نے ان کے تعاقب کی تجویز کی - امام بخاری نے لکھا ہے کہ -

احد کے دن جب رسول خدا پر یہ مصائب گذرین  
اور منتشر کین و مان سے لوٹے تو آپ کو اندیشہ  
ہوا کہ مبادا یہ لوگ پہر واپس آئیں اس پر آپ نے فرمایا  
کہ کون ان کے پیچھے جائیگا پس ستر آدمی تعاقب کے  
واسطے گئے جن میں ابو بکر اور زبیر شامل تھے -

لما اصاب نبی اللہ ما اصاب یوم  
احد فانصرف عنه المشركون  
خاف لا یرجعوا فقال من  
یلحقهم فانتدبناهم سبعون  
رجلا کان فیہم ابو بکر والذہیر

غزوہ خندق اس لڑائی کا دوسرا نام جنگ اخاب ہے یہ خاص مدینہ میں ہوئی تھی اس لڑائی  
وجوہات یہ ہیں کہ بنی نضیر کے یہودی جو مسلمانوں میں اپنی بد عہدی کے باعث جلا وطن کر دیے  
گئے تھے انتقام پر آمادہ ہوئے اور ان کے چند سردار بنی وائیل کے کئی رئیسوں کو ساتھ  
لیکر مکہ میں پہنچے - اور ابوسفیان کو مدینہ پر حملہ کرنے کے لئے ابجارا - وہ چار ہزار آدمیوں  
کو ہمراہ لیکر مکہ سے نکلا - راستہ میں غطفان کنانہ اور قبائل صحرائی کے لوگ اس کے  
ساتھ شامل ہوتے گئے اور قریب دس ہزار کے مخالفین کا لشکر جمع ہو گیا - رسول کریم نے  
شہر کے باہر جا کر ناخلافہ احتیاط سمجھا اور مدینہ کے گرد خندق کہو دکر سورچے باندھ لئے  
اس لڑائی میں فوج کا ایک دستہ ابو بکر صدیق کے زیرِ کمان تھا - جس کے ذریعہ انہوں نے  
خندق کی ایک جانب کی خوب حفاظت کی - چنانچہ ایک مسجد ان کی یادگار میں اب تک  
وہاں بنی ہوئی ہے آخر بڑے معرکہ کے بعد مسلمانوں کو کامیابی ہوئی جس کے مفصل حالات  
علی مرتضیٰ کی سوانح عمری میں مذکور ہیں -

غزوہ مطلق وقرظہ پہلی لڑائی بنی مطلق کے ساتھ اور دوسری قرظہ کے ساتھ ہوئی  
تھی اور غزوہ مطلق کا واقعہ بعض کے نزدیک غزوہ خندق سے پہلے کا ہے ان دونوں



موج لے کہا ہے پر درودہ رسی کرورین پر ہر بیاد است  
 چوڑے موٹے نے کہا ای خدا کی مالون کو مٹا دے اور انکو  
 دلون کو سخت کر کہ وہ ایمان نہ لائیں گے جب تک عذاب  
 دروناک دیکھ لیں۔ ابراہیم نے کہا جو میرا بے ہودہ مجھ  
 ہے اور جو نافرمانی کرے پس تو بیشک بڑا گناہ بخشنے والا  
 اور مہربان ہے عیسیٰ نے کہا اگر تو ان کو مٹا دے تو  
 وہ نیزے بندے ہیں اور اگر بخش دے تو زبردست  
 اور صاحب حکمت ہے۔

قال فوهم انهم هم واشد على  
 ربنا اطمس على فوهم واشد على  
 قلوبهم فلا يؤمنوا حتى يروا العذاب  
 قال ابراهيم فمن تبغني فانه مني ومن  
 عصائي فانه غفور الرحيم قال  
 عيسى ان تعذبهم فاعذبهم عذابك  
 وان تقم لهم فانك انت العزيز الحكيم

مگر عمل ابوبکر صدیق کی رائے پر کیا کہ اکثر مسلمان اسکی طرف بائیل تھے۔

غزوہ احد

یہ لڑائی قریش مکہ کے ساتھ کوہ احد پر ہوئی تھی جو مدینہ سے دو ڈھائی کوس کے فاصلہ  
 پر ہے۔ قریش نے جنگ بدر میں جو شکست پائی تھی اس کا بدلہ لینے کی آگاہی کے دلون میں  
 بہرگ رہی تھی۔ پس ابوسفیان تین ہزار سپاہ لیکر مدینہ پر حملہ کرنے کے واسطے روانہ ہوا اور مسلمانوں  
 کی تعداد صرف سات سو تھی۔ ابتداء میں علی مرتضیٰ اور لشکر اسلام نے ایسی جرات دکھائی کہ فتح کی  
 صورت ہو گئی اور قریب تھا کہ میدان جنگ کفار سے خالی ہو جائے مگر اس اثنائ میں ان تیر اندازوں  
 کی سوتدبیری سے جو گہائی پر متعین تھے لشکر اسلام کو بہت نقصان پہنچا اور جنگ کی صورت کچھ سے  
 کچھ ہو گئی اسکی تفصیل علی مرتضیٰ کی سوانح عمری میں مذکور ہے۔

صحیح مسلم میں لکھا ہے کہ اس وقت رسول خدا کے پاس صرف سات انصار اور دو قریش  
 رہ گئے اور باقی سب صحابہ اور ہر متفرق ہو گئے اور رسول کریم زخمی ہو کر ایک گڑھے میں گر پڑے  
 اس حالت میں جب صحابہ کو پتہ لگا تو آپ کی طرف دوڑے۔ جو لوگ آپ کی مدد کے واسطے  
 گڑھے پر پہنچے ان میں ابوبکر صدیق ہی شامل تھے۔ ابن ہشام کا بیان ہے

فما عرفوا المسلمون رسول الله  
 نهضوا به ونهض معهم نحو  
 معه ابوبكر الصديق وعمر بن الخطاب

جب مسلمان نے رسول کریم کو پہچانا تو آپ کو اٹھایا اور آپ  
 ان کے ساتھ درہ کی جانب روانہ ہوئے اس وقت  
 ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ



علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ طلحہ بن عبید اللہ - زبیر بن  
العوام - حارث بن الصمہ اور مسلمانوں کی  
ایک جماعت آپ کے ساتھ تھی۔

وعلی بن ابی طالب وطلحہ بن عبید  
اللہ والزبیر بن العوام والحارث بن  
الصمہ سرھٹھ من المسلمین - ابن ہشام

خاتمہ جنگ کے بعد جب رسول کریم کو مدینہ میں پہنچے پر لشکر کفار کی واپسی کا حال معلوم ہوا  
تو آپ نے ان کے تعاقب کی تجویز کی۔ امام بخاری نے لکھا ہے کہ۔

احد کے دن جب رسول خدا پر یہ مصائب گذرین  
اور مشرکین دمان سے لوٹے تو آپ کو اندیشہ  
ہوا کہ مبادا یہ لوگ پہر واپس آئیں اس پر آپ نے فرمایا  
کہ کون ان کے پیچھے جائیگا پس ستر آدمی تعاقب کے  
واسطے گئے جن میں ابو بکر اور زبیر شامل تھے۔  
لما اصاب بنی اللہ ما اصاب یوم  
احد فانصرف عنه المشرکون  
خاف لا یرجعوا فقال من  
یدھب انھم فانتدب منھم سبعون  
رجلا کان فیہم ابو بکر والذہیر

غزوہ خندق اس لڑائی کا دوسرا نام جنگ اخاب ہے یہ خاص مدینہ میں ہوئی تھی اس لڑائی  
وجوہات یہ ہیں کہ بنی نضیر کے یہودی جو سترہ میں اپنی بد عہدی کے باعث جلا وطن کر دیے  
گئے تھے انتقام پر آمادہ ہوئے اور ان کے چند سردار بنی وائیل کے کئی رئیسوں کو ساتھ  
لیکر مکہ میں پہنچے۔ اور ابوسفیان کو مدینہ پر حملہ کرنے کے لئے ابجارا۔ وہ چار ہزار آدمیوں  
کو ہمراہ لیکر مکہ سے نکلا۔ راستہ میں غطفان کتبانہ اور قبائل صحرائی کے لوگ اس کے  
ساتھ شامل ہوتے گئے اور قریب دس ہزار کے مخالفین کا لشکر جمع ہو گیا۔ رسول کریم نے  
شہر کے باہر جا کر ناخلاف احتیاط سمجھا اور مدینہ کے گرد خندق کہو دکر مورچے باندھ لئے  
اس لڑائی میں فوج کا ایک دستہ ابو بکر صدیق کے زیرِ کمان تھا۔ جس کے ذریعہ انہوں نے  
خندق کی ایک جانب کی خوب حفاظت کی۔ چنانچہ ایک مسجد ان کی یادگار میں اب تک  
دان بنی ہوئی ہے آخر بڑے معرکہ کے بعد مسلمانوں کو کامیابی ہوئی جس کے بفضل حالات  
علی مرتضیٰ کی سوانح عمری میں مذکور ہیں۔

غزوہ مطلق وقریظہ پہلی لڑائی نبی مطلق کے ساتھ اور دوسری قریظہ کے ساتھ ہوئی  
تھی اور غزوہ مطلق کا واقعہ بعض کے نزدیک غزوہ خندق سے پہلے کا ہے ان دونوں



لایون میں کوئی ایسا واقعہ پیش نہیں آیا جس کو جنگ کی حیثیت ہو ابو بکر صدیق کو ساتھ ملا کر  
صلح حدیبیہ ایک گاؤں کا نام ہے جو مکہ سے ایک پڑاؤ کی مسافت پر ہے۔ رسول

خدا حج کے ارادہ سے مکہ کو آ رہے تھے اور چودہ سو صحابی آپ کی ہمراہ تھے جب حدیبیہ پہنچے  
تو قریش و غول مکہ سے مزاحم ہوئے اور نقص حالات کے واسطے عروہ بن مسعود کو آپ کے  
پاس بھیجا۔ اس نے رسول خدا کے سامنے کچھ بدیا کا نہ گفتگو شروع کی اور کہا۔ عجبکے اوباشوں  
ہوئے ہیں اور تو ان کو اپنے کنبہ کی بربادی کیوں سطر

لایا ہے وہ ہی قریش میں جو بال بچوں اور عورتوں  
سمیت نکلے ہیں اور جنہوں نے چیتوں کی کہانی  
پہن لی ہیں اور خدا سے عہد کیا ہے کہ توجہ اُمّہ میں  
کبھی داخل نہیں ہو سکیگا۔ خدا کی قسم میں تو ان  
اوباشوں کو کل ہی تم سے علیحدہ ہوئے دیکھو

ابو بکر صدیق اس تقریر کے سننے سے غضبناک ہو گئے اور جواب میں کہا توالات کا نظر جو  
کیا ہم رسول خدا کو چوڑ کر ہلاک جائیں گے۔  
امّصص بظلال اللات اخن نذکشف

اگرچہ یہ فقرہ ایک گونہ خلاف تہذیب تھا مگر اس سے عروہ پر بڑا اثر ہوا اور مسلمانوں کے جوش کو بھی  
ترقی ہوئی۔ اور نتیجہ اس کا یہ ہوا کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کی گرم جوشی کا حال جب  
عروہ نے واپس قریش سے بیان کیا تو ان کے دلوں پر مسلمانوں کی بہت کچھ بہت چھا گئی  
اور صلح پر آمادہ ہو گئے۔

بیعت رضوان صلح سے پیشتر اتفاق یہ ایک ایسا معاملہ پیش آ گیا تھا جس سے لڑائی کا احتمال غالب  
ہو گیا تھا تب رسول خدا نے ایک درخت کیکر کے تلے بیٹھ کر ثبات عنزم اور قائمی عہد کے واسطے  
صحابہ سے بیعت لی جو بیعت الرضوان کے نام مشہور ہے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اس  
بیعت میں شامل تھے۔ اس بیعت میں شریک ہوئے والوں کی فضیلت قرآن مجید میں  
مذکور ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

ولات ایک بیت کا نام ہے اور لات کا لفظ عربی کے محاورہ میں ایک قسم کی دشنام ہے۔ مولف۔



اے پیغمبر حبیب مسلمان ایک کیکر کے درخت تلے ٹہرا  
 ہاتھ پر لڑنے مرنے کی بیعت کر رہے تھے خدا تعالیٰ  
 دیکھ کر ان مسلمانوں سے خوش ہوا اور اس نے انکی  
 ولی عقیدت کو جان لیا اور انکو اطمینان قلب عنایت کیا  
 اور اس کے بدلہ میں ان پر سر دست فتح دی۔

لقد رضي الله عن المؤمنين اذ يبايعون  
 تحت الشجرة فعلم ما في قلوبهم فاستجاب  
 لهم عن الله عليهم واثناهم فتحا  
 قريبا - سیدہ ۲۶ سورۃ فتح آیت ۱۸

**غزوہ خیبر** یہ لڑائی خیبر میں ہوئی تھی جو مدینہ سے آٹھ پراوشام کی طرف ہے۔ اہل خیبر جن  
 میں وہ تمام یہودی بھی جا ملے تھے جو مدینہ سے جلا وطن کئے گئے تھے ہمیشہ مسلمانوں سے لڑنے  
 کی تیاریاں کرتے تھے اور انہوں نے بنی اسد اور بنی غطفان کو اپنا حلیف کر لیا تھا اور اپنے  
 قلعوں کی مضبوطی پر جو شمار میں دشمن تھے بہت نازاں تھے۔ جب ان لوگوں کی آمادگی جنگ  
 نے زیادہ شہرت پائی تو رسول خدا نے اس فساد کے مٹانے کا ارادہ کیا اور مدینہ سے چڑھائی کی  
 ابو بکر صدیق ایک روز فوج لیکر مقابلہ کے واسطے گئے تھے مگر بلا فتح واپس آئے۔ اس لڑائی  
 کے مفصل حالات علی مرتضیٰ کی سوانح عمری میں مذکور ہیں۔

**فتح مکہ** حدیبیہ میں جو صلح قرار پائی تھی اس کے شرائط میں ایک امر یہ تھا کہ جو قومیں چاہیں اس معاہدہ  
 میں رسول کریم کے ساتھ شامل ہو جائیں اور جو قومیں چاہیں قریش کے معاہدہ میں داخل ہو جائیں چنانچہ  
 بنو خزاعہ رسول کریم کے ساتھ اور بنو بکر قریش کے ساتھ معاہدہ میں شریک ہوئے مگر پورے دو برس  
 بھی نہ گزرے تھے کہ بنو بکر نے بنو خزاعہ کے ساتھ اپنی پرانی عداوت موقوف شدہ کو پھر تازہ کیا اور  
 قریش مکہ نے برخلاف شرائط معاہدہ تمھیں بھیجنے کو بنو بکر کی مدد کی اور بعض سرداران قریش خود بھی  
 تبدیل لباس ان کے شریک ہو گئے۔ اور ان رات بنے مکر بنو خزاعہ کے بہت سے لوگوں کو قتل کیا اور  
 بے انتہا زیادتی کی جب نوبت یہاں تک پہنچ گئی تو بنو خزاعہ نے لاچار ہو کر رسول کریم سے مدد  
 کی درخواست کی پس قریش کی عہد شکنی کے باعث مکر چڑھائی کی تجویز قرار پائی جس پر آدمی رسول کریم کے ساتھ  
 جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں داخل ہوئے اور عورات کو دیکھا کہ گھوڑوں کے منہ  
 پر سے اڑھنیوں کے ساتھ گرد و غبار پونچھ رہی ہیں تو اپنے ابو بکر صدیق کی طرف  
 جب ایک قبیلہ دوسرے قبیلہ سے حمایت کا معاہدہ کرتا تھا تو ایسے معاہدہ کو طیف کہتے تھے۔

سیدہ

سیدہ



فرمایا کہ حسان بن ثابت نے جو شعر اس موقع پر  
متعلق کہے تھے وہ پڑھ کر بناؤ۔ اس وقت اپنے یہ شعر پڑھ کر  
میری سواریاں ہلاک ہوں اگر تم ان کو گدے کے انتہا پر غبار  
اڑاتے ہوئے نہ دیکھو وہ اتنی باغون پرزور کرتی ہوئی  
چڑھیں گی اور ان کے کندھوں پر خون کے پیاسے  
برچھے ہونگے ہمارے گھوڑے ایک دوسرے پر بھرت کر رہے  
ہیں اور غور تین اپنی اور غنیمتوں سے ان کے موہنے پر سختی ہوئی ان اشعار کے بعض لفظوں میں  
سخن کا اختلاف ہے موجودہ اشعار صحیح مسلم کی روایت کے مطابق ہیں (یا اشعار سن کر اپنے فرمایا  
کہ جہاں سے حسان نے کہا ہے وہیں سے دخل ہونا چاہیے۔

تکلمت بیسے ان لم تروھا  
نثیرا لتقع غائھا کلا  
یبارین الاعدۃ مصعدا  
علی کتافھا لاسل الظمأ  
تظل جیادنا ممطر ایت  
تطمهن بالخمر النساء

اسی ان ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے والد ابو تحافہ مشرف باسلام ہوئے کیفیت اسکی یہ ہے  
رسول کریم مکہ میں داخل ہوئے اور مسجد میں تشریف  
لائے تو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنے والد ابو تحافہ  
کی ٹھہریاں لے کر اپنے والد کے پاس آئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
نے دیکھ کر فرمایا کہ اس بڑے کو گھر میں رہنے دیا  
ہوتا کہ میں اسی جگہ اس کے پاس آتا۔ ابو بکر نے عرض  
کی کہ حضور آپ کے وہاں تشریف لیجانے سے اس کا  
آپ کے پاس آنا زیادہ مناسب ہے پس آپ نے  
ابو تحافہ کو اپنے سامنے بٹھایا اور ان کے سینہ پر اپنا ماتھ  
پیر اور کہا سلمان ہو جاؤ تب وہ سلام لے آیا۔

فلما دخل رسول اللہ مکة دخل  
المسجد فأتی ابوبکر بابیه یقول  
فلما سألہ رسول اللہ قال ہلا  
ترکت الشیخ فی بیتہ حتی اکون  
انا انتہ فیہ قال ابوبکر یا رسول  
اللہ ہول حق ان عیشی الیک من  
از غنیمت انت الیہ فأجلس بن یدہ  
مسم صدم قال أسلم فأسلم  
ابن ہشام

ابن ہشام نے جو کتب کا لکھا ہے جو صحیح مسلم میں لکھا ہے جب آپ مکہ میں داخل ہوئے تو اپنے منادی کرادی (۱) جو شخص  
ابو سفیان کے گھر میں چلا جاوے (۲) جو شخص تیار ڈال دے (۳) جو شخص اپنے گھر کا دروازہ بند کر لے (۴)  
واسطے امن ہے اور صحابہ نے اس حکم کی تعمیل ویسی ہی عمل کی جس کی ایک استہزاء بابت کو کرنی چاہتی تھی۔ موف

یہ کہ انہی کی ایک گمانی کا نام ہے۔



**غزوہ حنین** حنین ایک اوی درمیان مکہ اور طائف کے ہر۔ فتح مکہ کے بعد قبیلہ ہوازن اور ثقیف نے رسول کریم سے لڑائی کا ارادہ کیا تھا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے مقابلہ کے واسطے روانہ ہوئے۔ مسلمان بارہ ہزار اور کفار تعداد میں چار ہزار تھے مگر خدا کی قدرت کہ پہلے ماتھے مسلمانوں کو نہر میت کی صورت ہوئی۔ اس سخت حالت میں صرف چند صحابہ رسول کریم کی ہمراہ ثابت قدم رہے تھے۔ ابن ہشام میں لکھا ہے کہ ابو بکر صدیق ہی انہیں تھے اسکا مفصل حال علی مرتضیٰ کی سوانح عمری میں مذکور ہے۔

**غزوہ طائف** حنین سے واپس اگر رسول کریم نے طائف کی طرف کوچ کیا کیونکہ نبی ثقیف کے قلعوں میں جا کر پناہ لی تھی مگر اس لڑائی میں کوئی جنگی معاملہ خصوصیت سے ابو بکر صدیق کے متعلق پیش نہیں آیا۔

**غزوہ تبوک** تبوک ایک قصبہ شام اور وادی القراء کے درمیان واقع ہے جو اس زمانہ میں ہرقل بادشاہ روم کے ماتحت تھا۔ رسول کریم کو یہ خبر ملی کہ رومیوں نے شام میں بہت کثرت سے لوگ جمع کئے ہیں اور ہرقل نے ایک برس کے خرچ کے لائق رسد ان کو دیدی ہے اور عیسائیوں کے بہت سے قبیلے ان کے ساتھ شریک ہو گئے ہیں اس واسطے رسول کریم نے فوج کشی کا حکم دیا جنگ تبوک اگرچہ ان لڑائیوں میں شمار نہیں جہن نوبت بہ قتال پہنچی ہو مگر بعد مسافت شد گرا اور تنگ حالی لشکر کے باعث تاریخ اسلام میں مشہور مانا گیا ہے اور یہ آخری جنگ ہے جس میں رسول خدا اپنی ذات خاص سے شریک ہوئے تھے ابو بکر صدیق کثرت سے معرکوں میں آپ کے ہمراہ اور علم بردار تھے تیاری جنگ پیشتر رسول خدا نے ذی ثروت صحابہ کو امداد لشکر کو سب سے بہت توجہ دلائی تھی۔ ترمذی میں لکھا ہے کہ ابو بکر صدیق نے اس موقع پر اپنا کل مال امداد لشکر کو سب سے رسول خدا کی نذر کر دیا تھا عمر فاروق یہ واقعہ دیکھ کر کہا کرتے تھے کہ میں ابو بکر صدیق پر کبھی سبقت نہیں حاصل کر سکا۔

**حج کی امارت** نویں سال رسول خدا نے حج بیت اللہ کا ارادہ کیا لیکن آپ نے چاہتے تھے کہ عرب کے کفار عادات زمانہ جاہلیت کے مطابق ننگے ہو کر کعبہ کا طواف کرتے ہیں اس لئے آپ نے ایسی حالت میں ان کے شامل ہو کر طواف کرنا پسند نہ کیا اور خود ارادہ حج ملتوی کر کے ابو بکر صدیق کو امیر الحجہ مقرر کیا۔ جب وہ روانہ ہوئے تو ان کے ساتھ بیس اونٹ قربانی کے رسول خدا کے ساتھ عشرین بدانہ رسول اللہ



طرف سے تھے اور پانچ اونٹ اپنی طرف سے اور  
 تین سو آدمی ہمراہ تھے۔ ابو بکرؓ اپنی مقام ذوالحلیفہ  
 مکت پہنچے تھے کہ اپنے علمی مرتضیٰ کو یہ حکم دیکر ان کے پیچھے روانہ  
 کیا کہ خانہ کعبہ میں جا کر سورہ برات کی چند آیتیں مشرکین  
 کو سنائیں۔ یہ حال دیکھ کر ابو بکر وہیں سے واپس ہو کر اور  
 رسول خدا کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول  
 اللہ میرے متعلق کوئی نیا حکم نازل ہوا ہے آپ نے کہا  
 نہیں مگر بات یہ ہے کہ احکام پہنچانے کا میرا ذمہ ہے  
 اگر میں نہ ہوں تو کوئی شخص جو میرا قریب ہو اس کو  
 ادا کرے۔ کیا تم اس فضیلت پر رضامند نہیں ہو کہ  
 تم غار میں میرے رفیق تھے اور حوض کوثر پر میرے  
 ہمراہ ہو گے۔ ابو بکر صدیقؓ نے کہا سچ ہے۔ یہ ابو بکرؓ دستور امیر حج ہو کر روانہ ہو گئے لوگوں کو حج کرایا اور کفار  
 اپنی عادت زمانہ جاہلیت کے موافق حج کیا۔

ولنفسہ مفس بدنات وکان فی  
 ثلثاۃ رجل فلما کان بذی الحلیفہ  
 ارسل رسول اللہ فی اثرہ علیاً و امرہ  
 بقرۃ سورۃ برآۃ علی المشرکین۔ فعلم  
 ابو بکر و قال یا رسول اللہ انزل فی شئ  
 قال لا ولكن لا یبلغ عنی الا انا و رجل  
 منی الا ترضی یا ابا بکر انک کنت معی  
 الفار و صاحبی علی الحوض۔ قال بلی  
 فسار ابو بکر امیراً علی المومنین فاقام للناس  
 الحج و حجت العرب لکفار علی عادۃ حکم  
 فی الجاہلیۃ۔ ابن اثیر

علم مرتضیٰ نے قرآن مجید کے جو احکام اس موقع پر سنائے اسکا بیان ان کی سوانح عمری میں مذکور ہے  
 نیز وہ روایات جو ابو بکرؓ کے پیچھے علم مرتضیٰ کو بھیجے جانے اور تبلیغ آیات احکام کر ان کی سپرد ہو چکی  
 متعلق شاہ ولی اللہ صاحب نے امام احمد اور محمد ابن اسحاق کے حوالہ سے بہت وضاحت کے ساتھ  
 بیان کی ہیں اس موقع پر برج ہنگی۔

تنبیہ۔ اس قصہ سے حضرات اہل تشیع کا یہ قیاس ہے کہ علمی مرتضیٰ کی روانگی سے ابو بکر صدیقؓ  
 کی معزولی مقصود تھی لکن واقعات بتلا رہے ہیں کہ اس موقع پر دو کام تھے (۱) امارت حج پر  
 انصار ابو بکر صدیقؓ کے متعلق تھا (۲) تبلیغ احکام الہی مندرجہ سورہ برآۃ جو علمی مرتضیٰ کی تفویض ہو  
 تھا۔ پس دونوں صاحبوں نے اپنی اپنی خدمات رسول خدا کے حکم کے موافق پوری کیں۔ دیکھو  
 ابن خلدون جلد دوم۔

حجۃ الوداع یہ حج رسول خدا کی زندگی میں سب سے آخری تھا اور اسید واسطے اس کو حجۃ الوداع کہتے ہیں



جب رسول خدا مدینہ سے حج کے ارادہ پر روانہ ہوئے تو ابوبکر صدیقؓ اس سفر میں آپ کی ہمراہ تھے اور دونوں صاحبوں کا سامان سواری اور بار برداری مشترک تھا شاؤلی الحد صاحب نے اس امر پر ابوبکر کے حوالے سے لکھا ہے کہ جب ہم حج کے ارادہ پر روانہ ہوئے | قالت خجنا مع رسول الله صلعم خجا  
تو رسول کریم اور ابوبکر کی سواری اور سامان سفر یک جہ تھا | وان زالة رسول الله وزالة ابی بکر واحد حکام  
اس حج پر رسول کریم نے بہت سی مواعظ اور نصائح جو لوگوں کے سناے تھے وہ اپنے سب سے

نماز کی امامت گیارہویں سال رسول خدا کی طبیعت علیل ہوئی۔ اس علالت کے زمانہ میں اپنے  
ابوبکر کو حکم دیا کہ وہ مسلمان کو نماز پڑھائیں۔ نماز پڑھانے کی روایتیں بخاری میں موطا ابوداؤد۔ ترمذی۔ نسائی  
وغیرہ کتب حدیث میں بہت وضاحت سے درج ہیں اس جگہ پر نظر بر خفا صرف ایک حدیث  
لکھی جاتی ہے۔

قال مرض النبي فاشتد مرضه فقال  
مروا ابابکر فليصل بالناس قال  
عائشة انه رجل كبريى اذا قام مقام  
له يستطعن ان يصل بالناس قال عمر  
ابابکر فليصل بالناس فعادت فقال  
مره ابابکر فليصل فان كن صواب  
يوسف فانا ه الرسول فصلی بالناس  
فی حیات النبی۔ بخاری باب الامامت

امام بخاری نے ابو موسیٰ سے نقل کیا ہے کہ جب رسول کریم  
بیمار ہوئے اور ان کے مرض میں شدت ہوئی تو فرمایا کہ  
ابوبکر سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے عائشہ نے  
کہا وہ رقیق القلب آدمی ہے۔ جب آپ کی جگہ کھڑا ہوگا  
تو نماز نہیں پڑھا سکے گا۔ تب آپ نے کہا نہیں ابوبکر سے  
کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے انہوں نے پھر اعادہ  
کیا تو رسول کریم نے سہ بارہ ہی وہی بات کہی اور فرمایا  
کہ تم تو یوسف علیہ السلام کے پاس بیٹھنے والیاں ہو۔ پھر آپ نے ابوبکر کو بلوایا اور انہوں نے آپ  
کی زندگی میں لوگوں کو نماز پڑھائی۔

تیسرے رسول خدا کے آخری زمانہ میں مسجد کی امامت ابوبکر صدیق کے متعلق رہنے سے لوگ یہ خیال  
کرتے ہیں کہ رسول خدا نے اپنے بعد ابوبکر کا خلیفہ ہونا مناسب سمجھا تھا۔ یہ مضمون خلافت کی بحث میں  
کسی قدر وضاحت سے بیان کیا گیا ہے دیکھو صفحہ ۵۵ و ۵۶۔

رسول خدا کی وفات پر انتقال جب رسول خدا کا انتقال ہوا اور گہر والوں کے رونے چلانے کی  
آوازیں مسجد میں پہنچیں تو صحابہ اس کے سنتے سے بدحواس ہو گئے اور منافقوں نے کہنا شروع



بی بی عائشہ نے اُن کو خبر بھیجی تو کہوڑے پر سوار  
ہو کر آئے پہلے مسجد میں گئے مگر کسی سے یا نہ جیت  
نہیں کی پیر بی بی عائشہ کے پاس گئے رسول کریم پر  
اس وقت ایک چادر اٹائی ہوئی تھی اس کو چہرہ  
پر سے اٹھا کر دیکھنے لگے جب معلوم ہوا کہ آپ کی روح نکل  
چکی ہے تو جھپک کر ماتھے کو چوما اور رو کر کہا کہ میرے  
مان باپ آپ پر قربان ہوں آپ پر دو موتوں کا  
کہہی اجتماع نہ ہو گا جو موت آپ کے لئے مقرر تھی وہیں آگئی

ان عائشہ الخیرۃ ان ابابکر اقبل علی  
فرس من مسکنہ بالسحر حتی نزل علی  
المسجد فلم یسلم الناس حتی دخل علی  
عائشۃ فسلم رسول اللہ وهو مغشی ثوب  
حجرۃ فکشف عن وجهہ ثم اکب علیہ  
فقبلہ وبکی ثم قال بالی انت و امی اللہ  
لا یجمع اللہ علیک موتین ما الموت  
التي کتبت علیک فقد منہا ما بالک

اس کے بعد ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ مسجد میں آئے اور دیکھا کہ لوگوں کا ہجوم ہو رہا ہے اور عمر فاروق رضی  
اللہ عنہ بہت زور سے نقر تر کر رہے ہیں کہ رسول خدا فوت نہیں ہوئے۔ تاریخ ابوالفدا اور ابن اثیر  
میں اس موقع کے متعلق یہ لکھا ہے کہ جب رسول کریم فوت ہوئے تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ تلوار کھینچ کر کھڑے  
ہو گئے اور کہنے لگے۔ منافقین گمان کرتے ہیں کہ رسول خدا نے وفات پائی قسم بخدا آپ فوت  
نہیں ہوئے بلکہ حضرت عیسیٰ کی طرح آسمان پر تشریف لیگی ہیں۔ خدا کی قسم رسول کریم بہت جلد  
واپس آئیں گے اور جو لوگ آپ کی وفات کا دعوائے کرتے ہیں ان کے ماتھے اور پاؤں کاٹ  
ڈالین گے۔ اگر کوئی شخص میرے سامنے یہ ذکر کریگا تو میں اس کی گردن اڑا دوں گا۔

باوجودیکہ اکابر صحابہ اس موقع پر موجود تھے مگر کسی کو یہ جرأت نہ ہوئی کہ واقعہ کی اصلیت بیان  
کر کے لوگوں کے خیالات یک سو کرتا۔ تاہم غیبی ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی مددگار ہوئی۔ اور انہوں  
نے اس کے متعلق نقر تر شروع کی۔ امام بخاری نے لکھا ہے کہ جب ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ

آئے تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
کی وفات کے متعلق وہی باتیں کر رہے تھے آپ نے عمر  
فاروق سے کہا کہ بیٹہ جاؤ انہوں نے بیٹھنے سے انکار کیا  
پھر لوگ عمر کو چھوڑ کر آپ کی طرف متوجہ ہوئے اس پر ابو بکر

ان ابابکر خرج وعمر یسلم الناس فقال  
اجلس یا عمر۔ فابی عمروان مجلس  
فاقبل الناس الیہ وتركوا عمر  
فقال ابو بکر ما بعد من کان منکم



شمارہ ۴ سورہ آل عمران آیت ۴۴

نے حمد و نعت کے بعد یوں تقریر کی۔ جو شخص محمد کی عبارت کرتا تھا سو محمد تو یقیناً مر چکا اور جو شخص خدا کی عبادت کرتا تھا وہ خدا زندہ ہے پر یہ آیت پڑ ہی (ترجمہ) اور محمد اس سے بڑھ کر اور کیا کہ ایک رسول ہیں اور بس۔ ان پہلے اور یہی رسول ہو گزرے ہیں۔ اگر محمد اپنی موت سے مر جائیں یا مارے جائیں تو کیا تم الٹے پیروں کفر کی طرف لوٹ جاؤ گے اور جو الٹے پیروں کفر کی طرف لوٹ جائے گا وہ خدا کا کچھ ہی نہیں بگاڑ سکیگا۔

اس حدیث کے راوی عبد اللہ ابن عباس کہتے ہیں قسم بخدا جب تک ابو بکر صدیق نے یہ آیت نہیں پڑ ہی کیسکو یہ خیال بھی نہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی ہے پس سب لوگوں نے ابو بکر سے یہ آیت سنی اور اس کے بعد میں نے دیکھا کہ ہر ایک اسی آیت کو پڑھ رہا تھا۔

وَاللّٰهُ لَکَانَ النَّاسُ لَمْ یَعْلَمُوْا اِنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ هٰذَا الْاٰیٰةَ حَتّٰی تَدْلٰہَا اِلٰی الْوُجُوْہِ فَتَلْقٰہَا مِنْہُ النَّاسُ کُلُّہُمْ فَمَا اَسْمَعُ بَشِیْرًا مِّنَ النَّاسِ اِلَّا یَتْلُوْہَا۔ بخاری شریف جلد ۲

## باب چہارم۔ خلافت

**بیت سقیفہ** چونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے انتقال سے پیشتر مذہب اسلام کی بنیاد یا عرب کی حکومت پر کسی شخص کو صراحت سے نام نہ نہیں لگایا تھا اور آپ کی غرض ابھی گہرے اندر پڑی ہوئی تھی اور ہنوز تجزیہ و تکفین کا کچھ بند و بست نہیں ہوا تھا کہ انصار نے سقیفہ نبی ساحدہ میں رسول کریم کی جانشینی کی سلسلہ جذباتی شروع کر دی۔ ابن اثیر نے ان واقعات

خلافت کیا چیز ہے اور خلیفہ کے متعلق کیا فرائض ہو سکتے ہیں۔ اس پر اخبار علیگڑھ گزٹ مورخہ۔ جون ۱۸۹۷ء میں ایک تحفانہ آرٹیکل چھپا ہے اس آرٹیکل کا جو حصہ مضمون زیر بحث کے متعلق ہے وہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

(باقی صفحہ ۴۲ پر)

## خلافت کے معنی جانشین ہونیکے ہیں۔ اور خلیفہ اس شخص کو کہتے ہیں جو کسی کا جانشین ہو



کی کیفیت یوں لکھی ہے۔ انصار کی تحریک سے سعد بن عبادہ انصاری سفید مین کیا اور باوجود بیمار ہونے کے خلافت کے استحقاق پر ایک مولائی تفریق کی۔ اور اس میں بیان کیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تیرہ برس تک مکہ میں اسلام کی دعوت کی مگر معدودے چند کے سوا کوئی ایمان نہ لایا۔ اور جوگ ایمان لائے وہ بھی رسول کریم کی حمایت اور کفار کا دفع مصائب پر سے طور سے

مگر خلافت ایک مذہبی لفظ نہ گیا ہے اور عین ہی ایک مذہبی عہدہ خیال کیا جاتا ہے ابتدا میں اس کی رو سے کیتھولک مذہب سے ہوئی۔ سب سے بڑا افسرینٹ میٹرز چرچ کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواری سینٹ میٹرز کا جانشین سمجھا جاتا ہے جس کو پوپ کہتے ہیں۔

رومن کیتھولک کے عقائد میں پوپ معصوم ہے یعنی اس سے کوئی غلطی نہیں ہوتی۔ رومن کیتھولک کا یہ عقاد ہے کہ پوپ کو دین اور دنیا اور نجات آخرت تین باتوں کے اختیار حاصل ہیں اور ہر ایک پوپ کو برابر یہ اختیار ہونے میں بیان تک کہ اس زمانہ میں بھی جو ہولی پوپ ہے اسکو بھی یہی اختیار حاصل ہیں +

دنیوی امور میں اختیار ہونا تو ایک ظاہری امر ہے۔ دینی اختیار ہونے سے یہ مراد ہے کہ جو حکم وہ دینی امور میں صادر کرے وہی مانا جاوے۔ خواہ پہلے احکام دینی کے موافق ہو یا برخلاف اور گو کہ اس نے ناجائز امر کو جائز یا جائز امر کو ناجائز عموماً کر دیا ہو یا کسی خاص شخص کے لئے کر دیا ہو۔

نجات آخرت سے یہ مراد ہے کہ اس کو لوگوں کے گناہ معاف کر دینے کا جبکہ وہ پوپ کے سامنے اپنے گناہ بیان کریں اور معافی چاہیں بالکل اختیار ہے اور جب پوپ ان گناہوں کو معاف کرے تو وہ شخص ایسا ہی پاک و صاف ہو جاتا ہے کہ لا ذنب لہ اور آخرت میں ان گناہوں کا بابت کچھ ان سے مواخذہ نہ ہوگا۔

اور یہ بھی پوپ کو اختیار ہے کہ مرے ہوئے لوگوں کو گناہوں سے نجات دے اور بہشت میں داخل کرے اسی لئے پوپ کی ٹوپی گول اور لمبی ہوتی ہے اس کی چوٹی پر صلیب کی صورت بنی ہوئی ہوتی ہے اور ٹوپی کے گتین تاج ہوتے ہیں پہلے تاج سے دنیوی اختیار مراد ہے اور دوسرے تاج سے دینی اختیار اور تیسرے تاج آخرت کا اختیار۔  
باقی صفحہ ۴۳ پر



نہ کر سکے مگر حبیبؐ نے میں تشریف لائے تو انصار نے آپؐ کی اعانت۔ اسلام کا اعزاز  
 اور اعدائے دین سے جہاد کیا یہاں تک کہ اسلام عرب میں پھیل گیا اور قبائل عرب کفر  
 اور بت پرستی کو چھوڑ کر آپؐ کے مطیع ہوئے اور آخری وقت تک رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم  
 انصار سے رضامند رہے۔ پس لوگوں کی مداخلت سے پیشتر تم کو خلافت کا بندوبست  
 کر لیا چاہیے انصار نے جواب دیا کہ ہم تمہاری خلافت پر توفیق ہیں۔ اور اگر مہاجرین  
 اسلامیہ۔ سجاؤ درمی خدمات رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم۔ ترک وطن۔ اور آپؐ کی قرابت  
 قریبہ کے باعث اس میں کچھ تعرض کریں گے تو پھر ایک امیر جم میں سے منتخب کیا جائیگا اور  
 ایک امیر ان میں سے اور اس کے بغیر ہم کی طرح رضامند نہ ہوں گے۔ سعد بن عبادہ نے  
 درامیر دن کا ہونا یہ پہلی کمزوری ہے۔

مسلمانوں میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے تہال کے بعد ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ  
 علیہ وسلم کے جانشین قرار پائے اور ان کو خلیفہ رسول اللہ کا لقب ہی ملا مگر وہ ایسے خلیفہ نہیں تھے جیسا کہ  
 دوسرے کہتے ہیں کہ ان کو خلیفہ سمجھتے ہیں یعنی ان کو دینی اختیارات کچھ نہیں تھے۔ نہ وہ حرام کو  
 حلال کر سکتے تھے نہ حلال کو حرام۔ صرف ان کا کام یہ تھا کہ جو دینی احکام رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم  
 فرمائے ہیں ان کی تعمیل اور تعلیم کی کوشش کریں اور مسلمانوں کے گردہ کی جو مذہبیات ہیں انکو  
 پورا کریں۔ اور مطلق ان کو اختیار نہ تھا کہ کسی دینی حکم کو منسوخ کریں یا کوئی نیا حکم دین میں جاری کریں  
 اور آخرت کا ان کو اختیار مطلق نہیں تھا۔ نہ وہ کسی کے گناہ معاف کر سکتے تھے نہ کسی کو بخشوا سکتے تھے  
 ہولی پوپ جو دینی حکم دیتا تھا اس میں کسی کو چون و چرا کرنے کی مجال نہ تھی مگر اسلام میں  
 جن کو خلیفہ کہا جاتا ہے ان کے احکام دینی میں ہر شخص کو حق تھا کہ اگر وہ خدا اور رسول صلی اللہ  
 علیہ وسلم کے حکموں کے برخلاف ہوں تو ان کو نہ مانیں اور اس پر حجت کریں۔ غرض کہ جن کو  
 مذہب اسلام میں خلیفہ کہا جاتا ہے ان کی خلافت فی النبوة یعنی مذہبی احکام کے وضع  
 کرنے کا حق حاصل نہیں تھا۔ بلکہ وہ صرف خلیفۃ النبی تھے جس سے یہ مراد ہے  
 کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کو قایم رکھیں اور مسلمانوں کے حالات  
 کی اصلاح کریں۔

خلافت کا مفہوم



سقیفہ میں یہ گفت و گو ہو رہی تھی کہ ایک انصاری نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس آکر بیان کیا کہ مدینہ کے اعیان سقیفہ بنی ساعدہ میں اس غرض سے مجتمع ہوئے ہیں کہ سعد بن عبادہ کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا جانشین تجویز کریں۔ اگر تم کو اس بات کا کچھ خیال چلتا ہو تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو آمادہ کیا اور دونوں ملکر روانہ ہوئے۔ مگر علی رضی اللہ عنہ نے بھی ہاشم اور زبیر جو رسول کریم کی تجہیز و تکفین کا انتظام کر رہے تھے بدستور اپنے کام میں مصروف رہے یہ لوگ سقیفہ کو جا رہے تھے کہ راستہ میں ابو عبیدہ جراح اور چند دیگر مہاجرین ان سے مل گئے اور یہ سب متفق ہو کر سقیفہ میں پہنچے۔ وہاں سعد بن عبادہ کو دیکھا کہ گھبراہٹ سے بھاگتا ہے اور انصار اس کے گرد پیش فراہم ہیں اور تجویز خلافت کی فکر کر رہے ہیں ابی مہاجرین کو پیٹھے ہوئے تہڑی دیر گزری تھی کہ ایک انصاری نے کھڑے ہو کر اپنے فضائل بیان کرتے شروع کئے۔ یہ حال دیکھ کر عمر فاروق کچھ تعجب کرنا چاہتے تھے اور ان کا بیان سہے کہ میں نے کچھ عمدہ الفاظ اس موقع پر کہنے کے واسطے سوچ رکھے تھے مگر ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے روک دیا۔ اور خود ایک برجستہ اور فصیح تقریر مناسب وقت بیان کی اور تمام مطالب جو میرے ذہن میں تھے ان سب کو زیادہ عمدگی سے ادا کیا۔ مورخ مذکور نے اس تقریر کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔

ان الله قد بعث فيكم رسولاً شافعياً على  
 امته ليعبدواوه ويوحداوه وهم  
 من دونه الهة شتى من حجر وخشب  
 فعظم على العرب ان يتركوا دين اباؤهم  
 فخص الله المهاجرين الاولين من قومه  
 بتدبيره والمواساة له الصبر على شدة  
 اذنى قومهم وتكذبهم آياه وكل الناس  
 لهم مخالفة ذائر عليهم فلم يستوحشوا

اللہ تعالیٰ نے ہم میں سے ایک پیغمبر مبعوث کیا جو  
 اپنی امت پر اس بات کا گواہ ہے کہ وہ خدا کے وحد کی عبادت  
 کریں اس سے پیشتر یہ لوگ تیر اور لکڑی کے مختلف معبودوں  
 کی پرستش کرتے تھے عرب کے لوگوں کو اپنے باپ ادا کا دین  
 چھوڑنا سخت گراں گذرا۔ پس اللہ تعالیٰ نے مہاجرین  
 اولین کو اس کی قوم میں سے خاص کیا کہ کسی تصدیق اور کفر کی  
 اور قوم کی شدت تکالیف اور ان کے جھٹلائے پر  
 صابر رہیں۔ اگرچہ تمام لوگ ان کے برخلاف تھے

نہ اس جگہ سے جو واقعات شروع ہوئے ہیں انکا اکثر حصہ صحیح بخاری کتاب المہاجرین میں ہی درج ہے۔



اور ان چہ نبھلاتے تھے گریانی کی نقد اور لوگوں کی  
شدت عناد سے کہی غایت نہیں ہوتے تھے  
پس مہاجرین پہلے شخص بن جنہوں نے اس سرزمین  
میں خدا کی پرستش کی اور خدا اور اس کے رسول پر  
ایمان لائے وہ اپنے پیغمبر کے مددگار اور اس کے  
خویش اور اسکے بعد سب زیادہ خلافت کے مستحق  
ہیں کوئی شخص ظالم کے سوا ان سے نزاع نہیں کریگا  
اور اے گروہ انصار تم وہ لوگ نہیں ہو جو مہاجرین  
کی دینی بزرگی اور سبقت فی الاسلام میں تمہیں کسی طرح کا  
عذر ہو۔ اللہ تعالیٰ تم سے ان کے دین اور ان کے رسول  
باعث رضامند ہے اور تمہاری جانب اس کی ہجرت  
کو پسند کیا۔ ہمارے نزدیک مہاجرین الدین کے بعد

لقلة عددهم وشئت الناس لهم  
فهم اقل من عبد الله في هذه  
الارض من امن بالله وبالرسول وهم با  
وعشيرته ولحق الناس بهذا الامر  
من بعد ما ينالهم الا ظالمو  
انتم يا معشر الانصار من لا ينكر  
فضلهم في الدين ولا سابقتهم  
في الاسلام رضيكما الله انصاركما  
لدينه ورسوله فاجعل اليكم هجرة  
فليس بعدكم هجرة عندنا لما نلتكم  
فحق الامر وانتم الوتر لا  
تقاوتن بمشورة ولا تقفون

کوئی شخص تمہارے رتبہ کا نہیں ہے۔ پس ہم امیر اور تم وزیر ہو۔ تم کسی مشورہ سے علیحدہ نہیں  
کے جاؤ گے اور نہ کوئی کام تمہارے بغیر انصام پائے گا۔

حب ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تقریر کر چکے تو انصار میں سے حباب بن مندر نے ان کے برخلاف  
اپنی رائے کا اظہار شروع کیا اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ اس کی تردید پر آمادہ ہوئے دونوں میں  
سخت کلامی کی نوبت پہنچ گئی اور شور و غل کی آواز سے مکان گونج اٹھا۔ حباب کو بیہوش  
تھا کہ پیغمبر خدا کا ایک جانشین ہم میں سے ضرور ہونا چاہیے عمر فاروق رضی اللہ عنہ دو امیروں کی  
تقریری کے برخلاف تھے کہ دو بادشاہ در اقلیہ گنجد کا معاملہ مشہور ہے۔ آخر دونوں فریق کی  
گفت و گو میں مجادلہ کی نوبت پہنچ گئی اور قتالی ہونے کے قریب تھا چنانچہ سعد بن عبادہ اسی  
شور و غل میں لوگوں کے پاؤں تلے پھنک پڑے۔ ابوعبیدہ نے اس حالت میں انصار کو مخاطب  
کر کے کہا اے گروہ انصار تم وہ لوگ ہو جنہوں نے سب سے پہلے اسلام کی نصرت کی۔ پس تم کو  
سب سے پہلے انحراف نہ کرنا چاہیے۔ اس پر بشیر بن سعد انصاری نے کہا میں نے اشاعت اسلام



اور خدمت گزاری رسول کریم میں جو کوشش کی یہیں اس سے صرف رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی مقصود تھی کوئی دنیاوی فائدہ مد نظر نہ تھا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم قریش میں سے تھے ان کا جانشین انہی کی قوم میں سے ہونا چاہیے اور ہم جیسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے انصاف تھے ویسے ہی اس کے جانشین کے ہی مددگار رہیں گے۔ قسم بخدا مخالفت کرنا مناسب نہیں۔ ابوبکر صدیقؓ نے کہا کہ یہ عمر رضی اللہ عنہ اور ابو عبیدہؓ ہیں ان میں سے کسی ایک کا حق پرستی کر لو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو ترجیح دی کہ رسول کریمؐ اسکی شان میں احیان ہلا لاکھڑے فرما چکے تھے ابو عبیدہؓ کو ابوبکر صدیقؓ رضی اللہ عنہ اس کام کے واسطے زیادہ لایق معلوم ہوئے۔ پھر دونوں نے بالاتفاق ابوبکرؓ کو پسند کیا پہلے بشارت نے معیت کی۔ اور پھر حاضرین کی بیعت شروع ہو گئی

بعض واقعات پر رائے

یہ خیالی پیدا ہوتا ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تجہیز و تکفین کو چھوڑ کر خلافت کا معاملہ سلجھانے کے واسطے مجمع انصار میں جا کر شریک ہوئے کیا ان کے نزدیک رسول کریم کی تجہیز و تکفین کو بھی اہم کام نہ تھا یا وہی النظر میں یہ سوال قابل غور معلوم ہوتا ہے لیکن جو لوگ قبائل عرب کے اشتعال طبع اور ان کی جنگ جو عادات سے واقف ہیں

۴۔ زار جاہلیت کے بیابانوں کا یہ حال تھا کہ چھوٹی چھوٹی باتوں پر مشتعل ہو کر نہایت بے رحمی کے ساتھ صد سال تک معرکہ آرائی اور خونریزی جاری رکھتے تھے اور اس آگ کا چکاڑا ایک گھر سے نکل کر بے شمار قوموں میں شعلہ زن ہوتا تھا۔ اس قسم کی لڑائیاں جو عرب جاہلیت میں گزری ہیں انکی تعداد کسی نے سترہ سو اور کسی نے بارہ سو لکھی ہے۔

مولوی الطاف حسین صاحب حالی نے عربوں کے عادات اور بعض مشہور لڑائیوں کے حالات کو اپنے مسدس میں نہایت پراثر الفاظ میں بیان کیا ہے۔ چار بندہ ان کے مسدس سے نمونہ کے طور پر اس جگہ لکھے جاتے ہیں۔

۱۔	چلن ان کے جتنے تھے سب وحشیانہ	ہر اک لوٹ اور مار میں تھا یگانہ
	فسادوں میں کٹتا تھا ان کا زمانہ	نہ تھا کوئی قانون کا تازیانہ
	وہ تھے قتل و غارت میں چلا کر ایسے	دندے ہو جھگل میں بیابان جیسے



اور اس بات کو بھی اچھی طرح جانتے ہیں کہ اس کے بعد ہم جو قسم معاملات پر نبی امیاد و نبی عباس کے زمانہ میں کس قدر خون ریزیاں ہوئیں تو ان کو اس سوال کے حل کرنے میں کچھ تامل نہ ہوگا کہ سقیفہ نبی ساعدہ کی کیفیت سنکر ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا وہاں اور اپنے آپ کو اس مخاطرہ میں ڈالنا نہایت دوراندیشی پر نبی تھا اور مالیکہ تجہیز و تکفین کا معاملہ علی رضی اللہ عنہ زبیر اور نبی ماثم کے جلیل القدر اشخاص کے ہاتھوں میں نہایت خوبی اور سلوکی سے انصاف پاتا تھا۔ اگر یہ دونوں صاحب اس وقت تجہیز و تکفین میں مصروف رہتے اور انصاف کی ہر کارروائی سے چشم پوشی کرتے تو ظاہر ہے کہ مختلف اقوام عرب جنگو زمانہ جاہلیت کا باہمی بغض و عناد اور وحشیانہ شور و فساد ترک کئے ہوئے ابھی بہت عرصہ نہ گزرا تھا ان میں خانہ جنگیوں کی بنیاد از سر نو قائم ہو جاتی اور اس زور سے فتنہ کی آگ بھڑکتی کہ اسلام کی نو تعمیر عمارت کی رنجین بلجائیں اور جو عروج اور شہرت اس انتظام سے حاصل ہوا اس کا دیکھنا ملت اسلامیہ کو شاید مشکل نصیب ہوتا۔ اگر غور سے دیکھا جاوے تو ان حضرات کی یہ کارروائی مصلحت و

(۲) نہ ملتے تھے ہرگز جواڑ بیٹھے تھے  
سلجھے نہ تھے جب جھگڑا بیٹھے تھے  
جو دو شخص آپس میں لڑ بیٹھے تھے  
تو صدقہ قبیلے بگڑ بیٹھے تھے

بلند ایک ہوتا تھا گردان نثارا  
تو اس سے بڑک اٹھتا تھا ملک سارا

(۳) وہ بیکر اور تغلب کی نامی لڑائی  
قبیلوں کی کردی تھی جس نے صفائی  
صدی جس میں آدھی انہوں نے گوائی  
تھی اک آگ ہر سو عرب میں لگائی

جبکہ اکوی ملک دولت کا تھا وہ  
کرشمہ ایک ان کی جہالت کا تھا وہ

(۴) اسی طرح ایک اور خونریز بیدا  
رہا ایک مدت تک آپس میں  
عرب میں لقب حرب و احس ہے  
بہا خون کا ہر طرف جس سے دریا

سب اس کا لکھا ہوا ہے اصمعی نے  
کہ گھوڑ دوڑ میں چنید کی تھی کسی نے

بند خیرہ کی لڑائی کی مابت لکھا ہے کہ یہ جنگ جاہلیت کے اشعار میں خوب بسوس کے  
نام سے مذکور ہے۔ بنیاد اس کی یہ تھی کہ ایک شخص کا اونٹ کہیت میں چلا گیا۔ کہیت  
والی۔ عورت نے اُسے مارا۔ اونٹ والے نے عورت کی چھاتی کاٹ ڈالی۔ اس نے



لحاظ سے ہر طرح قابل تحسین تھی۔

مہاجرین اور انصار میں جو اختلاف کثیر اس موقع پر ہوا اسکی وجہ سوا اسکے اور کچھ نہ تھی کہ عربوں کی طبایع میں آزادی کا ایک قدرتی جوش تھا جسکے باعث وہ اپنے قبیلہ کے سوا کسی دوسرے کے زیر حکومت رہنا ناپسندیدگی کا موجب سمجھتے تھے ورنہ ذاتی غرض اس خلافت سے کسی کو مقصود نہ تھی۔ دیکھو بیشتر انصاری نے صرف دینی مقاصد کے لحاظ سے مکہ الیہ کو لایق قرار دیا اور ہر مکہ والوں میں سے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عمر فاروق اور ابو عبیدہ کو منتخب کیا۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ابو عبیدہ کو اپنے پرترجمہ دی اور ابو عبیدہ نے ابوبکر کو جب بہتر خیال کیا اور آخر کار ان کے اتفاق رائے سے یہی خلیفہ منتخب ہوئے۔

**بیعت سقیفہ کا ناگہانی کہلانا** ابوبکر صدیق کی بیعت جو سقیفہ نبی ساعدہ میں ایک بیک منعقد ہوئی چونکہ پہلے سے جماعت مسلمانان کا مشورہ اس کے واسطے نہیں لیا گیا تھا اس لئے بعض اشخاص اسکو بیعت ناگہانی قرار دیکر لفظ **فَلْتَّ** سے تعبیر کرتے اور کئی قسم کے خیالات اس کی نسبت ظاہر کیا کرتے تھے چنانچہ امام بخاری کی ایک طولانی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اس بی ہوی اگ کی چنگاڑ بیان عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اخیر زمانہ خلافت تک سلگتی نظر آتی ہیں عمر فاروق رضی اللہ عنہ جبکہ آخری چکر کر رہے تھے کسی شخص نے یہ خیالات ان کے گوش گزار کیو جبکہ جواب انہوں نے مدینہ میں پہنچ کر یہ دیا کہ ابوبکر صدیق کی بیعت اگرچہ فلتہ تھی مگر اللہ تعالیٰ نے اس کے شر سے بچا لیا اور مسلمانوں کے حقیقین اس کا نتیجہ بخیر ہوا گویا اس کو حسن اتفاق سمجھنا چاہئے مکن اس کے بعد جو شخص اگر یکا مسلمان اس کو جان سے مار ڈالیں گے بیعت لینی والا اور بیعت کرنے والا دونوں قتل سے خائف ہیں گے۔ اس موقع پر جو تقریر عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہی تھی اس کے الفاظ یہ ہیں۔

۶۹۴ھ سے ۶۳۴ھ تک برابر لڑائی ہوتی رہی۔ اول یہ لڑائی بنی بکر اور بنی تغلب میں ہوئی شروع ہوئی تھی مگر رفتہ رفتہ عجم کے تمام قبیلے اس میں شریک ہو گئے اور امت اسے آخر تک ستر ہزار آدمی مار گیا بند بکر کی لڑائی کی بابت لکھا ہے۔ کہ یہ جنگ ۶۶۸ھ سے ۶۳۱ھ تک جاری رہی۔ وحس ایک گھوڑا تھا۔ گھوڑا دوڑ میں وہ آگے بڑھا جاتا تھا کہ ایک شخص نے بڑھ کر اسے بدکا دیا۔ اتنی بات



مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم میں سے کوئی یہ بات کہتا ہے  
 کہ اگر عمر بن مرجم سے تو میں فلاں شخص سے بیعت کر  
 کوئی اس سے کہتا ہے کہ اسے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ  
 عنہ کی بیعت بے مشورہ اور ناگہانی تھی اور خاتمہ کو  
 پہنچی۔ یاد رکھنا چاہئے کہ یہ بیعت گواہی ہی تھی مگر اللہ  
 تعالیٰ نے اس کے شر سے بچالیا۔ اور تم میں سے  
 کوئی ایسا نہیں ہے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی مانند لوگ  
 اس کی طرف جھٹکین جو شخص بدون مشورہ مسلمانوں  
 کے بیعت کرے نہ اس کی بیعت ہوگی نہ اس کے تبع  
 کی بسبب خوف قتل ان دونوں کے۔ اور ابو بکر  
 صدیق رضی اللہ عنہ بلاشبہ بعد وفات رسول کریم  
 کے ہم سب سے افضل ہیں۔

ثم انه بلغني ان قالوا منكم يقول  
 والله لو مات عمر بايعة فلا نأفلا  
 يغاثن امرؤ ان يقول انما كانت  
 بيعة الى بكر فلتة وقت. الا وانها  
 قد كانت كذلك ولكن الله وقي  
 شرها وليس منكم من تقطع الا عن  
 اليه مثل ابى بكر. من بايع رجلا  
 غير مشورة من المسلمين لا يبايع  
 هو ولا الذي تابعه تغرة ان يقتل  
 وانه قد كان من خير ناحين  
 توفي الله نبيه۔

بخاری کتاب المہاجرین باب بیعہ

بیعت عام سقیفہ بنی ساعدہ میں جو انتخاب ہوا چونکہ وہ سرسری طور کا تھا اس واسطے  
 اگلے روز اس کے استحکام کی غرض سے عمر فاروق اداۓ نماز کے بعد منبر پر چڑھے اور  
 رسول کریم کی وفات اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت بیان کرنے کے بعد صحابہ کو بیعت علم  
 پر توجہ دلائی۔ امام بخاری نے اس کی کیفیت یہ لکھی ہے۔

خطۃ  
 عن انس بن مالك رضي الله عنه سمع  
 عمر الاخرة حين جلس على المنبر  
 وذلك الغدا من يوم توفي النبي  
 فتشهد عمر وابو بكر صامتا لا يتكلم  
 قال عمر كنت ارجو ان يعيشت رسول  
 الله صلى الله عليه وسلم حتى يدبنا ويريد بذلك  
 ان يكون اخرهم (فاز بك محمد قد)

انس سے روایت ہے کہ رسول خدا کی وفات  
 کی صبح کو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے منبر پر جا کر خطبہ پڑھا  
 اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ خاموش بیٹھے تھے عمر فاروق نے  
 کہا مجھے امید تھی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ابھی  
 اور جین گئے اور ہمارے پیچھے رہیں گے (مراد یہی  
 یہ تھی کہ آپ کے آخرت ہوں گے) اب اگر وہ فوت  
 ہو گئے ہیں تو کچھ اندیشہ نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے



تم میں ایک نور (قرآن) پیدا کیا ہے جس سے تم  
ہدایت پاسکتے ہو اور اسی نور سے خدا تعالیٰ نے انبیاء  
رسول کو ہدایت دی تھی۔ ابوبکر صدیق غارین رسول کریم کے حق  
نمودہ پر حکومت کر نیکو وسطی مسلمانوں سے زیادہ مستحق ہیں  
لوگو! انہو اور ابوبکر سے بیعت کرو اور حالانکہ کچھ لوگوں  
نے قبل ازین سقیفہ میں ان سے بیعت کی تھی اور  
بیعت عام منبر پر تھی۔

مات فان الله تعالى قد جعل بين  
اظهركم - نوراً تفتدون به هدى  
الله محمد وان ابابكر حبيب رسول الله  
ثاني اثنين فانه اولي المسلمين بامورهم  
فقوموا فبايعوه - وكان طائفة منهم  
قد بايعوه قبل ذلك في سقيفة بني ساعدة  
وكانت بيعة العامة على المنابر

یہ بیعت سہ شنبہ کے دن چودھویں ربیع الاول سنہ گیارہ ہجری مطابق ۶۳۲ء کو ہوئی  
اور اس وقت ابوبکر صدیق کی عمر مطابق تحقیقات سال ولادت صاحب اصابہ کے ۶ برس  
کی تھی اور جب عبداللہ ابن قتیبة کے اس سے یہی زیادہ۔

ابن ہشلم نے لکھا ہے کہ جب بیعت عام ہو چکی تو ابوبکر صدیق نے صحابہ کی دلداری اور تسلی  
کے واسطے اسی دن یہ تقریر کی۔

بیعت پر دو خطبے

لوگو! میں تمہارے کاموں پر ولی بنایا گیا ہوں  
مگر میں تم سے کسی طرح بہتر نہیں ہوں جب مجھ سے  
کوئی عمدہ کام ہو تو اس میں میری مدد کرو اور جب  
کوئی برائی ظاہر ہو تو مجھے سیدھا کرو۔ رستبازی انت  
ہے اور جو بٹ بولنا خیانت ہے۔ تم میں کا ضعیف  
میرے نزدیک قوی ہے جب تک میں اس کا حق نہ  
دلوں اور تم میں کا قوی میرے نزدیک ضعیف  
ہے جب تک میں اس سے حق نہ لیں۔ جو لوگ صبا  
فی سبیل اللہ چھوڑ دیں گے خدا ان کو ذلیل کرے گا۔

ایہا الناس فانی قد ولّیت علیکم  
ولست بخیرکم - فان احسنت  
فاعینونی وان اسأتفق مؤمن  
الصدق امانة والکذب خیانة  
والضعیف فیکم قوی عندی حتی  
اریم علیہ حقہ انشاء الله والقوی  
فیکم ضعیف عندی حتی آخذ  
الحق منہ انشاء الله - لا یدع قوم

الجمہا فی سبیل اللہ الا ضرہم اللہ  
ولا تلعبم الفاحشة فی قوم قط الا غمهم  
بالہو - اطیعوا ما طعت اللہ ورسولہ فاعصیت اللہ

اور جس قوم میں بدکاری پھیلے گی خدا ان پر بلا نازل  
کرے گا میں جس کام میں خدا اور رسول کی اطاعت کروں تم بھی



کرد و جب میں انکی نافرمانی کروں تو پھر پتھر میری  
کوئی اطاعت نہیں۔ اٹھو نماز پڑھو خدا تعالیٰ  
تم پر رحم کرے۔

وہ رسولہ فلا طاعة لي عليكم  
قوموا الى صلوٰتكم وحرکتکم  
ابن ہشام جلد ۳ واقعہ متقیف

دوران بیعت میں بعض اشخاص نے جواب بکر صدیق کے حصول خلافت کی نسبت  
کچھ کچھ خیالات ظاہر کیے تھے ان کے جواب میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی آخری تقریر یہ تھی۔  
قسم بجا مجھ پر کوئی وقت رات دن میں ایسا نہیں  
گذرا جس میں خلافت کا مینہ لا لچ کیا ہو یا اس کی  
کسی قسم کی خواہش کی ہو یا کبھی پوشیدہ اور  
علانیہ اللہ تعالیٰ سے اس کی درخواست کی ہو  
مگر صرف فتنہ کے خوف سے مینے اسے قبول  
کیا مجھے اس خلافت میں کوئی راحت نہیں میرے  
گلے میں ایک امر عظیم کا پٹہ ڈالا گیا ہے جس کے تحمل کی  
مجھ میں طاقت نہیں مگر اللہ تعالیٰ کی مدد سے۔

واللہ ما کنت حریصا علی الامارة  
یوما ولا لیلة قط ولا کنت راغبا  
فیہا ولا سئلتہا اللہ فی سر ولا علانۃ  
ولکنی اشفقت من الفتنۃ  
ومالی فی الامارة راحة۔ لقد  
قلدت امرأ عظیما مالی بہ من  
طاقة ولا ید الا یتفق ینہ اللہ  
تاریخ الخلفاء

ابن عبد ربہ نے لکھا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر وفات سے پہلے ابن قیس  
مخزومی کے ذریعہ مکہ میں پہنچی تھی ابو تحافہ نے پوچھا کہ رسول کریم کے بعد کون حاکم مقرر ہوا کرتے  
کہا تمہارا بیٹا ابوبکر تب ابو تحافہ نے کہا کیا نبی ماثم اس بات پر رضامند ہو گئے ابن قیس نے  
کہا مان تب ابو تحافہ نے کہا سچ ہے۔ جسکو خدا عطا کرے۔ الامانع لما عطا اللہ ولا مضط  
کوئی اس کو روکنے والا نہیں اور جس سے خدا روکے  
کوئی اس کو عطا کرنے والا نہیں۔

علی رضی کی علی کی بیعت سے تاریخ ابوالفدا میں لکھا ہے کہ رسول خدا کی وفات کے دوسرے  
دن عمر فاروق کی بیعت کرنے کے بعد مدینہ کے مہاجر اور انصار نے ابوبکر صدیق سے بیعت  
کرنی شروع کر دی مگر نبی ماثم کی ایک جماعت زبیر ابن العوام عقبہ بن ابی لہب۔ خالد بن سعید  
بن عمر۔ سلمان فارسی۔ ابی ذر۔ عمار بن یاسر۔ براہ بن عازب۔ ابی بن کعب یہ سب علی مر



کے ہمراہ ہو گئے اور عقبہ نے اس موقع پر یہ شعر کہے۔  
 میں نہیں جانتا تھا کہ خلافت اور حکم نبی ماثم سے  
 جاتا رہے گا۔ خصوصاً ابو الحسن (علی مرتضیٰ سے  
 جو ایمان اور سبقت فی الاسلام میں سب لوگوں  
 سے اول اور قرآن و سنت رسول جاتے میں سب  
 سے زیادہ عالم ہیں اور جنہوں نے آخر وقت رسول  
 خدا سے ملاقات کی اور حضرت جبریل نے غسل اور  
 کفن دینے میں اسکی مدد کی علی مرتضیٰ وہ شخص ہے  
 کہ اس میں وہ سب خوبیاں ہیں جو قوم میں پائی  
 جاتی ہیں اور قوم کو یہی اس کا یقین ہے مگر جو بیان  
 اس میں ہیں وہ قوم میں نہیں۔

ابوالفدا

ما كنت احسب ان الامر منصرف  
 عن ماثم ثم منزه عن ابي حسن  
 عن اول الناس ايماناً وسابقه  
 واعلم الناس بالقرآن والسنن  
 و آخر الناس عهداً بالنبی و  
 من جبريل عون له في الغسل  
 والكفن من فيه ما فيهم  
 لا يثرون به وليس في  
 القوم ما فيه من الحسن

پھر رفتہ رفتہ سب نے بیعت کر لی مگر علی مرتضیٰ کی بیعت کے زمانہ میں علماء کا اختلاف ہے شاہ ولی اللہ  
 صاحب نے ازالۃ الخفاء میں ابو عبد اللہ حاکم مصنف مستدرک کے حوالہ سے اور شیخ جلال الدین سیوطی  
 نے تاریخ الخلفاء میں سعد اور بیہقی کے حوالہ سے لکھا ہے کہ علی مرتضیٰ کی بیعت مجمع عام اسی دن  
 علی میں آئی تھی ان مصنفین کی روایات یہ ہیں۔

جب ابو بکر صدیق منبر پر کھڑے ہوئے اور شرفاء قوم  
 میں علی مرتضیٰ کو نہ پایا تو ان کی بابت دریافت کیا۔  
 چند انصار جا کر ان کو ہمراہ لائے۔ تب ابو بکر صدیق  
 نے کہا اے رسول خدا کے چچا زاد بھائی اور آپ کے  
 داماد کیا تم مسلمانوں کی جماعت کو متفرق کرنا چاہتے  
 ہو انہوں نے کہا اے خلیفہ رسول سرزنش نہ  
 کیجئے اور بیعت کر لی اسی طرح حب زبیر بن عوام  
 کو حاضر نہ پایا تو ان کی بابت بھی دریافت کیا اور لوگوں

فلما قعد ابو بکر علی المنبر نظروا وجوہ  
 القوم فلم یرو علیاً فسأل عنه فقام  
 ناس من الانصار فاتوا به فقال ابو بکر  
 ابن عم رسول الله وختنه اسر قد  
 ان تشق عصا المسلمین فقال  
 لا تشریب یا خلیفۃ رسول الله فبا  
 یعہ۔ ثم لم یالزبیر بن العوام  
 فسأل عنه حتی جاؤا به فقال ابن



ان کو بے آئے اس وقت ابوبکر صدیق نے کہا اے  
رسول خدا کو پیو پھی زاد بہائی اور ان کے حواری کیا  
تم مسلمانوں کی جماعت کو متفرق کرنا چاہتے ہو انہوں نے  
کہا اے خلیفہ رسول سرزنش نہ کیجئے اور بیعت کر لی۔

رسول اللہ وحوارہ اہل اہل  
تشیق عصا المسلمین فقال لا تریب  
یا خلیفہ رسول اللہ مثل قولہ فبايعوا

دیگر مورخین نے اس وقت بیعت کرنے سے انکار کیا ہے۔ چنانچہ روضۃ الاحباب میں لکھا ہے  
جمعہ ازاہل توالیہ اور وہ اند کہ چون از مہم بیعت فراغ حاصل شد ابوبکر صدیق از وجوہ مہاجر و عیان  
الضار مجمع ساخته فرستاد علی رضی را در ان مجلس طلبید۔ و سے اجابت فرمودہ در ان مجمع  
حاضر شد و در محمل لایق خود نشست و از موجب طلب خویش پرسید۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ گفت  
موجب آنست کہ میخواہم کہ چنانچہ اصحاب یا ابوبکر رضی اللہ عنہ بیعت کردہ اند تو ہم بیعت کنی علی گفت  
من بہان سخن کہ شما بر الضار محبت ساخته این منصب را گرفتید بر شامحت میگردانم رست گوید کہ  
تخصرت رسالت کہ اقرب بود کہیت عمر فاروق گفت ترا نگزاریم تا بیعت کنی علی فرمود اول این  
سخن مرا جواب با صواب بگوئید بعد از ان بیعت جوئید۔ ابو عبیدہ گفت ای ابو الحسن تو بواسطہ سبقت  
اسلام و فضل و قرابت قریبہ با سید انام علیہ الصلوٰۃ والسلام منرا دار حکومت خلافتی۔ و لکن چون صحابہ برابر  
اجاء و اتفاق نمودہ اند مناسب آنست کہ تو نیز قدم در دایرہ وفاق در آری۔ علی گفت ای ابو عبیدہ تو  
امین این امتی بقول رسول مختار و بقتضی امانت و براستی در گفتار کردار مومنین کہ حق سبحانہ و تعالی  
بخاند ان نبوت کرامت فرمودہ در بند آن میباشید کہ بجای دیگر نقل کنید۔ مہبط قرآن و وحی  
مژد امر و نہی۔ و منبع فضل و علم و معدن عقل و حکم ہائیم و بواسطہ این امور خلافت راشائینہ و امارت  
را سرائیم بشیر بن سعد الضاری گفت ای ابو الحسن اگر این داعیہ کہ تو امر و زطامہر میکنی پیش ازین معلوم  
مردم شدہ ہر آئینہ کہ باتو مضائقہ و تنازعہ نمیکوند و با تو بیعت می نمودند و لکن چون در خانہ نشستی و در  
اختلاط با مردم بستی ایشان را گمان این شدہ کہ تو از خلافت کنار میکنی و دفع اغنائی این امور از خود  
چارہ میکنی اکنون کہ جماعت مسلمانان کسے دیگر را قبول کردہ اند پیشوائی از پے درمی آئی و خود را طرز دیگر  
می نامی۔ علی فرمود اے بشیر تو را میداری کہ من جہد اطھر و قالب انور سید عالم را غسل تا دادہ و تجہیز و تکفیر  
بخند صاحب روضۃ الاحباب کی یہ روایت موافق تحریریم کو فی کتب جراح ابوبکر صدیق کی حالات مذکور کی ہے۔ مولف



وے نمودہ وازدفن دے فراغت حاصل نہ کردہ دم در طلب خلافت و حکومت زومی باہم  
در منازعت و خصومت شدے۔ ابو بکر صدیق چون دید کہ کلمات علی جملہ حکم و استوار و ہر یک از انہما  
مقابل صد کلمہ بل ہزار است از راہ رفق و مدار درآمد و گفت اے ابوالحسن مرا این گمان بود کہ ترا  
باسن درین امر مضائقہ نباشد۔ و اگر سید ہستم کہ از بیعت با من تخلف خواہی کرد ہرگز آنرا قبول نمیکنم  
الکون کہ مردم با من اتفاق نمودہ اند اگر تو نیز با ایشان موافقت نمائی ظن مرا مطابق واقع ساختہ  
باشی و اگر حالا توقف کنی و خواہی کہ درین امر تفکّر و تحمل نمائی ہیچ جرمی تو نیست پس علی از مجلس  
برخواست و متوجہ خانہ خویش گشت۔

اب یہ دونوں روایتیں باہم متضاد ہیں صحیح مسلم کی روایت جو علی مرتضیٰ کی بیعت کے متعلق  
جمہور علماء میں مقبول اور علی مرتضیٰ کی سوانح عمری مذکور ہے اگر اس کو صحیح سمجھا جاوے تو انکی بیعت  
بی بی فاطمہ رضہ کے انتقال کے بعد عمل میں آئی ہے جو رسول کریم کی وفات کے چھ ماہ بعد کا وقت  
ہے اور اس صورت میں ابو عبد اللہ حاکم بیہقی اور سعد کی روایتیں کچھ بھی قابل التفات نہیں ہو سکتیں  
علی مرتضیٰ کا اتنی مدت بعد بیعت کرنا کچھ اس وجہ سے نہ تھا کہ ان کو ابو بکر صدیق کی قابلیت

خلافت میں کچھ اعتراض ہو بلکہ صرف اس وجہ سے تھا کہ وہ اپنے آپ کو احق بالخلافت سمجھتے تھے  
چنانچہ روایت الاحباب کی روایت مندرجہ سابق اور صحیح مسلم کی روایت جو علی مرتضیٰ کی سوانح  
عمری میں مذکور ہے یہ دونوں اس معاملہ کی موید ہیں۔ رہی یہ بات کہ اگر علی مرتضیٰ سقیفہ بنی ساء  
کی مجلس میں شریک ہوتے تو عامہ خلافت کا میلان کس طرف ہوتا ایک ایسا سوال ہے جس پر  
ایکے زنی کرنا بعد از وقت ہے اور یہ بات کہ دونوں بزرگوں میں سے احق بالخلافت کون تھا  
اس کا فیصلہ بھی دشوار ہے لکن اگر اس امر پر غور کی جائے کہ دونوں بزرگ اپنے اپنے زمانہ میں فرض

یہ بات یاد رکھنی کے لائق ہے کہ علماء تحقیق نے کتب حدیث کی صحت اور ضعف کے لحاظ سے جو ان کتب  
مقرر کئے ہیں ان میں صحیح مسلم اور بخاری کو پہلے درجہ پر رکھا ہے جسکی سب حدیثیں صحیح ہیں اور حاکم و بیہقی وغیرہ  
کے تصانیف کو تیسرے درجہ میں مبنیٰ احادیث صحیح حسن ضعیف اور ہم بالوضم یعنی چوٹی روایتیں ہی ہیں  
شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی نے رسالہ عجالات میں اس بحث کو بڑی تفصیل سے لکھا ہے اس  
معلوم ہو گا کہ مسلم کے مقابلہ میں حاکم و بیہقی اور سعد کی روایتیں بہت کمزور ہیں۔ مولف باقی ماحضرت



خلافت کے ادا کرنے میں کہاں تک کامیاب ہوئے۔ مسلمان کا امن و آسائش اور اسلامی ترقیات  
کس درجہ تک ظہور پذیر ہوئیں۔ یہ ایسے واقعات ہیں جن کو پھر ہر ایک سمجھ دار آدمی نتیجہ تک پہنچ  
سکتا ہے۔ چہنچہ یہ حالات ہر ایک بزرگ کی سوانح عمری میں مفصلاً درج کر دے ہیں۔ ان کو  
بغور دیکھنا چاہیے۔

**خلافت اور نص** خلافت کی تاریخی تحقیقات اور خلیفہ کے فرائض اس باب کے شروع میں کس قدر  
مختصر بیان ہو چکے ہیں۔ اب یہی بات کہ خلیفہ کا تقرر کوئی نصی کام تھا یعنی قرآن اور حدیث میں کوئی  
صاف حکم اسکی ہدایت وار د ہو چکا تھا یا صحابہ نے مصلحت وقت اور صواب دیدار سے اُن کو  
خلیفہ مقرر کیا تھا علماء کے نزدیک بحث طلب معاملہ ہے۔ ہمارے زمانہ کے ایک آزاد خیال اور  
محقق مصلح قوم کی یہ رائے ہے خلافت بعد آنحضرت کوئی امر منصوصی نہ تھا نہ کسی خاص شخص کی  
خلافت مذہب اسلام کا کوئی جزو یا حکم تھا۔ سیاست مدن کا جو طریقہ اس وقت ہو گیا تھا وہ سلطنت  
جمہوری کے بہت مشابہ تھا اور اسی طرح واقعہ بھی ہوا یعنی جس کو بہت سے ذمی اقتدار لوگوں نے تسلیم

۴۰ جرح احتیاطاً خلافت کا مسئلہ مسلمانوں میں زیر بحث ہو اس کے قریباً فضیلت خلفا کا معاملہ بھی  
متنازعہ فیہ ہے مگر درجہ دون میں ایک کو فضل شہرانا اس بات پر موقوف ہو کہ ان میں ایک ہی  
ہو۔ ایک سراسر ایک دلائل۔ ایک بیہوشی ایک غیر آپس میں حیثیت ہی متحد نہیں ہیں ان فضیلت وغیر  
افضلیت کیسی۔ اعمال اور تقرب الی اللہ کے تول لینے کو ہمارے پاس کوئی ترازو نہیں جس سے ہم ایک  
کو ہلکا اور ایک کو بھاری ٹھہرائیں۔ (تحفہ حسن) جو احادیث چاروں خلفاء کی شان میں مجاہد انتقام  
ہیں اگر ان پر غور کیا جائے تو ان سے ہر ایک بجائے خود اعلیٰ درجہ کا ثابت ہو گا اور اس صورت میں ایک  
سمجھ دار آدمی کے لئے یہ فیصلہ کرنا غیر ممکن ہو گا کہ ان اصحاب میں کس کو اول درجہ کا کہا جائے اور کس کو دوم درجہ کا  
سمجھا جائے اس اہل سنت والجماعت استنباط خیال کیا ہے کہ جس سلسلے سے انکی خلافتیں ہوئیں اسی سلسلے  
سے ان کا نام بھی لیا جاوے۔ (ذایع الاسلام) مولف

۴۱ رسول کریم کی وفات کے بعد ابو بکر صدیق عمر فاروق عثمان ذی النورین علی رضی اللہ عنہم اجمعین  
چار خلیفہ ہوئے بعد دیگرے ہوئے ہیں ان کی خلافت اسی اصول کی پابندی سے حرب قواعد ذیل تسلیم  
(۱) علماء اور قضات اور ائمہ اور خلائق سے جس قدر ممکن ہو اہل حل و عقد کا بیعت کرنا۔ تمام بلاد اسلام کے



کر لیا وہی خلیفہ ہو گیا۔ اور اس بزرگوار کی یہ رائے علماء علم کلام کے مطابق ہے چنانچہ علامہ تفتازانی نے  
 شرح عقاید غنی میں اس اجماع نقل کیا ہے الا جماع علی ان نصب الامام واجب علی الخلق  
 لا یجب علی اللہ یعنی خلیفہ جو امام وقت ہے اس کی تقرری لوگوں کے ذمہ ہے نہ خدا کا نہ نبی کا یہی احادیث  
 ان کا حال یہ ہے کہ بعض روایتیں کہلے طور پر اس مضمون کو ظاہر کرتی ہیں کہ رسول کریم نے انتقال سے  
 پیشتر کسی کو اپنی جانشینی کے واسطے نامزد نہیں کیا تھا۔ ان روایات کی بنیاد پر ایک فریق کی رائے  
 ہے کہ ابوبکر صدیق کی خلافت نص سے نہ تھی بلکہ صحابہ کے اجماع سے ہوئی تھی۔ کچھ روایتیں ایسی ہیں  
 کہ اپنے اوقات مختلفہ میں بعض اقوال اور افعال اس مسم کے ظاہر فرماتے کہ ان سے ابوبکر صدیق کی جانشینی مقبوم  
 ہوتی تھی۔ ان روایات کی بنیاد پر دوسرے فریق کی یہ رائے ہے کہ ان کی خلافت نص پر مبنی تھی۔ یہ  
 سباحہ بڑا طویل ہے اور اس رسالہ کی خشیت کے مطابق اس قدر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ کتب احادیث  
 میں سے صرف بخاری اور مسلم کی روایتیں جو علماء فریقین کے نزدیک سختگی اور صحت کو  
 پہنچی ہوئی تسلیم کی گئی ہیں بلا بحث لکھ دی جائیں اور ہر شخص کو ان پر آزادانہ رائے قائم کرنے کا  
 موقع دیا جاوے۔

عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے کہ میرے باپ (عمر بن خطاب) عن ابن عمر قال حضرت ابی حنین

(۱) اہل اہل عقد کا اتفاق ہو سطر ضروری نہیں سمجھا گیا کہ وہ منقسم ہے ابوبکر صدیق کی خلافت اس شرط کے موافق ظہور پذیر ہوئی۔  
 (۲) اختلاف یعنی خلیفہ وقت مسلمانوں کی بہتری نظر رکھ کر کسی ایک شخص کو جس میں خلافت کی لیاقتیں پائی جائیں  
 اپنا جانشین تجویز کرے اور لوگوں کو اس کی طاعت کی سطر وصیت کرے عمر فاروق کی خلافت اس شرط کے موافق عمل میں آئی  
 (۳) شوری یعنی خلیفہ وقت خلافت کو چند ایسے اشخاص میں شایع کرے جو سکر نزدیک مستجمع شروط ہوں اور یہ حکم دیکھ خلیفہ  
 کی دفات کے بعد جو اصل نہیں ہے منتخب ہو وہ خلیفہ تسلیم ہوگا عثمان غنی النورین کی خلافت اس اصول کے موافق عمل میں آئی۔  
 علی مرتضیٰ کے انعقاد خلافت پر علماء کا مباحثہ ہے۔ اکثر کی یہ رائے ہے کہ ان کی خلافت مدینہ کے  
 مہاجرین اور انصار حاضر الوقت کی بیعت سے عمل میں آئی تھی اور ایک جماعت کی یہ رائے  
 ہے کہ شوری سے تھی کیونکہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے انتقال کے بعد یہ مشورہ ہو گیا تھا کہ خلیفہ عثمان  
 رضی اللہ عنہ ہو گا یا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ پس جب عثمان رضی اللہ عنہ نہ رہا تو علی قائم ہو گیا  
 مگر یہ قول ضعیف سمجھا گیا ہے۔ ملخصاً ان ازالہ الخفاء (مولف)



یہ کہہ کر لوگوں نے ان کے پاس موجود نہا۔  
 لوگوں نے ان کی تعریف کی اور کہا خدا تعالیٰ تم کو نیک  
 بدلہ دے۔ انہوں نے جواب دیا میں خدا کی رحمت  
 کا امید دار اور اس کے عذاب سے خائف ہوں لوگوں نے  
 کہا کسی کو اپنا جانشین کر جائے انہوں نے کہا کیا میں نہ  
 میں ہی تمہارا کام کروں اور مرنے کے بعد بھی میں تو اس  
 قدر چاہتا ہوں کہ خلافت سے نہ مجھے کوئی وبال ہو اور  
 نہ کوئی فائدہ۔ اگر میں کسی کو خلیفہ کر جاؤں تو یہ ہو سکتا ہے  
 کیونکہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جو مجھ سے بہتر ہے وہ خلیفہ  
 کر گئے اور اگر میں کسی کو خلیفہ نہ کروں تو بھی ہو سکتا ہے کیونکہ  
 رسول کریم جو مجھ سے بہتر ہے وہ کسی کو خلیفہ نہیں کر گئے عجب اللہ بن عمر کا بیان ہے جب انہوں نے  
 رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا تو مجھے یقین ہو گیا کہ وہ کسی کو خلیفہ نہیں کریں گے۔

أَصِيبَ فَأَتَوْا عَلَيْهِ وَقَالُوا بَعِزَالِك  
 اللَّهُ خَيْرًا - فَقَالَ رَأَيْتُمْ وَمَا رَأَيْتُمْ  
 قَالُوا اسْتَخْلَفَ فَقَالَ اتَّخَذَ كَمِ  
 حَيًّا وَمِثْلًا لَوَدِدْتُ أَنَّ حَظِّي  
 مِنْهَا الْكَفَافُ لَاعْتَمَلْتُ وَلَا لِي - فَاذْ  
 اسْتَخْلَفَ فَقَدْ اسْتَخْلَفَ مِنْ  
 هُوَ خَيْرٌ مِنِّي يَعْنِي أَبَا بَكْرٍ - وَإِنْ تَرَكَكُمْ  
 فَقَدْ تَرَكَكُمْ مِنْ هُوَ خَيْرٌ مِنِّي رَسُولُ  
 اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدْ تَرَكَكُمْ  
 اللَّهُ حِينَ ذَكَرْتُمْ هُوَ اللَّهُ غَيْرُ اسْتَخْلَفَ  
 اللَّهُ حِينَ ذَكَرْتُمْ هُوَ اللَّهُ غَيْرُ اسْتَخْلَفَ

قتلیہ۔ امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں لکھا ہے کہ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ رسول کریم  
 صلی اللہ علیہ وسلم نے صراحتہ کسی کو خلیفہ نہیں کیا اور اسی پر اہل سنت جماعت کا اجماع ہے  
 (۲) ابن ابی عیینہ سے روایت ہے کہ میں نے  
 ابی ابی عیینہ رضی اللہ عنہ سے سنا اور ان سے پوچھا گیا کہ  
 اگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم خلیفہ کرتے تو کس کو کرتے  
 انہوں نے کہا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو۔ پھر پوچھا گیا کہ اگر  
 بعد کس کو کرتے انہوں نے کہا عمر کو۔ پھر پوچھا گیا  
 ان کے بعد کس کو کرتے کھسا ابوعبیدہ کو۔  
 پھر خاموش ہو رہے۔

عَنْ أَبِي عَالِيَةَ سَمِعْتُ عَائِشَةَ  
 وَاسَلْتُ مِنْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى  
 اسْتَخْلَفَ لَوْ اسْتَخْلَفَ - قَالَتْ ابُو بَكْرٍ  
 فَقِيلَ لَهَا ثُمَّ مَنْ بَعْدَ ابِي بَكْرٍ  
 قَالَتْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَقِيلَ لَهَا مَنْ بَعْدَ  
 عُمَرَ فَقَالَتْ ابُو عُبَيْدٍ ثُمَّ ابْنُ الْحَارِثِ  
 ثُمَّ اسْتَحْيَتْ إِلَى هَذَا اسْمُ ابْنِ ابْنِ  
 عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ  
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَرْضَاهُ ادْعُ لِي أَبَا بَكْرٍ وَأَبَا

(۳) عائشہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ رسول  
 کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیماری کے زمانہ میں مجھ سے



رہا ابو بکر اور آپؐ پہا ہی تو جلاو مالہ میں ایک سادہ ریحہ  
دون - مجھے خوف ہے کہ کوئی ارزد کرنے والا خلافت کی  
تنبہ کرے اور کوئی کہنے والا یہ کہے کہ اس کا حق خدا رہوں -  
اللہ تعالیٰ ار مومنین نہیں مامنین گے مگر ابو بکر کو -

و احادیث علی اللہ علیہ السلام باقی  
ان یتمتہ مقمن ویقول قائل اننا  
اولیٰ یابی اللہ والمومنون الا اننا  
(سلم)

(۴) ایام مرض میں ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی پیش نمازی کی احادیث جو صفحہ ۷۸ میں مذکور ہو چکی ہیں  
(۵) - جبر بن مطعم سے روایت ہے کہ ایک عورت  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے چلو چپا - آپؐ فرمایا  
پھر آنا وہ بولی اگر میں آؤں اور آپؐ کو نہ پاؤں اس کی  
مراد یہ تھی کہ شاید آپؐ فوت ہو گئے ہوں آپؐ فرمایا اگر تو  
مجھ کو نہ پائے تو ابو بکر کے پاس آنا -

عن جبر بن مطعم ان اشرق  
لستہ سوالہ شیئاً - فامرہا  
ان ترجع الیہ - فقالت یا رسول اللہ  
صلعم انک انجنت لہم جدک قال بی کفہا  
تفوی الموت - قال فالتمتہ یفوتہ ابابکر بن

خلافت کے مخصوص غیر مخصوص ہونے پر علماء کی رائیں اور محدثین کی روایتیں جو درج ہو چکی ہیں ان کے  
علاوہ قرآن مجید کی ایک آیت سے بھی خلفاء کی خلافت پر استدلال کیا جاتا ہے جو عام طور پر آیت  
استخلاف کے نام سے مشہور ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے -

وعد اللہ الذین امنوا منکم  
وعملوا الصالحات لیستخلفنہم  
فی الارض کما استخلف الذین  
قبلہم ولیمکن لہم دینہم الذ  
انقص لہم ولیمد لہم من بعد  
خوفہم انما یعبدوننی لا یشرون  
بی شیئاً - سیارہ ۸ سورہ نور آیت

جو لوگ تم میں سے ایمان لائے اور نیک کام کے خدا کا  
ان سے وعدہ ہے کہ ان کو روئے زمین پر خلیفہ کر لگا  
جیسا کہ ان لوگوں کو خلیفہ کیا تھا جو ان سے پہلے  
ہو گزرے ہیں اور جس دین کو ان کے لئے پسند کیا  
اس کو ان کے لئے جما کر رہیگا اور خوف کے بعد انکو  
امن دیگا ہماری عبادت کیا کریں گے اور کسی چیز کو  
ہم یا شریک نہیں گردانیں گے مگر اس آیت پر

غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ استخلاف فی الارض کا جو وعدہ باری تعالیٰ کی طرف سے ہوتا  
وہ بطور تقسیم کے ہے کسی خاص شخص یا اشخاص کا تعین نام اس سے نہیں ہو سکتا - صاحب  
تفسیر کبیر اور چند مفسرین نے استخلاف فی الارض کا وعدہ بلحاظ قرینہ لفظ منکم ان لوگوں



متعلق کیا ہے جو نزول آیت کے وقت بایمان اور صاحب عمل صالح تھے اور واقعات کے لحاظ سے حضرت خلفاء اربعہ کو اس کا مورد قرار دیا ہے صاحب تفسیر بیناوی اور بعض دیگر مفسرین نے منکم کے خطاب میں رسول کریم اور ان کے تمام متبعین کو بھی شامل کیا ہے کیونکہ ایمان اور عمل صالح کچھ صحابہ ہی کے ساتھ منحصر نہ تھا بلکہ امت محمدیہ کا شہرخص جو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ پر عمل کرے اس کا مستحق ہو سکتا ہے چنانچہ اکثر علماء کرام نے عمر بن عبد العزیز کو خلافتِ پنجم قرار دیا ہے۔ پس یہ آیت خصوصیت سے کسی کی خلافت پر مشتمل نہ ہوگی لیکن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جو کہ رسول کریم کے پہلے جانشین تھے اس کے سطر وہ اور دیگر حضرات خلفاء بالمحاذ واقعات بطور دخول اولیہ اس آیت میں جمتنا شامل سمجھ جائیں گے۔

## باب پنجم۔ محاربات

اسلام کی نازک حالت مذہب اسلام رسول خدا کی زندگی میں شہرتی پاکر عرب کے چار طرف پھیل گیا تھا۔ بحیرہ قلزم سے لیکر یمن کے کنارہ تک وادئ خلیج فارس کے آخر تک اور فرات سے ہوتا ہوا ملک شام کے کنارہ تک بحیرہ قلزم تک تمام ملک اسلام سے معمور تھا مگر آپ کے اخیر زمانہ میں عرب کے تین گروہ مرتد ہو گئے اور ہر گروہ میں سے ایک ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ ازالۃ الخلافہ میں ان مدعیان نبوت کی تفصیل دی ہے

(۱) اسود غسی یاسی بن من بن نبوت کا دعویٰ کیا اور اس کے وارث کلمافہ صنعا پر قابض ہو گیا۔

(۲) مسیلہ۔ اس نے یامہ میں علم نبوت کہتا کیا اور رسول کریم کو مندرجہ ذیل خط لکھا۔

مسیلہ رسول خدا کی طرف سے محمد رسول خدا کو سلام کے بعد  
واضح ہو کہ میں عرب کی حکومت میں تمہارا شریک ہوں  
آؤ ملک میرا ہے اور آؤا قریش کا لیکن قریش اس میں  
زیالی کرتے ہیں۔

من مسیلہ رسول اللہ الی محمد و  
سلام علیک اما بعد فانی قد اشرکت  
فی الامر معک وان لنا نصف الارض  
والقریش نصف الارض ولكن قریشنا

قوم یعتدون لبسم اللہ الرحمن  
الرحیم من محمد رسول اللہ  
مسلمۃ الکتاب السلام علی ائمتہ

رسول کریم نے اس کے جواب میں لکھا  
بسم اللہ الرحمن الرحیم محمد رسول خدا کی طرف سے مسیلہ کذاب کے  
واضح ہو کہ میں نے تم سے براہ راست رسالت کا دعویٰ نہیں کیا



اور اس کے بعد یہ کہ ملک خدا کا ہے جس کو چاہے عطا کرے اور چاہے منہ پر نہ کرے۔

(۳) طلحہ اسدی۔ یہ شخص بنی اسد میں نبوت کا دعویٰ دیا رہا تھا۔

یٰۤاَیُّهَا الْمَدِیْنَةُ مَا یَسْأَلُکَ مِنْ عِبَادَہٗ وَالْحَاقِنَہُ لِلْمَقِیْمِ

ان کے سوا ایک رت سراج بنت حارث تیسرے ہی قبیلہ بنی تغلب میں نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔

ان لوگوں کے دعوت نبوت کی خبر رسول کریمؐ زندگی میں مدینہ پہنچ گئی تھی۔ اور آپؐ اسود غسی کے قتال کے وسط مسلمانوں میں کو حکم بھی بھیجا تھا مگر مسیلہ اور طلحہ کی وصول خبر کے بعد آپؐ پر بیماری کا غلبہ ہو گیا اور اس وجہ سے ان پر چڑھائی کی تجویز نہ ہو سکی منجملہ ان دعویہ داران نبوت کے مسیلہ سے زیادہ زبردست تھا جو بیشتر مسیلہ کذاب کے نام سے مشہور ہے ایک لکھ آدمی اس کے ہمراہ ہو گیا تھا۔

مدعیان نبوت کی طرف سے یہ شور مچا رہا تھا کہ رسول کریمؐ کی وفات کے بعد نبوت کے گرد و نواح میں جوش ارتداد و عام طور پر بڑھ گیا۔ مکہ اور مدینہ اور جاثی (بحرین میں ایک شہر تھا) کے سوا اکثر قبائل عرب مرتد ہو گئے۔ ان مرتدین میں بعض وہ لوگ تھے جو دنیاوی طمع یا کسی خوف کے باعث منافقانہ طور سے کلمہ اسلام کو اپنی بے کھڑک زندگی بسر کرنے کا ذریعہ سمجھتے تھے اور بعض وہ لوگ تھے جن کے باپ دادا اسلامی معرکوں میں نہ تیغ ہوئے اور ان کی مال و دولت مسلمانوں کے قبضہ میں آگئی تھی۔ کچھ عوام الناس تھے جن کو دراصل یہ مسلمانوں سے کوئی رنجش اور نہ مرتدین سے کوئی اتحاد تھا بلکہ محض بے تمیزی کے باعث ایک غل غپاڑہ دیکھ کر اس میں جاشامل ہوئے۔ ہر حال میں عام شورش سے عرب کے چاروں طرف فساد کی آگ بھڑک اٹھی تھی اور مدعیان نبوت کے فتنہ کو اس سے ایک گونہ اچھی تقویت مل گئی تھی مگر ابوبکر صدیقؓ رضی اللہ عنہ کا استقلال دیکھنے کے لائق ہے کہ وہ اسلام کی ایسی نازک حالت اور خلافت کی ابتدائی کیفیت میں ذرہ برابر نہیں گھبراہٹے اور عزم راسخ و نیت صادق سے نوبت بہ نوبت سب کا بندوبست کیا اور عام مفسدین کا قلع و قمع کرنے کے بعد عرب میں پھر اسلام کو نازگی بخشی جیسا کہ آگے مذکور ہو گا۔

اسود غسی کا واقعہ

تاریخ ابوالفداء میں لکھا ہے کہ اسود کا نام عہد بن کعب بن عوف الغسانی ہے اس نے یمن کے ایک قبیلہ مدح میں نبوت کا دعویٰ کیا تھا یہ شخص شعبدے اور طلحات دیکھا کر حبشہ کو اپنی گفتگو سے سخر کر لیا کرتا تھا۔ جو شخص اس کا کلام سنتا فوراً اس کی طرف ٹائل ہو جاتا۔ باشندگان بحران اس سے ملنے کے لئے عربین خرام و غلام بن سعید کو جو رسول خداؐ کی طرف سے بحران میں بھیجے گئے۔



شہر بدر کو اسود کے حوالہ کر دیا۔ پھر اسود بخبران سے شہر صفا کو گیا جو مین کا دار الخلافہ تھا اور اس پر قابض ہو گیا۔ شہر بن باذان عالم مین کو قتل کیا اسکی بیوی کو اپنے گھر میں ڈال لیا اور تمام ملک مین کا حاکم بن گیا ابن اثیر نے لکھا ہے کہ رسول کریم کی زندگی میں پہلا شخص جو اسلام سے منسوب ہوا وہ اسود غنسی تھا جب رسول خدا کو اس کے ارتداد کی خبر ہو چکی تو اپنے معاذ بن جبل اور اسکی دیگر بھائی مسلمانوں کو اسود کے قتل کا حکم بھیجا۔ فیروز دیلمی جو شہر بن باذان کی بیوی کا چچا تھا اس کام کا فہم دار ہوا اور اپنی بیٹی سے اسود کی خواہجہ کے حالات دریافت کئے اور پھر اپنے زنتا کی مدد سے نقب لگا بوقت شب اسود کے محل سرا میں گھس گیا اور اس کو قتل کر ڈالا اس کام یابی کی اطلاع مدینہ میں بھیجی گئی۔ چونکہ یہ واقعہ رسول کریم کی وفات سے ایک شبانہ روز پہلے ہوا تھا اس واسطے یہ خبر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں وصول ہوئی اور یہ پہلی فتح تھی جسکی خوشخبری ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خلیفہ ہونے پر حاصل ہوئی۔

**جیش اسامہ** ابوبکر صدیق کی پہلی کارروائی حصول خلافت کے بعد اسامہ بن زید کے لشکر کی روانگی تھی۔ رسول کریم نے اپنی بیماری سے دویم پیشتر رومیوں کے مقابلہ کے واسطے ایک فوج بسر کر دی اسامہ بن زید روانہ ہو نیکا حکم دیا تھا ہر چہ اس اثنا میں بیماری کے آثار آپ پر نمودار ہوئے شروع ہو گئے مگر آپ کو اس فوج کی روانگی میں اس قدر عجلت مقصود تھی کہ حالت مرض میں اسامہ کا جہنڈا اپنے ماتھے سے درست کیا اور تمام اکابر صحابہ کو اس کے ساتھ جلتے کا حکم دیا یہ لشکر مدینہ کو باہر پڑا ہوا تھا اور کوچ کرنے کو آمادہ تھا کہ دفعۃً رسول خدا کے اشتداد مرض نے اس کو روک دیا اور پھر آپ کے انتقال کے باعث وہاں رکا رہا۔ اب جس وقت ابوبکر صدیق بیعت خلافت سے فارغ ہوئے تو لشکر اسامہ کی روانگی کی تجویز کی۔ لوگوں نے کہا کہ عرب کے بادیشین پیشتر مرتد ہو گئے ہیں اور مدعیان نبوت فساد پھیلا رہے ہیں ایسی حالت میں اسامہ کی روانگی مناسب نہیں یہ گفتگو سن کر ابوبکر صدیق کو بہت جو مشق ہوا اور فرمانے لگے خدا کی قسم اگر پیغمبر خدا کی بیویوں کے بارے میں کئے گئی ہیں تو جس لشکر کو رسول خدا نے بھیجا ہے میں اسے ہرگز نہ لوٹاؤں گا۔ اور جس جہنڈے کو رسول خدا نے باندھا ہے میں اسے ہرگز نہ کھولوں گا

واللہ اعلم الاھو لوجہ الکلا

بارجل انہ واجہ النبی ما رددت جیشا

وجہ رسول اللہ ولا حلت لواء



اس کے بعد اسامہ کو روانہ کیا۔ عقدہ فوجہ اسامہ - تاریخ الخلفاء

تاریخ ابوالفدا میں اس قصہ کے متعلق لکھا ہے کہ جن ایام میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ وائے خلافت ہوئے ان دنوں میں اسامہ بن زید شکر کا سردار تھا اور عمر فاروق بھی منجملہ لشکر اسامہ کے اس عہدہ پر تھے جس پر رسول خدا نے ان کو مقرر کیا تھا۔ ایک روز عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کہا کہ انصار ایک ایسے شخص کو چاہتے ہیں جو اسامہ سے بڑی عمر کا ہو۔ یہ بات سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور عمر فاروق کی ڈاڑھی پکڑ کر کہنے لگے۔ جو اتنا مرگ رسول خدا نے تو اس کو امیر لشکر مقرر کر لیا ہے اور تو مجھ سے اس کی معزولی چاہتا ہے۔ یہ کہہ کر لشکر اسامہ کی طرف واپس آئے اور ملاحظہ کیا کہ اس کو خصیت کیا۔ صرف عمر فاروق کو واسطے صلاح و مشورہ کے اسامہ کی اجازت سے مدینہ میں لے جایا اور ان کی کے وقت اسامہ گھوڑے پر سوار تھا اور ابوبکر صدیق پیدل چلتے تھے اس پر اسامہ نے کہا یا تو آپ سوار ہو جائے یا مجھ کو حکم دیجئے کہ میں ہی پیدل ہو جاؤں۔ آپ نے کہا یہ ہرگز نہ ہوگا اگر میں خدا کی راہ میں ایک ساعت اپنے قدموں کو تھکاؤں تو کچھ مصلایفہ نہیں غرض اس کیفیت سے اس کو مدینہ لے جایا لشکر کشی کے متعلق احوال کو کیگئی تھیں ان کا حال بابت شرم میں مذکور ہے۔

مرتدین کا حملہ مدینہ پر جو شور شرارت دار مدینہ کے اطراف و جوانب میں پھیل گئی تھی لشکر اسامہ کے کوچ کرنے سے اس کا عرصہ بڑھ گیا اور انہوں نے میدان خالی پا کر مدینہ پر حملہ کیا اور کئی روز تک محاصرہ رکھا۔ جو لوگ لشکر اسامہ میں شریک نہیں گئے تھے ابوبکر صدیق نے ان کو حکم دیا کہ شبانہ روز سلمہ بن امیہ اور حبش وقت منادی کی آواز سنیں فوراً اپنے اپنے مکان سے نکل کر ایک جامع ہو جائیں ایک روز ایسی حالت میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے موقع پر بڑی صبح باغیوں پر حملہ کیا ان مسلمانوں کی مدد سے ان کو تتر بتر کر دیا کچھ قتل اور کچھ قید ہوئے اور بہا گئے ہوؤں کا بڑی مستعدی نقاب کیا گیا۔ بادیشین اس کارروائی سے بہت خائف ہوئے اور لشکر اسلام کا رعب ان کے دلوں پر بیٹھ گیا۔

چالیس دن کے بعد جب اسامہ کا لشکر بکامیابی روم سے واپس آیا اور مرتدین کے مقابلہ پر مدینہ پر حملہ کر نوا لے مرتدین کی قلع و قمع سے بھی فراغت ہو گئی تو ابوبکر صدیق نے انہیں ساری توہ اسرار و مصروفیت کی مدعیان نبوت۔ مرتدین اسلام انہیں زکوٰۃ سے قائل

مرتدین کے مقابلہ پر

صحابہ کا جہاد رائے



زکوٰۃ کا قاتل کفار کے واجب سمجھتے تھے اور دیگر صحابہ خصوصاً عمر فاروق رضی اللہ عنہ اہل قبلہ سمجھ کر ان کے جہاد کے برخلاف تھے۔ صحیح مسلم میں عمر فاروق کا اعتراض بیان نقل کیا گیا ہے۔

آپ کیونکر ان لوگوں سے جہاد کریں گے حالانکہ رسول کریم نے فرمایا ہے کہ مجھے لوگوں سے اس وقت تک جہاد کرنے کا حکم ہے جب تک کہ وہ لا الہ الا اللہ نہ کہیں پھر جو شخص کلمہ توحید زبان سے کہے اس کی جان اور مال مجھ سے محفوظ ہے اس کے بعد میں کسی کو قتل نہ کروں گا مگر کسی حق کے عوض اور اس کے اندرون حالات کا حساب خدا پر ہے۔

ابو بکر صدیق نے اس کے جواب میں کہا بخدا میں ان لوگوں سے لڑوں گا جو نماز اور زکوٰۃ میں کچھ بھی تغیر لیں گے کیونکہ زکوٰۃ مال کا حق ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں یہ لوگ جو بکری کا ایک بچہ دیتے تھے اگر اسے نہ دیں گے تو میں اس کے نہ دینے پر ہی ان سے جہاد کروں گا۔

اس آئینہ عمر فاروق نے ابو بکر صدیق سے لیے لوگوں کے ساتھ نرمی کی درخواست کی جلال الدین سیوطی نے یہ واقعہ عمر فاروق کے حوالہ سے اس طرح بیان کیا ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد بہت سے عرب مرتد ہو گئے اور کہنے لگے کہ ہم نماز پڑھیں گے مگر زکوٰۃ نہیں دیں گے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ حال دیکھ کر ان سے قتال کا حکم دیا اس وقت میں ان کے پاس گیا اور کہا کہ آپ لوگوں کو اسلام مالوف کریں اور نرمی برتیں کہ یہ لوگ وحشی جانور دن کی مانند ہیں ابو بکر

کیف تقاتل الناس وقد قال رسول الله صلى الله عليه وسلم امرت ان اقاتل الناس حتى يقولوا لا اله الا الله فمن قالها فقد عصم مني نفسه وماله الا بحقه وحسابه على الله

مسلم باب الايمان

والله لا قاتل من عشرق بين الصلوة والزكوة فان الزكوة حق المال والله لو منعوني عناقا كانوا يؤدونها لرسول الله لقاتلهم على منعها صحیح مسلم

اس آئینہ عمر فاروق نے ابو بکر صدیق سے لیے لوگوں کے ساتھ نرمی کی درخواست کی جلال الدین سیوطی نے یہ واقعہ عمر فاروق کے حوالہ سے اس طرح بیان کیا ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد بہت سے عرب مرتد ہو گئے اور کہنے لگے کہ ہم نماز پڑھیں گے مگر زکوٰۃ نہیں دیں گے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ حال دیکھ کر ان سے قتال کا حکم دیا اس وقت میں ان کے پاس گیا اور کہا کہ آپ لوگوں کو اسلام مالوف کریں اور نرمی برتیں کہ یہ لوگ وحشی جانور دن کی مانند ہیں ابو بکر



صدیق نے کہا میں تم سے امداد کا متوقع تھا اور تم میری  
تذلیل کے واسطے آئے ہو تم زمانہ جاہلیت میں بڑے  
بہادر تھے اور اب زمانہ اسلام میں کست ہو گئے  
ہو میں کسی چیز سے ان کو مالوت کروں کیا شغریٰ

فی الجاہلیہ خواہرا فلا سلام بآذا  
عسیت اتالفرم بشعر مفتعل و سحر  
مفتدی۔ ہیمات ہیمات مصنی  
النبی وانقطع الوحی۔ واللہ

سے یا سحر مغتری سے افسوس کا مقام ہے کہ رسول جاحد انہم ما استمسک السیفۃ ید  
کریم انتقال کر گئے اور وحی کی آمد بند ہو گئی منتم بخدا جب تک یہ بلوار میرے ماتحت ہیں ہے میں  
ان سے جہاد کروں گا اگرچہ وہ عقال ہی کی خاطر کیوں نہ ہو۔

آخر کار عمر فاروق کو جب ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی عمرگی راسے معلوم ہو گئی تو آپ نے  
تسلیہ پر ان سے اتفاق کیا اور دیگر صحابہ جات تک اس معاملہ میں متوقف تھے وہ بھی متفق ہو گئے  
پس جو لوٹ حملہ آورین مدینہ کی شکست دہی سے حاصل ہوئی تھی اور جو مال اسامہ بن زید  
تتوختا روم سے ہمراہ لایا تھا ان دونوں کو ملا کر مرتدین پر حملہ کی تیاری شروع ہوئی۔

ردانکی افواج ابن اثیر نے لکھا ہے کہ ابو بکر صدیق نے اس موقع پر فوج کو جو آٹھ ہزار کے  
قریب تھی گیارہ دستوں میں تقسیم کیا اور ہر دستہ پر ایک امیر صاحب علم مقرر کر کے حسب ذیل  
مقامات کو روانہ کیا۔

(۱)۔ خالد بن ولید کو اہل طلیحہ اسدی اور پیر مالک بن نویرہ پر۔

(۲)۔ عکرمہ بن ابی جہل کو مسیلہ کذاب پر۔

(۳)۔ عثمیل ابن مسنہ کو عکرمہ بن ابی جہل کی کمک پر۔

(۴)۔ مہاجر بن ابی امیہ کو اسود غنسی کے لشکر اور کندہ و حمز موت پر۔

(۵)۔ خالد بن سعید کو شام پر۔

(۶)۔ عمر بن عاص کو قبیلہ قضاعہ پر۔

(۷)۔ حذیفہ بن محسن کو عمان پر۔

(۸)۔ عوف بن ہرثہ کو مہرہ پر۔

(۹)۔ معن بن عاجر کو بنی سلیم اور ہوازن پر۔

ان دونوں کو باہم ملکر کارروائی کرنیکا حکم تھا۔



(۱۰) - سوید بن مقرن کو تہامین پر -

(۱۱) - علاء بن حضرمی کو بحرین پر -

پھر ہر امیر کو اس کے متعلق فرمان لکھ دیا اور جملہ مرتدین کے نام ایک ہی مضمون کے متعدد فرمان لکھ کر سفیروں کے حوالہ کئے یہ فرامین ذیل میں درج ہیں -

## ترجمہ فرمان صدیق بنام افسران فوج

بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ فرمان ابوبکر (صدیق) خلیفہ رسول خدا کی طرف سے فلان شخص کے نام ہے جبکہ اس کو مرتدین اسلام کی لڑائی کے وسط میں روانہ کیا اور اس سے عہد کیا کہ خدا تعالیٰ سے ہر کام میں خفیہ اور علانیہ بقدر امکان کے ڈرتا ہے اور خدا کے کام میں کوشش کرے جو لوگ اس سے انحراف کریں اور اسلام سے شیطانی غمبشوں کی طرف بعد رفع عذر کے پہر جائیں انکو اسلام کی طرف بلاؤ اگر وہ اسلام قبول کریں تو ان سے اپنا ہاتھ روک لے اور اگر انکار کریں تو ان پر چار طرف سے تاخت تاراج کرے یہاں تک کہ وہ اسلام کو ماننے لگیں اور جو امور ان کے فائدہ یا نقصان کا باعث ہوں اس سے انکو آگاہ کر دے اپنا حق ان سے لے اور ان کا حق ان کو دے نہ انکو فرصت کا موقع دے اور نہ مسلمانوں کو ان کے قتال سے روکے جو شخص خدا تعالیٰ کا حکم ماننے اور اس کی تعمیل کرے اسکا اسلام قبول کیا جاوے اور نیک کام میں اس کی مدد کیا وے صرف وہی شخص قتل کیا جاوے جو خدا کا حکم ماننے کے بعد اس سے انکار کرے اور وہ بھی جب دعوت اسلام کو مان لے تو پھر اس پر کوئی گرفت نہیں اگر اس کے بعد وہ کچھ خفا کرے تو ہر کام محاسبہ خدا کے متعلق ہے جو شخص دعوت اسلام کو نہ مانے وہ رسوائی سے قتل کیا جائیگا خواہ کسی جگہ ہو اللہ تعالیٰ اسلام کے سوا کوئی چیز قبول نہیں کرتا پس جو شخص اسکو مانے اور اقرار کرے اس کا اسلام قبول کیا جاوے اور اس کی مدد کیا وے اور جو انکار کرے اس کو قتل کیا جاوے اور جب اللہ تعالیٰ اپنے غالب کرے تو ہتھیار آتش فشان چیزوں کے ان کو ہلاک کرے اور جو مال غنیمت کا ماتھے لگے اس کو مسلمانوں میں بانٹ دے اور پانچواں حصہ ہمارے پاس بھیجے اپنے رفقاء کو جلد بازی اور فساد سے روکے اور ان میں خو گیری بہرتی کو داخل نہ ہونے دے تاوقتیکہ



ان کے حالات سے پوری آگاہی حاصل نہ کرے ایسا نہ ہو کہ وہ جاسوسی کا کام کریں اور مسلمانوں کو ان سے نقصان پہنچے۔ مسلمانوں سے میانہ روی اختیار کرے اور کوچ و مقام میں ان کے ساتھ رفق سے پیش آئے اور جو شخص بھیچے رہ جائے اس کو تلاش کرے۔ کوئی کسی پرشتاب زدگی نہ کرنے پائے اور لوگوں کو حسن معاشرت اور نرم گفتاری کی نصیحت کرے۔

## ترجمہ مہدیین بنام اعراب

بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ فرمان ابو بکر صدیق (م) خلیفہ رسول خدا کی طرف سے قبائل عرب کے ہر خاص عام کو ہے جو اسلام پر قائم ہے یا اس سے پہر گیا ہے اور سلام اس شخص پر ہے جو راہِ راست کی پیروی کرے اور گمراہی اور جوہشِ نفسانی کے بھیچے نہ پڑے۔ میں خدا کی حمد و ثنا کرتا ہوں جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں و تنہا ہے رکوعی اس کا شریک نہیں۔ میں اس امر کی گواہی دیتا ہوں کہ محمد (صلعم) خدا کا بندہ اور اس کا رسول ہے جو کچھ رسول خدا لائے اس پر ہمارا ایمان ہے اور جو اسے نہ لائے اس کو کافر جانتے ہیں اور اس سے جہاد کرتے ہیں اس کے بعد رسول خدا کی نبوت اور آپ کی وفات کو بہت عرصہ گئی سے بیان کیا اور وعظ و نصیحت میں طوفانی تقریر کی اور پھر کہا کہ میں نے فلان شخص کو مہاجرین اور انصار اور تابعین کے لشکر کے ساتھ تمہاری طرف روانہ کیا ہے اور اس کو حکم دیا ہے کہ کسی شخص سے قتال نہ کرے جب تک کہ اس کو دین خدا کی دعوت نہ کرے جو شخص اس کی بات مان لے اور لڑائی سے رک جائے اور اعمالِ صالحہ بجالائے اس کا اسلام مقبول اور اس کی مدد کی جائے اور جو شخص نہ مانے اس سے جنگ کی جائے اس کے بعد اسکی کوئی قدر و منزلت نہ ہوگی۔ جو شخص اطاعت کرے اس کے حق میں بہتر ہے اور جو انکار کرے وہ خدا کا کچھ بگاڑ نہیں سکتا اپنے سفیر کو حکم دیا ہے کہ اس فرمان کو تمہارے ہر ایک مجمع میں پڑھے خدا کا دین اذان ہے۔ جب مسلمان اذان دین تو مان لیں اور لڑائی سے رک جائیں۔ اگر اذان نہ دین تو پھر ان سے ان کے مذہب کی بابت پرسش کریں۔ بصورت انکار فوراً جنگ کی جائے اور بصورت اقرار انکا اسلام مانا جائے اور ان سے مناسب سلوک عمل میں آوے (ابن خلدون جلد ۲)

سفیر یہ فرمان لیکر فوجوں کے آگے روانہ ہوئے اور سرداران لشکر نے اپنے دستور العمل کے



ساتھ کوچ کیا جسے پہلا مقابلہ لشکر اسلام کے سپہ سالار خالد کا طلحہ اور بنی اسد کیسے تھا۔  
 طلحہ پر فوج کشی | طلحہ بن غویہ اسدی مغلہ ان تین اشخاص کو ہے جنہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
 کے آخر زمانہ میں نبوت کا دعوے کیا تھا اور ابو بکر صدیق کے زمانہ خلافت میں بدستور اپنے دعوے  
 پر قائم رہا قبیلہ بنی اسد کے لوگ اس کے مطیع ہو گئے اور عیینہ بن حصن فزاری قبیلہ فزارہ کے ساتھ  
 مرتد ہو کر اس کے شامل ہو گیا اور لوگوں سے کہنے لگا کہ محمد (صلعم) اپنی مائتم کے پیغمبر تھے اور طلحہ بنی  
 اسد کا نبی ہے۔ وہ انتقال کر گئے اور یہ زندہ عیینہ کی اس آبلہ فریبی سے بہت لوگ اس کو گمراہ ہو گئے  
 طلحہ نے غازی میں سجدہ کرنا ترک کر دیا اور لوگوں سے کہا کہ خداوند عالم خاک پر پڑنے کو ناپسند کرتا ہے  
 اور اس کا حکم یہ ہے کہ ہر حال میں میری یاد کرو۔ پیچھے کر یا کھڑے ہو کر۔ اس کے ابتدائی فرد غ  
 کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ ایک روز اپنی قوم کے ساتھ سفر کر رہا تھا اور پانی کسی کچے پاس دتھا۔ شد  
 تشنگی میں جب لوگوں نے پانی کی درخواست کی تو اس نے یہ سب کچھ کہا۔

میرے خاص گھوڑے علال پر سوار ہو کر چلے جاؤ | اس کو علاؤا حاضر ہوا امیلا  
 تم کو پانی ملیگا۔ | تجدوا بلادک | ابن اثیر

ایک شخص گھوڑے پر سوار ہو کر گیا تو واقعی پانی مل گیا۔ ہمراہیوں کو اس سے بڑی خوشی ہوئی  
 اور انہوں نے طلحہ کی اس خبر کو اس کے حجرہ پر حمل کیا۔

ابو بکر صدیق کو جب اس کے حالات معلوم ہوئے تو خالد بن ولید کو ایک لشکر دیکر لشکر

+ خالد بن ولید قریش کا ایک مشہور جنگ جو اور تجربہ کار فوج تھا۔ صفحہ چار۔ میں بیان ہو چکا ہے کہ کیا  
 جاہلیت میں فوج کیو ساطے سامان متعلقہ کا ہم پہنچانا اور قریش کے سواروں سے جنگی خدمت لینا  
 اس کے متعلق تھا۔ ساتویں یا آٹھویں سال ہجری میں شرف اسلام سے بہرہ یاب ہوا اور رسول  
 کریم کے زمانہ میں عظیم الشان فتوحات اس سے ظہور میں آئیں۔ اسی جرأت اور بہادری کے باعث رسول  
 کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیف اسد کا خطاب اس کو عطا کیا۔

ازالۃ الخفا میں لکھا ہے کہ جب ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ خالد کو امیر لشکر مقرر کیا تو حاضرین کو یہ حدیث پڑ کر  
 سنائی۔ اِنی سمعت رسول اللہ یقول نعم عبد اللہ واخو العشیرۃ خالد بن الولید  
 سیف من سیوف اللہ سلہ اللہ العز وجل علی الکفار والمنافقین۔ مؤلف۔



سرکوبی کے واسطے روانہ کیا۔ خالد نے قبیلہ بنی نضیر کو ہٹا دیا اور ارجاس کے درمیان ڈیرے لٹال  
 دیئے اور جو لوگ اس نواح میں مذہب اسلام پر اب تک قائم تھے وہ اس سے مل گئے خالد  
 اس عرصہ میں اپنا ایچی طلحہ کے پاس بھیجا اس کو وعظ و نصیحت کرتا اور مخالفت و خونریزی  
 سے روکتا رہا مگر اس نے امیہ ثمانی اور آخر کار لڑائی کی ٹہر گئی۔ حملہ کے وقت فوج کا انتظام اس طرح  
 تھا۔ عیینہ لشکر پر عدی بن حاتم طائی۔ میسرہ لشکر پر زید الخلیل جناب پر زربقان بن بدر اور خود  
 قلب لشکر میں کھڑا ہوا۔ ادھر سے طلحہ قبائل اسد غطفان اور فزارہ کو ساتھ لیکر مقابلہ کیو اسط  
 نکلا۔ عدی اور زید الخلیل نے ایسی جنگ کی کہ دشمنوں کے چپے چوٹ گئے۔ طلحہ اس حالت میں  
 ایک گوشہ میں چلا گیا اور چادر اوڑھ کر کہنے لگا کہ اب وحی آئے گی۔ عیینہ امیر لشکر بار بار میدان  
 جنگ سے اس کے پاس آتا اور نزل وحی کا حال پوچھتا تھا۔ مگر ہر مرتبہ جواب نفی میں پاتا۔ تیری  
 مرتبہ طلحہ نے کہا کہ ان اب جبریل آیا ہے اور کہتا ہے | اِنَّ لَكَ رَجِي كُو حَاجَه وَحَدِيثًا  
 تیری امید خالد بن ولید کی سی ہوگی اور ایسی حالت | کائناتناہ - بن اشیر

گزرے گی کہ فراموش نہ ہوگی عیینہ نے کہا کہ مجھے تم سے بھی ہر حادثہ گذر گیا کہ خلائق فراموش نہ کرے گی  
 پھر اپنے پیغمبر کی حالت اور لشکر اسلام کی جو اُت دیکھ کر گھبرا گیا اور قوم سے کہا کہ یہ جھوٹا منی ہے  
 وہ اس کے سنتے ہی بہا گئے اور لشکر طلحہ میں کھلبلی مڑ گئی جس کے سبب وہ اپنی بی بی کو لیکر شام  
 کی جانب نکل گیا۔ مگر عیینہ گرفتار ہو کر مدینہ میں بھیجا گیا۔ ومان اس نے مجدداً اسلام قبول کیا۔  
 طلحہ کے سب سے بڑے قبیلہ مرتد ہوئے تھے اس فتح کے بعد مسلمان ہو گئے۔ کچھ عرصہ کے بعد جب  
 طلحہ کو مرتدین کی عفو و تقاصیر کا حال معلوم ہوا تو وہ بھی مدینہ میں اگر مسلمان ہو گیا اور عمر فاروق رضی  
 اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں مسلمانوں کے ساتھ جنگ نہا و نہ میں شہید ہوا

**سجاء بنت حارث** یہ عورت خاندان نبی ثقلیب تھی اور رسول کریم کی وفات کے بعد نبوت  
 کی دعویٰ داری ہوئی۔ فن کہانت سے خوب واقف تھی اس لئے کسی ہزار آدمی اس کے ساتھ ہوا  
 اور سب کو ہمراہ لیکر ابو بکر صدیق کے ساتھ لڑائی کے ارادہ سے مدینہ کو روانہ ہوئی جب مقام  
 جُوف میں پہنچی تو مالک بن نویرہ نے اس سے مصالحت کر کے مدینہ کے عزم سے روکا۔ اور  
 نبی تمیم پر حملہ کرنے کی توجہ دلائی۔ اس لڑائی میں ابتدائی کامیاب ہوئی اور وکیع بن مالک بھی



اس سے مل گیا مگر آخر کار شکست پائی۔ اس کے بعد کچھ باہم تصفیہ کے پہرے ہی مگر مالک بن نویرہ اور کعب بن مالک اسے لگے ہو کر اپنی اپنی قوم میں چلے گئے۔ تب سحاح مایوس ہو کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف روانہ ہوئی جہاں میلہ نے نبوت کا دعویٰ کر رکھا تھا۔ چونکہ شکر اسلام میلہ کے مقابلہ میں تھا اس لئے سحاح کی آمد سے گہرایا اور تحایف سے بھکا اس سے مصالحت کی۔ جب وہ شہر میں داخل ہوئی تو میلہ نے اس کی ملاقات کے واسطے ایک خیمہ نصب کر اگر بخور اور خوشبو معطر کیا۔ اور اس سے تخلیہ میں ملاقات کی تھرائی۔ سحاح نے خیمہ میں داخل ہوتے ہی پوچھا آپ پر کیا وحی نازل ہوئی ہے اس نے جواب میں کہا کیا تو اپنے پروردگار کو نہیں دیکھتا کہ حاملہ عورتوں سے کیا کام کرتا ہے ان سے دوڑتی ہوئی روح پرودوں اور حیلوں سے نکلنا ہے جب یہ سن چکی تو کہا کچھ اور سنائے۔ تب میلہ نے یہ فقرات پڑھے

اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ لِلنِّسَاءِ اَفْوَاجًا  
وَجَعَلَ الرَّجَالَ لِهِنَّ اَزْوَاجًا  
فَتَقَوَّيْنَهُنَّ اَيُّوًّا لِّتَحْمِلُنَّ  
مَا تَحْمِلْنَ الْاَخْرَاجًا فَيَجْعَلَنَّ لَنَا اٰثَارًا

چونکہ عورت نوجوان تھی اور خیمہ ہی بخور سے مہکے ہاتھ یہ مضامین سن کر جوش مستی اس پر پھوٹا ہو اور کہنے لگی کہ میں تمہاری نبوت پر گواہی دیتی ہوں۔ اس پر میلہ نے کہا تو نبیہ اور میں نبی دونوں کا خوب جوڑ میل ہو گیا۔ اب تمہاری مرضی ہو تو ہم بستی کی تھرجائے۔ سحاح نے اس کی درخواست قبول کی اور دونوں ہم بستر ہوئے اور تین دن خیمہ میں اس کے پاس رہ کر اپنی ٹیگن والیں چلی آئی۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق نبوت اور اس سے اپنے نکاح کا حال بیان کیا چونکہ مہر کچھ مقرر نہیں ہوا تھا اس واسطے انہوں نے ملاست کی تب میلہ کے پاس جا کر مہر کی خواست گارہوئی چنانچہ اس نے صبح اور شام کی نماز بعد مہر کے معاف کر دی۔ اس کے بعد یہ قبیلہ بنی تغلب میں آئی اور امیر معاویہ کے زمانہ میں مسلمان ہو گئی۔

مالک بن نویرہ پر فرج کشی خالد بن ولید طلحہ کی مہم سے فارغ ہو کر بطاح میں پہنچا۔ یہ ریاست



رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے مالک بن نویرہ کے تحت میں تہی جو قبیلہ بنی تمیم کا ایک  
 رئیس بڑا بہادر سپہ سالار تھا اور اس کے باشندگان بنی بوہ کا صدقہ لینا رسول خدا نے اس کے  
 متعلق کر دیا تھا مگر جب ارتداد کی شورش عرب میں ترقی پکڑ گئی تو مالک زکوٰۃ دینے سے انکاری  
 ہوا خالد بن ولید نے بطاح میں منچکر حسب ہدایات خلیفہ وقت اپنے لشکر کو چاروں طرف پھیلایا  
 تاکہ ان لوگوں کے اذان اور نماز کا حال معلوم کریں۔ لشکر کوگ بنی ثعلبہ بن یربوہ کی ایک  
 جماعت کو پکڑ لائے جنہیں مالک بھی شامل تھا۔ مگر اس کے بارہ میں ان کی رائے مختلف تھی۔ ابو  
 قتادہ انصاری اور چند اشخاص نے کہا کہ ہم نے اذان اور اقامت ان میں سن لی ہے اور  
 چند اعمیوں نے اس کے برخلاف بیان کیا۔ خالد نے ضرار بن ازور کو ان قیدیوں کی حفاظت  
 کا حکم دیا اور چونکہ سرامی راتیں تھیں دھند درچی کو یہ حکم پکارنے کے واسطے کہا **دافقوا السرا**  
 یعنی اپنے قیدیوں کو گرم کپڑا اڑادو۔ مگر قبیلہ بنی کنانہ کے نزدیک یہ فقرہ کتابت سے خطا  
 ضرار چونکہ کنانی تھا اس واسطے اس نے دھند درچی کے فقرہ کو کنانیہ پر چل کر کے مالک کو  
 قتل کر ڈالا بعض کہتے ہیں کہ جب مالک خالد کے پاس بلایا گیا تو اشتراک گفت و گو میں اس نے  
 کہا ما اخال صاحبکم الا قال کذا وکذا یعنی میں نہیں خیال کرتا کہ تمہارے صاحب نے  
 یہ بات کہی ہو اور صاحب سے اس کی مراد رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھی۔ اس پر خالد بہرہ کشتا  
 اور کہا کیا وہ ہمارے صاحب تھے اور تمہارے صاحب نہ تھے چونکہ اس قسم کی تقریر کرنا اس  
 وقت کے کافروں اور مرتدوں کا شیعہ تھا اس واسطے خالد نے اس کو مرتد سمجھ کر قتل کا حکم  
 دیا اور وہ قتل کیا گیا۔

مالک کی بیوی ام تمیم نہایت خوب صورت تھی خالد نے اس کے قتل ہوتے ہی  
 ام تمیم سے نکاح کر لیا اور ہم بستری کی ٹھہادی۔ ابو قتادہ انصاری اس بات سے ناراض ہو کر  
 خالد سے علیحدہ ہو گیا اور مدینہ کو چلا آیا۔ ابو بکر صدیق کے سامنے مالک کا قصہ بیان کیا اور  
 خالد کی شکایت میں کہا کہ اس نے میری بات نہ مانی اور بادیہ نشینوں کی شہادت پر اعتیاد  
 کیا جن کا مدعا مال غنیمت کا حاصل کرنا تھا نیز مالک کے بہائی متم بن نویرہ نے مدینہ میں  
 اگر ابو بکر صدیق کے پاس صورت حال بیان کی اور اپنے بھائی کا قصاص اور قیدیوں کی



وایسی کاخستہ کار ہوا عمر فاروق مہتمم کے مددگار بن گئے اور ابوبکر صدیق سے عرض کیا کہ خالد کی تلوار  
مسلمانوں پر چل رہی ہے اس صورت میں اسے قصاص لینا چاہیے ابوبکر صدیق نے نامہ بھیج کر  
کو جریدہ طور پر طلب کیا وہ فوراً مدینہ میں آیا اور بلال کی اعانت سے خلیفہ کی خلوت میں حاضر ہوا مالک  
کے قتل کی حقیقت اور اپنے عذر کو بیان کیا ابوبکر صدیق نے اس کا عذر مانکر اپنے کام پر واپس کیا اور  
حکم دیا کہ لشکر کے ساتھ رسائی رکھے اور پیامہ میں پہنچ کر میلہ کذاب کی آتش فتنہ کو فرو کرے ادھر مالک کا  
خون بہا بیت المال سے دیدیا اور اس کی قوم کے قیدی مہتمم کے حوالہ کر دیئے۔

مالک کے ارتداد اور اسلام کی نسبت مؤرخین کا اختلاف ہے ابن عبدالبر مغربی جو امام وقت گذرے  
اس کی تحقیقات کے مطابق وہ مزدتہا چنانچہ استیعاب میں لکھا ہے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ  
نے خالد کو لشکر پر حاکم مقرر کیا پس المدینہ سے پیامہ کا  
مالک اور اس کے سوا فتح کئے اور اس نے اکثر مرتدوں  
کو قتل کیا جن میں سیلمہ اور مالک بن نویرہ ہے۔

امیر ابوبکر الصديق علي الجيوش  
فقيه الله عليه السلام وغيره قتل  
علي يد يه اكثر اهل الردة منهم  
مسيلة ومالك بن نويرة

سیلمہ پر فوج کشی یہ شخص پیامہ کا رہنے والا اور دسویں سال ہجری میں نبی خلیفہ کی ایک جماعت کو  
مکہ مدینہ میں آیا ہمارے رسول خدا کو اس نے کہا پیچھا کر اگر آپ اپنے انتقال کے بعد عرب کی حکومت مجھ کو دینا  
منظور کریں تو میں بہت آدمیوں کے ساتھ آپ کی اطاعت کو حاضر ہوں آپ ثابت بن قیس کو لیکر اس کے  
پاس گئے اس وقت کھجور کی ایک ٹہنی آپ کے ہاتھ میں تھی سیلمہ کے پاس کھڑے ہو کر اپنے فریاد کیا کہ اگر تو  
یہ ٹہنی مجھ سے طلب کرے تو میں تجھے نہ دوں گا اور میں جانتا ہوں کہ جو کچھ خدا تعالیٰ نے میرے حق  
میں مقدر کیا ہے تو اسکو ہر گز نہ کرے گا اور جو کچھ خواب میں مجھے دکھایا گیا ہے میں خیال کرتا ہوں کہ  
تو وہی ہے اور تیری باتوں کا جواب دینے کو ثابت بن قیس میرے پاس سے موجود ہے۔ بخاری جلد ۲  
سیلمہ نے وطن میں پہنچ کر اپنے آپ کو شریک نبوت ظاہر کیا اور رسول کریم کے انتقال کے بعد مستقل  
بنی بن مہجہ جو خط اس نے رسول کریم کی زندگی میں بھیجا تھا وہ اور اس کا جواب بابائے کے شروع میں  
درج ہو چکا ہے ابوبکر صدیق نے اس کی اور اس کی قوم کی سرکوبی کی وہ اس کے عکبر بن ابی جہل کو فوج دیکر  
بھیجا تھا اور شریک بن جہل کو ملک کے واسطے متعین کیا تھا سیلمہ کی فوج تعداد میں زیادہ تھی اور



لشکر اسلام کم۔ اس پر عکرمہ کی طرف سے فوج کشی میں کسی قدر جلدی ہوئی اور شکست کی نوبت  
 پہنچی۔ جب اس نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اس سے مطلع کیا تو انہوں نے خالد بن ولید  
 ہدایت کی کہ فوراً پیامین پہنچ کر مسیلہ کا تدارک کرے۔ خالد بن ولید بطاح سے فارغ ہو کر پیامہ کی طرف  
 روانہ ہوا۔ اور ایک مقام میں جو پیامہ کی سرحد پر ہے قیام کیا مسیلہ چالیس ہزار فوج لیکر مقابلہ کو نکلا  
 دونوں طرف سے صف آرائی ہونے لگی مسیلہ نے مہینہ میسر و قلب اور جناح لشکر کو راستہ کیا  
 اور ہر ایک عہدہ دار کو اس کی جگہ پر مقرر کر کے خود قلب لشکر میں علم لیکر کھڑا ہو گیا۔ اور ہر  
 خالد بن ولید نے زید بن خطاب کو مہینہ پر اور ساحہ بن زید کو میسرہ پر بھیجا اور عکرمہ کو مقدمہ لکھڑ  
 قرار دیا اور خود قلب لشکر میں کھڑا ہو گیا اب دونوں طرف سے بڑے جوش و خروش کے ساتھ  
 لڑائی شروع ہوئی۔ لشکر اسلام سے تین سو آدمی کے قریب مارا گیا اور اوہر سے ایک جماعت  
 کثیر قتل ہوئی۔ اس حالت میں لشکر مسیلہ نے دفعۃً مسلمانوں پر حملہ کیا اور ان کے پاؤں  
 اکھیر دیئے۔ اس حملہ میں اسی مسلمان شہید ہوئے۔ لشکر کی گویہ حالت تھی مگر خالد کے  
 استقلال میں ذرا فرق نہیں آیا وہ بدستور اپنی جگہ پر پاؤں جمائے کھڑا رہا۔ اور لشکر کو پکار  
 کہنے لگا "اے حاملان سورۃ بقرہ۔ اے تعلیم یافتگان جناب پیغمبر۔ اے گروہ ثابت قدم  
 تمہارا استقلال قرآن میں مذکور ہے اے بہادر و تمہاری شجاعتیں عالم میں مشہور ہیں خدا سے  
 ڈرو اور دشمنان دین سے منہ نہ موڑو۔ ورنہ خدا تعالیٰ تم پر غضبناک ہو گا اور تمہارا عذر قبول  
 نہ کریگا۔ یہ فقرات سن کر مسلمانوں نے کمال وجہ کی شجاعت دکھلائی اور بگڑئی لڑائی کو دوبارہ  
 بتالیا۔ اس روز مہاجرین اور انصار میں سے ۴۵۰ حافظ قرآن شہید ہوئے رافع بن خدیج  
 انصاری کا بیان ہے کہ میں نے جنگ بنی حنیفہ کو دیکھا میں مرتبہ سے زیادہ لشکر اسلام کو جگہ سے  
 اکھیر دیا اور ایک جماعت کثیر کو نامداران لشکر سے شہید کیا۔ مگر آخر کار مسلمانوں نے  
 ایسا استقلال دکھایا کہ مسیلہ کا لشکر منہزم ہو کر مسیلہ کے باغ میں پناہ لینے کو جاگہسا۔ اس  
 وقت براہین مالک نے کہا مجھے ڈھال پر بٹھا کر اور اس کے اطراف میں نیزہ لگا کر ایک بارگی باغ  
 کے اندر پہنکے و جب براہین اندر پہنچا گیا تو اس نے خوب قتال کیا اور اس باغ کا دروازہ کھول  
 دیا جس سے مسلمان اندر گھس گئے اور بڑا گھمسان کا معرکہ ہوا۔ مسلمانوں نے خون کی ندیاں



بہا دین۔ یہ چاہا کہ ہر دروازہ باغ سے باہر نکل جائے مگر وحشی باغ کے دروازہ پر کھڑا تھا۔ ایک  
 انصاری نے مسیلہ کو پہچان کر آواز دی کہ اوحشی! دیکھتے ہو مسیلہ سلامت نکلا جاتا ہے۔ یہ سنتے  
 ہی وحشی دوڑا اور جس حربہ سے حضرت حمزہ (عم رسول) کو شہید کیا تھا وہی حربہ مسیلہ کے شکم پر  
 زور سے مارا کہ دو درمہون کو توڑ کر مچھ کی طرف سے نکل گیا۔ مسیلہ زمین پر گر پڑا اور وحشی نے آواز  
 دی کہ میں وحشی غلام حبیر بن مطعم کا ہوں۔ حالت کفر میں بہترین خلق کو قتل کیا تھا اور حالت  
 اسلام میں بدترین خلق کو ہلاک کیا۔ جو لوگ نبی حنیفہ کے زندہ رہے تھے وہ باغ کے راستوں  
 سے یہاں گئے۔

اس کے بعد مجاہد بن فراس کی تجویز سے نبی حنیفہ کے ساتھ مصالحت کی تجویز  
 قرار پائی جس قدر ہرم دو بیار اور مال و اسباب قلعوں میں تھا وہ سب اور تیسرا حصہ مواشی کا اور  
 چوتھا کئی زراعت لیکر خالد نے صلح منظور کر لی۔ اس صلح میں مجاہد کی طرف سے فریب ہی عمل میں  
 آئی تھی کہ اس نے عورتوں کو جنگی لباس پہنا کر قلعہ کی فصیوں پر ٹہلنے کو کہا تھا تاکہ خالد کو معلوم  
 ہو کہ ہنوز نبی حنیفہ کی بہت سی فوج قلعہ میں موجود ہے جب یہ راز کھل گیا اور مجاہد سے باز  
 پرس کی گئی تو اس نے عذر کیا کہ ہمارے ٹان کے مرد سب مارے گئے تھے قوم کی عورتوں  
 اور بچوں کے بچاؤ کے واسطے ہم نے یہ سازش کی تھی۔ معاہدہ قائم رہا مگر مجاہد کو اس فریب  
 کی سزا بھگتنی پڑی۔ خانہ جنگ پر جب لشکر اسلام کا شمار کیا گیا تو معلوم ہوا کہ ایک ہزار دو سو  
 صحابہ شہید ہوئے جن میں سے سات سو حافظ قرآن تھے یہ پہلی شکست مسلمانوں کو تھی  
 ارتداد اہل بحرین اہل بحرین رسول کریم کے زمانہ میں مسلمان ہو چکے تھے اور علاء ابن  
 الحضرمی دعوت اسلام کے لئے وہاں بھیجا گیا تھا اس نے زمین حب و وصول صدقات کیلئے  
 رسول کریمؐ نے اپنے عمال اطراف جو انب کو روانہ کئے تو علاء ابن الحضرمی بحرین میں بھیجا گیا۔  
 یہ ابھی بحرین میں تھا کہ رسول کریمؐ کے انتقال کی خبر پہنچی اور اس کے تہوڑے ہی دنوں بعد  
 منذر بن ساری حاکم بحرین جو مسلمان تھا فوت ہو گیا اور اہل بحرین مرتد ہو گئے۔  
 بحرین میں دو فریق تھے۔ ایک نبی عبدالقیس اور دوسرے نبی بکر بن بکس۔  
 کے لوگ اسلام پر قائم تھے اور نبی بکر کے لوگ مرتد ہو گئے تھے اس اختلاف کی وجہ سے دو فرقے



مین لڑائی قائم ہو گئی۔ اور قدیمی عداوت سے جنگ کی اور مزید ترقی کا باعث ہوئی۔ بنی بکر نے  
 کسری بادشاہ بنعم سے مدد طلب کی اور عبد القیس مسلمانان مدینہ سے اعانت کا خواستگار ہوا  
 فریقین میں جنگ عظیم واقع ہوئی۔ پہلے لشکر کفار منہزم ہوا مگر آخر کار بنی بکر نے غلبہ حاصل کیا اور بنی  
 عبد القیس شکست پا کر قلعہ جوثا میں پناہ گزین ہوئے اور کفار نے مدت تک انکا محاصرہ جاری  
 رکھا جب قلعہ نشین سامان خور و نوش سے بہت تنگ ہوئے تو ایک شخص نے یہ اشعار لکھ کر قلعہ  
 کے ماتھے مدینہ کو بھجوائے۔

اے قاصد ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور مدینہ کے  
 جوانوں کو خبر پہنچا دے جو لوگ جوثا میں محصور  
 بیٹھے ہیں تمہیں ان کی نسبت یہی کچھ وہ بیان ہے  
 ان خون تمام رستوں میں سورج کی کرنوں کی طرح  
 ناظرین کی آنکھوں کو چوندہ بیار ہے ہنہ خدا پر  
 بہرہ رسہ کیا ہے اور مدد بہرہ و سا کر نیوالون کے لئے  
 ہوتی ہے۔

الا ابلغ ابابکر رسول  
 وفتیان المدینۃ اجمعینا  
 فهل لكم الى فتوح کرام  
 فقولوا جوثا محصرینا  
 کان صماهم فی کل فج  
 شعاع الشمس تغشی الناطق  
 نقولنا علی الرحمن انا  
 وجدنا النصر لمتوکلینا

ابو بکر صدیق نے ان اشعار کے وصول پہنچنے پر علا ابن الحضرمی کو فوج دیکر محصورین کی مدد  
 کے واسطے روانہ کیا اور حکم دیا کہ راہ میں جو مسلمان قید ملے اس سے مجاہدین لئے جائیں چنانچہ  
 راستہ میں ثمامہ بن اثال اور قیس بن عاصم مع اپنے رفقاء ان کے ساتھ ہوئے جب یہ لوگ  
 بحیرین میں پہنچے اور محصورین کو ان کی اطلاع ملی تو انہوں نے مخالفین کی کثرت لشکر سے علا  
 کو خبردار کیا۔ علا نے کہلا بھیجا کہ ہم شجوں مارین گے جب ہمارے نعرہ کی آواز تمہارے لئے  
 میں پہنچے تو فے الفور حملہ آور ہونا۔ چنانچہ اس تجویز کے موافق علا نے رات کے وقت حملہ  
 کیا اور نعرہ کی آواز سن کر قلعہ والے بھی آشغال ہو کر سب نے لشکر کا کام کیا اس لڑائی میں مسلمان بہت شہید  
 اور کفار بھی اتنا ہلاکے غنیمت کا مال استفادہ کر کے نکلے کہ بعد سوا کر حصہ میں چار ہزار دم اور ہر سپاہی کو حصہ میں دو ہزار درہم  
 اس کے بعد قلعہ روم پر حملہ کیا جن میں بنی بکر کے لوگ اور مند بن نعمان (جو شاہ نادر  
 کی طرف سے امیر لشکر ہو کر آیا تھا) پناہ گزین تھے اس حملہ میں مسلمان کامیاب ہوئے بنی بکر



اور لشکر عجم کے لشکر لوگ مارے گئے۔ جو لوگ لشکر سے بچے تھے وہ کسریٰ کے پاس ہزیمت کی خبر پہنچانے گئے۔ مگر منذر بن نعمان مسلمان ہو گیا۔

**ارتداد اہل عمان و مہرہ** عمان اور مہرہ کے لوگ جو رسول کریم کے زمانہ میں مشرف باسلام ہوئے تھے مرتد ہو گئے۔ جبغیر اور عبد جبور رسول کریم نے یہاں کا حاکم مقرر کیا تھا بہاگ کر ایک پہاڑ میں پناہ گزین ہوئے اور قاصد بھیجا ابو بکر صدیق کو اس حال سے اطلاع دی انہوں نے حذیفہ بن محسن اسدی کو عمان کی جانب اور عرفجہ بارتقی کو مہرہ کی جانب روانگی کا حکم دیا۔ عکرمہ بن ابی جہل جو ابی یاسر کی فتح سے واپس نہیں آیا تھا اس کو ان دونوں کی کمک کے واسطے مامور کیا۔ پہلے عمان پر حملہ ہوا جہاں لقیط بن مالک ازوی پیغمبر بنا ہوا تھا اور اس کے دار الحکومت دبائین لشکر جرار فراہم کر رکھا تھا۔ لشکر اسلام نے ایک زبردست لڑائی کے بعد فتح حاصل کی۔ دس ہزار کافر اور ان کا پیغمبر قتل ہوا اور غنیمت کا بہت سا مال مسلمانوں کے ہاتھ آیا۔

اس کے بعد مہرہ پر چڑھائی شروع ہوئی۔ عکرمہ اس فوج کا سپہ سالار تھا۔ بڑی خونریز لڑائی کے بعد سیحہ محارمی سر غنہ کفار مارا گیا اور اسکی فوج کچھ مقتول اور کچھ مفور ہوئی جو مال غنیمت کا حامل ہوا اس میں منجبلہ اور سامان کے صرف دو ہزار عربی گھوڑے تھے۔

**ارتداد اہل حضرموت و کندہ** رسول کریم نے حضرموت اور کندہ کے وصول صدقات کے واسطے زیاد بن لبید الضاری کو مقرر کیا تھا اور آپ کی زندگی تک وہ اسی بلاد میں مقیم رہا۔ جب رسول کریم کی وفات کی خبر پہنچی تو اشعث بن قیس جو ان لوگوں میں ذمی و جاہل تھا مع اپنی قوم کے مرتد ہو گیا اور زیاد سے لڑائی کی نوبت پہنچی وہ بہاگ کر مدینہ میں چلا آیا۔ اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اس حادثہ سے آگاہ کیا آپ نے ایک معقول فوج دیکر اہل حضرموت اور کندہ کی سرکوبی کے واسطے آپ کو واپس کیا کفار اور مسلمان میں کئی مرتبہ سخت لڑائیاں ہوئیں مگر آخری فیصلہ کسی فریق کے حق میں نہ ہوا۔ یہ حال دیکھ کر ابو بکر صدیق نے عکرمہ بن ابی جہل اور سہاجر بن امیہ زیاد کی مدد کے واسطے جانیہ کا حکم دیا۔ متعدد لڑائیوں کے بعد اشعث ایک قلعہ میں محصور ہو گیا اور مدت تک محصور رہا آخر کو گرفتار ہو کر مدینہ بھیجا گیا اور خلیفہ وقت کے سامنے کفر سے تائب ہو کر اسلام قبول کیا۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ اشعث کے قتل کے درپے تھے مگر ابو بکر صدیق نے اسکی



جو احمدی اور سپہ سالاری اور پھر صدق دل سے قبول تو یہ کو دیکھ کر اس کا تصور معاف کیا  
 اور اسکی درخواست پر اپنی بہن ام فردہ کا نکاح اس سے کر دیا یہ فرست ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ  
 کی بہت کارگر ہوئی اور عراق کی لڑائی میں بڑے کار نمایان اشعث سے ظہور میں آئے۔  
 عواقب فوج کشی رسول کریم کی وفات کے بعد مدعیان نبوت کی بغاوت اور مرتدین کی فتنہ  
 سے جو ضعف اسلام کو آچلا تھا ابو بکر صدیق نے اپنی خلافت کا پہلا سال اسکی اصلاح میں صرف  
 کیا جب اندرونی بغاوتیں اس طرح فرو ہو گئیں اور فتنہ فساد مٹ کر عرب کا ملک ان جگہوں  
 سے پاک صاف ہو گیا تو دوسرے سال کے شروع ہونے پر ابو بکر صدیق کو وہ خیالات  
 تازہ ہوئے جبکی نسبت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں فرمایا تھا کہ وہ زمانہ  
 جلد آنے والا ہے کہ فارس شام اور یمن میں اسلام کی روشنی پہلے۔ پس ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ  
 اس پیشین گوئی کی تعمیل میں سب سے پہلے عراق عرب پر فوج کشی کی تجویز کی جو ملک فارس کا ایک صوبہ  
 اس لڑائی کی افتاد یون ہوئی کہ شعی بن حارث شیبانی جو کچھ عرصہ سے اپنی قوم کے  
 ہمراہ اطراف عراق میں باجارت شاہ ایران رہا کرتا تھا حال میں لشکر عجم نے اس پر زیادتی شروع  
 کی وہ اس سال مدینہ میں آکر مشرف اسلام ہوا اور کوفہ پر چڑھائی کرنے کی خواہش ظاہر کی۔ ابو بکر  
 صدیق نے اس کے علو خاندان اور ذالمتی قابلیت کا حال دیکھ کر اسکو روانگی کوفہ کی اجازت  
 دی مثنیٰ کی قوم کے نواح کے باشندے جو سلاطین عجم کی طرف سے بہت تکالیف اٹھا رہے تھے  
 بارادہ، انتقام مثنیٰ کے ہمراہ ہو گئے اور سب نے مل کر کوفہ پر لوٹ مار شروع کر دی۔ شاہ ایران نے  
 یہ خبر پا کر ایک لشکر جرار اس کے مقابلہ کیلئے روانہ کیا۔ ابو بکر صدیق نے اس کے سنتے ہی  
 عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے مشورے سے خالد بن ولید کو کہنوز پیام میں تھا عراق کی جانب کوچ کر نیکا  
 حکم دیا اور یہ لکھا کہ فارس اور حیرہ اور کوفہ کی لڑائی کا کام تمہارے سپرد کیا گیا ہے ان مہمون  
 کے طے کرنے پر ابلہ کی جانب بڑھنا ہو گا۔ اور مثنیٰ کو لکھ کر بھیجا کہ خالد بن ولید تمہاری مدد کے واسطے  
 ہے۔ عراق عرب آجکل تو سلطان روم کے زیر حکم ہے مگر مسلمانوں کے حملہ کے وقت کسریٰ شاہ فارس  
 کے ماتحت تھا اور شاہ فارس کی سلطنت اس وقت اس قدر وسیع تھی کہ عراق عرب عراق عجم فارس  
 و سائر ممالک ان گران سب اسکو قبضہ میں تھے۔ مورخین فارس کو ایران بھی کہتے ہیں۔ مولف



ردانہ کیا جاتا ہے۔ زمانہ فوج کشی میں اسکو امیر سمجھو۔

خالد ماہ محرم ۱۲ ہجری میں اکیس بردست فوج لیکر سواد کو فہ اور عراق عرب کو روئے  
ہوا اس وقت سواد کو فہ کی حکومت ابن صلو با اور حیرہ کی حکومت قبیصہ بن ذویب طائی کے  
متعلق تھی ان دونوں نے سال بسال زر کشیدہ کیا کہ خالد سے صلح کر لی اور یہ پہلا جزیرہ تھا جو  
عراق میں مقرر ہوا۔ اس کے بعد خالد نے ابلہ کی طرف کوچ کیا اور ہرمز والے ابلہ کو جو کسری  
کی طرف سے مقرر تھا ایک جنگ عظیم کے بعد قتل کر ڈالا اور غنیمت میں بہت سال مال حاصل کیا  
جبیں ہرمز کا تاجر قیمتی ایک لاکھ درہم اور ایک ٹہنی بھی تھا۔ خالد نے یہ تاج اور مانتی جس کے

۴ جزیرہ ایک تہم کی ٹیکس ہے جو غیر مسلم اشخاص سے بعض اکی جان و مال کی حفاظت کر لیتا تھا جزیرہ  
کی تعداد زیادہ سے زیادہ میں روپے سالانہ تھی اور عام شرح چھ روپے اور تین روپے یہ سالانہ  
دلیل اشخاص ادا سے جزیرہ سے معاف تھے۔

(۱) میں برس سے کم عمر کا آدمی۔

(۲) پچاس برس سے زیادہ عمر کا آدمی

(۳) مفلوج یعنی فالج زدہ۔

(۴) عورتیں

(۵) معطل یعنی جس کے ہاتھ پاؤں بیکار ہو گئے ہوں۔ (۶) نابینا

(۷) مجنون

(۸) مفلج جس کو پچاس روپے کا حکم ہو

مسلمان اس شخص سے بسبب ادا فوجی خدمات کے مستثنیٰ سمجھے جاتے تھے انکا ہر فرد بشر فوج کا ایک حصہ تھا

ہوتا تھا اور ضرورت کے وقت میدان جنگ میں سلجھ کر آنا اس کا فرض تھا اس جان جو کہوں کے عوض

مسلمانوں کا ایک خفیہ ٹکس سے مستثنیٰ رہنا کوئی قومی یا مذہبی رعایت نہ تھی۔ تاریخ سے معلوم ہوتا ہے

کہ اس جزیرہ کے موجب مسلمان نہیں بلکہ ان سے پیشتر نو غیر دان عادل بادشاہ ایران نے

اس کو قائم کیا تھا اسکی اصل گزیرہ عربوں نے معرب کر کے جزیرہ بنالیا خالد بن ولید نے تقریر جزیرہ کی

نسبت جو معاہدہ صلو با سے کیا تھا اس کا ترجمہ یہ ہے۔ خالد بن ولید کی تحریک ہے صلو با بن لہو نا

اور اسکی قوم کے لئے مینے قسے معاہدہ کیا جزیرہ اور محافظت پر۔ پس تمہاری زور واری اور محافظت

ہم پر ہے جب تک ہم تمہاری محافظت کریں ہمکو جزیرہ کا حق ہے مدہ نہیں۔ ۱۰ صفر ۱۲ھ

۱۱ صفر ۱۲ھ

از سال جزیرہ مولفہ الشمس للعلما مولوی شبلی نعمانی۔ مؤلف



ہمراہ مدینہ کو بھیجا اور باقی مال لشکر میں بانٹ دیا۔ جب اس کا رزار کی اطلاع قارن کو پہنچی  
 جو کسے کی طرف سے امواز کا حاکم تھا تو وہ پچاس ہزار کی جمعیت سے خالد کے مقابلہ کو چلا۔ یہ  
 معرکہ بہت سخت تھا اور اس میں یہ ہزار آدمی کفار کے مارے گئے اور بہت سا مال غنیمت  
 حاصل ہوا۔ جب خالد نے غنیمت کا خمس مدینہ کو روانہ کیا تو وہ ان کے لوگ اس کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے  
 اور خالد کو دعا فیرو دی۔ اس سال کے ساتھ کچھ قیدی بھی تھے جن میں جن بھی کی کا والد بھی تھا۔  
 اس کے بعد شاہ ایران کی کچھ فوج قارن کی کمک کو آئی اور لشکر اسلام سے مقام دلچہ اور لیس میں  
 مقابلہ ہوا۔ مسلمان دونوں جگہ کامیاب ہوئے۔ اور لیس کے مقام اس قدر کفار مارے گئے کہ  
 ان کے خون کی ندیاں پانی کی طرح بہتی تھیں۔ فتح کی خبر موخرس کے مدینہ پہنچی گئی۔ اس کے بعد نبی  
 عین التمر۔ دوسرا جندل اور کئی نامی قلعے فتح ہوئے۔

اسی سال میں ایران کا کسے اردشیر فوت ہوا اور عجم کے حالات میں بہت کچھ خلل  
 ہو گیا۔ اس وقت خالد نے کسے کو ایک نندہ لکھا جس کا مضمون یہ ہے۔  
 بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ خالد بن ولید کی طرف سے عجم کے بادشاہ کسری کو لکھا جاتا ہے  
 کہ اللہ تعالیٰ جس نے تمہاری جمعیت کو متفرق کیا ہے اور تمہاری سعادت نجات کو شقاق  
 سے بدل دیا اور تمہاری شوکت کو توڑ ڈالا اس کے شکر۔ اور تعریف کے بعد واضح ہو کہ تم اسلام  
 قبول کرو یا جزیہ دو۔ اگر تم دونوں میں سے ایک بات نہ مانو گے تو میں اس لشکر تمہارے پاس  
 بھیجوں گا جو موت کو اسی طرح پسند کرتا ہے جس طرح تم زندگی کو چاہتے ہو۔  
 جب یہ خط اس کو پہنچا تو بہت گہرا باغی ہو گیا اور اس کے جرات کر کے ایک لشکر خالد کے مقابلہ  
 واسطے آ رہا تھا۔ مگر اس وقت خالد حدود شام پر چڑھائی کے واسطے روانہ ہو چکا تھا۔

شام پر فوج کشی عراق کے معاملات سے جب فراغت ہو گئی تو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے  
 ۱۳ سنہ ہجری میں رومیوں کے مقابلہ کو واسطے تیاری کی اور چار شخصوں کو مندرجہ ذیل مقامات

۴ رومیوں سے اس وقت سلطان روم کی رعایا مراد ہے جو ایک اسلامی سلطنت ہے مگر مسلمان کے  
 حملہ کی وقت رومیوں کا اطلاق ان عیسائیوں پر ہوتا تھا جن کو آج ہم یونانی کہتے ہیں قدیم زمانہ میں  
 شہر روم اس عیسائی سلطنت کا پایہ تخت تھا جو ملک اطالیہ میں واقع ہے کچھ عرصہ پہلے بھی خاندان بنگیوں سے



ح کے یوں سے معین کیا۔

(۱) عمرو بن عاص کو فلسطین میں۔

(۳) یزید بن ابی سفیان کو دمشق میں

(۲) ابو عبیدہ کو حمص میں۔

(۴) شرجیل بن حسنہ کو اردن میں

اور حکم دیا کہ جب کہی چار دن اکٹھے ہوں تو تمام لشکر کا امیر الامرا ابو عبیدہ ہوگا اور جب علیحدہ  
ہوں تو ہر شخص اپنے علاقہ کا امیر ہوگا۔ جس قدر لشکر ان کے ہمراہ بھیجا گیا تھا اسکی مجموعی تعداد  
سات ہزار تھی جو ایسے دور دراز فاصلہ کے وسطے بمشکل کافی ہو سکتی تھی۔

عمرو بن عاص جب فلسطین میں پہنچا تو اس کو معلوم ہوا کہ ہر قل شاہ روم نے مسلمانوں کی خبر پا کر سپہ  
مدافع اپنے سپاہی کو پچاس ہزار یا تیرہ ہزار فوج کی جمعیت کے مقابلہ کی واسطے روانہ کیا اور خود انطاکیہ  
میں پہنچ کر فرائی لشکر اور تیاری سامان حرب میں مشغول ہے عمرو بن عاص نے اس تمام معاملہ کی اطلاع ابو بکر صدیق  
کو لکھ بھیجی اور کمک کا طالب ہوا۔ انہوں نے سعد بن وقاص کے بھیجے ناظم کو تین ہزار بہادر روم کے  
ہمراہ روانہ کیا۔ اور اس کے بعد ہر روز تازہ مدد بھیجتے رہے اور ساتھ ہی خالد بن ولید کو لکھ بھیجا کہ  
عراق کی حکومت شہنشاہ بن حارث کو دیکر فوج پیار کے ہمراہ شام کو کوچ کرے اور ابو عبیدہ سے فوج  
کی سپہ سالاری کا چارج لے۔ اس موقع پر ابو بکر صدیق نے خالد بن ولید کو جو فرمان لکھا تھا اس کا  
مضمون یہ تھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یہ فرمان عبداللہ بن ابی قحاذ کی طرف سے خالد بن ولید کے نام ہے۔ سلام  
علیک کے بعد میں حکم کرتا ہوں اس خدا کی جس کے سو کوئی بندگی کے لائق نہیں اور رحمت معیتا ہوں  
اللہ کر نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کی اولاد پر۔ میں تم کو لشکر مسلمانان کا امیر مقرر کر کے قتال و دم  
کا حکم دیتا ہوں۔ پس خدا تعالیٰ کی خوشنودی اور مقاتلہ دشمن کی طرف جلدی کر اور ان لوگوں میں  
ہو جاؤ جو راہ خدا میں حق جہاد کرتے ہیں۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا هَلْ أَدَّبَكُمُ عَلٰٓ

تِجَارَةِ تَغْيِيَكُمْ مِّنْ عَذَابِ اللَّهِ

اے ایمان والو کیا راسخائی کروں میں تم کو اس  
تجارت کی طرف جو تم کو عذاب سخت سے بچائیگی۔

اور تحقیق میں تم کو ابو عبیدہ اور اس کے ہمراہیوں پر سردار مقرر کیا ہے۔

خالد کی روانگی ملک شام کو خالد کو جب ابو بکر صدیق رض کا یہ حکم پہنچا تو عراق عرب کی حکومت شہنشاہ



بن عمارت کو دیکر فوج یار کے ہمراہ مکہ شام کو روانہ ہوا اور راستہ میں چند قلعے فتح کرتا ہوا موضع  
بصری میں ابو عبیدہ سے جا ملا۔ یہاں کے لوگوں نے مسلمانوں کی کثرت اور فوج اسلام کی شوکت  
دیکھ کر حزیہ پر حملہ کر لی۔ فتوحات دیار شام میں یہ پہلا شہر شمار کیا گیا ہے۔ اس کے بعد عمرو بن  
الخطاب مدبر توجہ کی۔ جب رومیوں کو ان کے فلسطین میں پہنچنے کا حال معلوم ہوا تو اجنادین میں بڑے  
زور و شور سے لشکر کا جماؤ کیا اسی جگہ مسلمانوں اور رومیوں میں مقابلہ کی نوبت پہنچی اور دونوں فریق  
میں قتال عظیم واقع ہوا مسلمانوں کی فوج چھتیس ہزار اور رومیوں کا لشکر ستر ہزار بلکہ بعض روایات کے مطابق  
اس سے بھی زیادہ تھا۔ مسلمانوں نے خالد بن ولید کے حکم سے کیا رگی حملہ کیا اور اس شدت سے  
لڑے کہ کفار کے حوصلے چھوٹ گئے تین ہزار کے قریب ان میں سے قتل ہوئے اور بہت سی  
لوگ بہا گئے۔ اس فتح سے بشار سامان جنگ اور بہت ساز و نقد اور نقرہ و طلا وغیرہ مسکوک  
مسلمانوں کے ہاتھ آیا۔ فتح کی اطلاع مدینہ میں بھیجی گئی۔ شاعران نے قصائد مدحیہ کہے اور دوسروں  
نے پر زور فتنائی تحریر کی۔

اس کے بعد خالد نے ان قلعوں پر چڑھائی کا ارادہ کیا جہاں اجنادین کے بہا گئے ہوئے لوگ  
پناہ گزین تھے۔ سب سے پہلے دمشق کا محاصرہ شروع ہوا۔ اور مورچہ بندی نہایت احتیاط سے  
کی گئی۔ چنانچہ۔

ابو عبیدہ کو باب جابیہ پر۔

شرعیل بن حسنہ کو باب تو مار پر۔

یزید بن ابی سفیان کو باب صغیر پر۔

عمر بن سعدی کرب کو باب فراویس پر۔

قیس بن ابیہرہ کو باب کیسان پر۔ اور شرقی دروازہ سے ایک میل کے فاصلہ پر اپنا ڈیرہ ڈال دیا

اور اس طرح سے محصورین کو بہت تنگ کیا مگر کوئی صورت کامیابی کی نہ ہوئی نہ شہر میں جانے

کا راستہ ملتا تھا اور نہ محصورین مقابلہ کے واسطے باہر آتے تھے۔ اسی اثنا میں یہ خبر ملی کہ ہرقل

کی بیس ہزار فوج دمشق کی مدد کو آ رہی ہے۔ ابھی اس کا لشکر مقام مرج الصفر میں تھا کہ خالد نے

بڑکھان کا مقابلہ کیا اور شکست دی پانچ سو آدمی قتل اور اس قدر بہا گئے ہوئے مارے گئے خالد

بدستور محاصرہ کے مقام پر واپس چلا آیا۔ مورخین نے اس واقعہ کو ابو بکر صدیق رضی اللہ کی وفات سے

چار دن پہلے کا قرار دیا ہے۔



جب اجنادین کی لڑائی کا حال ہر قل کو معلوم ہوا تو اس نے ایک فوج جرار لشکر اسلام کے مقابلہ کے واسطے تیار کی جس کی تعداد تین لاکھ کے قریب تھی۔ خالد اس خبر کے سنتے ہی دمشق کے محاصرہ کو چھوڑ کر اس طرف صفت آرائی کے واسطے روانہ ہوا اور مقام یرموک پر دونوں فوجوں کی ٹٹ بہیر ہوئی۔ رومیوں کا لشکر ایسے موقع پر اتر ہوا تھا کہ یرموک کی دادی ان کے اور لشکر اسلام کے درمیان خندق کے طور پر واقع تھی لشکر اسلام کی جمعیت چھتیس ہزار اور بعض روایات کے مطابق چالیس ہزار تھی۔ یہ کیفیت دیکھ کر ایک شخص نے خالد سے کہا کہ لشکر اسلام کم اور لشکر کفار زیادہ ہے خالد نے کہا نہیں بلکہ لشکر اسلام زیادہ اور لشکر کفار کم ہے کیونکہ فتح و شکست فوج کی قلت اور کثرت پر منحصر نہیں بلکہ نصرت الہی پر موقوف ہے یہ کہہ کر ایک ہزار مسلمانوں کو جو پیغمبر خدا کی صحبت فیضیاب ہو چکے تھے منتخب کر کے سب کے آگے کیا۔ اور بخدا ان کے سوا رومیوں کو جو فقرائے مہاجرین اور انصاف تھے اور معرکہ بزرگ شرف حاصل کر چکے تھے علیحدہ کر کے دعائے فتح و نصرت پر مقرر کیا اور کہا کہ میرا دعا تم سے محاربا کا نہیں بلکہ خدا کی مددگار مین دعا اور التجا کرنا ہے۔

یہاں فوج کی درستی اور کفار کے مقابلہ کی یہ تجویزین ہو رہی تھیں کہ دفعۃً مدینہ سے ایک قاصد آیا اور خالد کے پاس پہنچ کر چپکے سے ابو بکر صدیق کے انتقال کی خبر سنائی خالد نے مصلحت وقت سمجھ کر اس خبر کو مخفی رکھا۔ اور قاصد کو یہی اس کے اخفا کی تاکید کی۔ جب خلافت کا حال پوچھا گیا تو معلوم ہوا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ خلیفہ مقرر ہوئے ہیں۔ خالد سمجھا کہ اس نامہ میں میری عزت و درج ہوگی۔ چنانچہ قاصد نے اس کی تصدیق کی اور ابو عبیدہ کے امیر الامر مقرر ہونیکا حال بیان کیا۔ خالد ان خبروں کے سنتے سے ذرہ نہیں گہرا یا اور بڑے استقلال سے کہا کہ میں جہاد خدا کے واسطے کرتا ہوں نہ مجھے امارت کا شوق ہے اور نہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خوشنودی مقصود ہے

۴ یرموک اور اجنادین کی لڑائیوں کے متعلق مورخین کی رائیں ہام مختلف اور مضطرب الحال ہیں۔ بعض حرب اجنادین کو حرب یرموک پر مقدم سمجھتے ہیں اور بعض اس کے برعکس۔ بعض دونوں لڑائیوں کو ایک قرار دیتے ہیں اور بعض نے ان دونوں کو دو ایمل خلافت عمر فاروق میں بیان کیا ہے مختصراً از روضۃ الاحباب۔ مولف



بلکہ میری یہ تمام کارروائی صرف خدا کی واسطے ہے۔ یہ کھڑا قلب شکر سے کفار پر حملہ کیا۔ عمرو بن عاص نے میمنہ سے اور یزید بن ابی سفیان میسرہ سے مدد کی۔ کئی مرتبہ فریقین کو فتح و شکست کی صورت ہوئی مگر آخر کار کفار کے پانوں اکھڑ گئے اور انہوں نے بہاگنا شروع کیا لشکر اسلام نے انکا تعاقب کیا ایک لاکھ بیس ہزار کفار مارے گئے اور تیس ہزار مسلمان کام آئے جنہیں اور اصحاب کبار کے علاوہ ایک ستہ فوج کا افسر عکرمہ بن ابی جہل بھی تھا اور یہ واقعہ رجب ۳۱ھ ہجری کا تھا اس لڑائی میں دیباے رومی کے ہم ہزائیے اور اسی قدر مکلف سر پر دے اور بہت ساز و نقد اور جواہرات اور دیگر قیمتی مال غنیمت میں ماتہ لگا۔

جب لڑائی سے فراغت ہوئی اور تقسیم غنیمت کا وقت آیا تو خالد نے ابو عبیدہ کو بلا کر ابو بکر صدیق کی وفات۔ عمر فاروق کی خلافت۔ اپنی معزولی اور لشکر اسلام پر اس کی امارت کا حال بتلایا۔ اور جملہ لشکریوں کو ابو عبیدہ کی اطاعت کیواسطے کہا اور خود ہی مثل دیگر سپاہیوں کے فوج میں شامل ہو گیا۔ لوگ خالد کے استقلال اور خیر خواہی اسلام کا حال دیکھ کر بہت خوش وقت ہوئے۔ اس کے بعد قاصد نے عمر فاروق کا فرمان ابو عبیدہ کو دیا جس کا مضمون موافق تحریر ابن اثیر اور صاحب روضۃ الاحباب کے یہ تھا۔

خالد وہ شخص ہے جس نے مالک بن نویرہ کو مار ڈالا اور جھوٹ بولا۔ ایسا آدمی لشکر اسلام کی سالاری کے لائق نہیں ہو سکتا۔ اگر وہ بر ملا اپنی دروغ بیانی کو تسلیم کرے تو جس طرح فی الحال اپنے عہدہ پر ہے قائم رہے اور اگر تسلیم نہ کرے تو وہ اپنے عہدہ سے معزول اور تم اس کی جگہ تقرر کئے گئے۔ بیت المال کا چارج اس سے لے لو۔ اور مال غنیمت میں سے جو کچھ اس کے پاس ہے اس کا حساب کر کے آدھا بیت المال میں داخل کرو اور آدھا اس کے پاس رہنے دو۔ ابو عبیدہ نے خالد سے کہا کیا مرضی ہے۔ خالد نے شب بھر کی مہلت لی اور اپنی بہن فاطمہ سے کہ نہایت عقلمند اور صائب الرائے ہتی مشورہ کیا۔ فاطمہ نے کہا عمر فاروق تم کو کبھی نہیں چاہیگا اقرار کرنے میں خطرہ جان ہے۔ بہتر یہ ہے کہ نصف مال اور حکومت ابو عبیدہ کے حوالہ کر دو چنانچہ خالد نے ویسا ہی کیا۔

مثنیٰ کی حالت عراق میں پشتہ مذکور ہو چکا ہے کہ خالد بن ولید عراق سے روانہ ہوتے وقت عمان کی



مکتومت مثنیٰ بن ثیبانی کو سپرد کر آیا تھا۔ اس عرصہ میں سلاطین عجم کے حالات دگرگون ہو گئے۔ اردو شیراز کا بادشاہ فوت ہو گیا اور اس کا بیٹا بازان تخت نشین ہوا اس نے ایک لشکر جمع کیا ہزار کی جمعیت سے بسر کردگی ہرمز جاذوہ کے عراق پر روانہ کیا اور بہت باقتی اس کے ہمراہ گئے۔ مثنیٰ نے اس معاملہ سے آگاہ ہو کر لشکر تیار کیا اور بری استعدادی سے مقابلہ کو نکلا اور دونوں فریق میں ایک جنگ عظیم ہوئی۔ ماتی جو قلعہ کی دیوار کی مانند کھڑے کئے گئے تھے مثنیٰ کے حکم سے ان پر تیرہ سائے شروع ہوئے ایک ہمتی کی آنکھ پر ایسا تیر لگا کہ وہ پیچھے کو ہٹا اور اس کے منہ پر تیر ہی دوسرے ماتی پہاگ نکلا اور ایرانیوں کے لشکر کو ان سے شکست ہوئی اور بہت سے آدمی مارے گئے جب یہ خبر ایران میں پہنچی تو باذن مہمچا تھا اور سلطنت کا انتظام بچو اور عورتوں کے ماتھے میں تھا۔ اس بد انتظامی کے باعث ایرانیوں کی طرف سے عراق پر کوئی حملہ نہ ہوا عراق۔ حیرہ۔ کو ذرا اس کے متعلقات بلاتنازع مثنیٰ کے قبضہ میں رہے انہی دنوں ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ انتقال کر گئے اور مرنے سے پیشتر ایران پر فوج کشی کرنے کی وصیت عمر فاروق کو کر گئے۔ مثنیٰ نے ان کی وصیت کے موافق اپنے عہد میں ایران پر حملہ کیا اور تمام ملک کو فتح کر لیا۔

## ضمیمہ باخیم۔ قصہ فدک و جمع و قرآن

**قصہ فدک** فدک یہودیوں کا ایک گاؤں خیرین واقع تھا۔ یہ عہد میں مسلمانوں نے یہاں باشندوں کو اسلام کی دعوت کی مگر انہوں نے اسلام قبول نہ کیا اور نہ لڑنے کی جرأت کی فدک کی ادھی زمین رسول خدا کی نذر کر کے صلح کر لی رسول کریم اس کی آمدنی سے اپنی بی بیوں کا سال کا خرچ نکال کر باقی ماندہ کو محتاج مسلمانوں میں بانٹ دیا کرتے تھے۔ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے تو ابو بکر صدیق کے مشورہ خلافت میں بی بی فاطمہ بنت رسول خدا ابو بکر صدیق کے پاس آئیں اور اپنے باپ کی وراثت کی دعویٰ دے سہیں جہیں فدک اور دیگر اموال شامل تھے امام بوہدی نے شرح صحیح مسلم کے باب الجہاد میں قاضی عیاض سے نقل کیا ہے کہ حدیث میں ہے میں جن صدقات کا ذکر ہوا ہے وہ تعداد میں سات اور رسول خدا کی ملک خاص ہے اگر کسی کا حق نہیں تھا



ان کا دعویٰ قرآن مجید کی اس آیت پر مبنی تھا یُؤْتِيَكُمْ اللَّهُ فِيْ اَوْلاَدِكُمْ لِلَّذِيْ كُنْتُمْ عَلَيْهِ  
 حَظًّا الْاُسْتِثْنَاءُ یعنی اسد متہاری اولاد (کے حصوں) کے بارہ میں تم سے کہہ رہا تھا کہ  
 لڑکے کا دو لڑکیوں کے برابر حصہ ہے۔ ابو بکر صدیق نے یہ جواب دیا کہ پیغمبروں کے مال میں  
 وراثت نہیں ہوتی۔ اس پر بی بی فاطمہ ناراض ہو کر چلی گئیں اور مرتے دم تک ابو بکر صدیق رضی  
 اللہ عنہ سے نہ بولیں۔ یہ قصہ کتب حدیث اور تاریخ میں بہت تفصیل سے بیان کیا گیا ہے

عن عائشة ان فاطمة بنت النبی

الابی بکر تبت علیہ میراثہا من رسول  
 محمدا فاء الله علیہ بالمدینة وفدك  
 بقی من خمس خیبر فقال ابو بکر ان رسول

قال لا نفرت ما تركنا صدقة

انما ياكل آل محمد في هلا المال - وانه

والله لا اغیر شیئاً من صدقة

رسول الله عن حاله انی عهد رسول

الله ولا علم فیها بما عمل به رسول الله

قال ابو بکر ان ید فم الی فاطمة من هاشم

بخاری نے بی بی عائشہ سے روایت کی ہے  
 کہ فاطمہ بنت رسول نے ابو بکر صدیق کے پاس کسی  
 شخص کو بھیجا اور مدینہ فذک اور باقی خمس خیبر میں  
 سے جو رسول کریم کے پیچھے رہا تھا اپنا حصہ مانگا۔

ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جواب دیا رسول خدا نے  
 فرمایا ہے کہ ہم پیغمبروں کے مال میں وراثت نہیں ہم  
 جو بڑے جاہلین وہ خدا کی راہ میں صدقہ ہے البتہ آل  
 محمد اس مال سے بقدر اخراجات ضروری کے حصہ  
 پائیں گے۔ قسم بخدا میں اس میں کچھ تغیر نہ کروں گا اور طرح  
 رسول کریم اس میں تصرف کرتے تھے ویسا ہی میں ہی کر رہا ہوں

(۱)۔ سات باغ بنی نضیر کے جو ایک یہودی کی وصیت کے موافق آپ کی ملکیت میں آئے تھے

جبکہ وہ جنگ احد کے دن مسلمان ہوا۔

(۲) وہ زمین جو انصار نے آپ کو دی تھی۔

(۳)۔ بنی نضیر کا مال جب وہ مدینہ منکوائے گئے اور لڑے بغیر رسول خدا کے ماتہ لگا۔

(۴)۔ فذک کا نصف حصہ جو فتح خیبر کے بعد صلح کے رد سے قرار پایا تھا۔

(۵)۔ تہائی وادی القرالی۔

(۶)۔ خیبر کے در قلعہ وطین اور سلام جو صلح سے حاصل ہوئے تھے۔

(۷)۔ خیبر کا خمس۔ مولف



جب ابوبکر صدیق نے حصہ دینے سے انکار کیا تو بی بی فاطمہ ناراض ہو گئیں اور بولنا چوروں یا بیان تک کے فوت ہوئیں۔  
فوجت فاطمہ علی ابی بکر  
فی ذلک فجعی تہ فلم لکلمہ حتی توفیت

اس موقع پر ابوبکر صدیق نے جو عطا سے ورثہ سے انکار کیا تو اس کی وجہ صرف یہ تھی کہ وہ اس کے متعلق رسول خدا سے قطع حکم سن چکے تھے ورنہ بی بی فاطمہ سے ان کو کوئی بغض یا عداوت نہ تھی اور اس کی ذلیل صاف یہ ہے کہ اگر رسول خدا کا ترک تقسیم ہوتا تو آپ کے ازواج مطہرات کو جنہیں ان کی اپنی بی بی عائشہ بھی شامل تھیں حصہ ملتا۔ پس اگر مان لیا جاوے کہ ابوبکر صدیق کو بی بی فاطمہ سے بعض عداوت تھی تو ازواج مطہرات اور ان کو باپ اور بھائیوں خصوصاً بی بی عائشہ کو کیا عداوت تھی ان سب کو ترک محمد کر کہا۔  
بخاری نے دوسرے مقام پر ایک اور حدیث لکھی ہے کہ ازواج مطہرات نے بھی رسول کریم کے ترکہ سے وراثت کا دعویٰ ابوبکر صدیق کے پیش کیا تھا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حدیث جیسے بی بی فاطمہ کو معلوم نہ تھی ویسے آپ کی ازواج بھی (سوائے بی بی عائشہ کے) اس سے بخیر تھیں۔ الفاظ حدیث کے یہ ہیں۔

میں نے بی بی عائشہ سے سنا وہ کہتی تھی کہ ازواج نبی نے عثمان کو ابوبکر صدیق کے پاس بھیجا تاکہ ان سے اپنا اثخوان حصہ اس چیز سے لیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر اس کو مال غنیمت کیا تھا میں نے اس کو لوٹا دیا اور کہا وہ خدا سے نہیں ورتی ہیں۔ کیا ان کو معلوم نہیں کہ نبی فرماتے تھے ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا اور جو کچھ ہم چھوڑیں وہ صدقہ ہے۔ صرف آل محمد بقدر ضرورت اس میں سے لے سکتی

انا سمعت عائشۃ زوج النبی تقول  
ارسل ازواج النبی عثمان الی ابی بکر  
یسئلہن منہن مما افاء اللہ علی رسولہ  
فکننا ناردھن فقلت لہن الا تقین  
اللہ ان تعلمن ان النبی کان یقول  
لا نورث ما ترکناہ صدقۃ لفسہ  
انما مال آل محمد فی ہذا المال فانہ  
ازواج النبی الی ما اخبرھن۔

پس ازواج نبی کو جب یہ خبر معلوم ہوئی تو وہ رگ گئیں  
گو اس حدیث کی عدم شہرت کی یہ کیفیت تھی کہ بی بیان اور بیبی تک اس سے لاعلم تھیں مگر چونکہ ابوبکر صدیق نے بذات خود اس کو رسول خدا سے سنا تھا اس واسطے ان کے لئے واجب العمل ہو گئی تھی۔  
اب راجعاً فی انص قرآنی کا سوا اس کی بابت علماء اہل سنت نے جو ابد یا ہے کہ یہ حدیث مخالف

بخاری و مسلم و مؤطا۔



نفس نہیں بلکہ اس کی شخص ہے اور ایسی کئی شخصیں اس آیت میں پائی جاتی ہیں۔

(۱)۔ کافر کی اولاد کو وراثت نہیں پہنچتی۔ (۲)۔ غلام وارث نہیں ہوتا۔ (۳)۔ قاتل بھی وارث نہیں ہوتا۔

اہل تشیع اور اہل تسنن میں فقہ فدک کے متعلق بڑے بڑے مباحثے ہیں مولوی سید احمد حسین صاحب نے کتاب مجمل البحرین فی اولیہ الفریقین میں اس حدیث کے صحت و سقم۔ رسول کریم کے بعض اموال کا صحابہ کے پاس جانے۔ انبیاء میں وراثت مالی کے جاری ہونے کو قرآن حدیث اور تاریخ سے بہت ربط کے ساتھ بیان کیا ہے جو صاحب اس مباحثہ کے شائق ہوں کتاب مذکور کو ملاحظہ کریں۔

جمع قرآن رسول کریم کے زمانہ وفات تک تمام قرآن مجید کسی ایک نسخہ میں مرتب نہیں ہوا تھا بلکہ زمانہ نبوت میں جیسی جیسی آیتیں نازل ہوتی نہیں کتابان وحی کجور کی شاخون شانہ کی ہوں باریک پتھروں وغیرہ اشیاء پر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے ان کو لکھ لیتے تھے اور بعض صحابہ ان کو زنی ہی یاد کر لیتے تھے اس طرح پر حفظان قرآن کی ایک جماعت کثیر ہو گئی تھی مگر کوئی نسخہ مرتب نہیں ہوا تھا جمیع قرآن مجید من اولہ الی آخرہ یکجا لکھا ہوا ہو۔ جنگ یمامہ میں جب سات سو حافظ قرآن ایک دم شہید ہو گئے تو عمر فاروق کو اندیشہ پیدا ہوا اور انہوں نے ابو بکر صدیق کو جمع قرآن توجہ دلائی۔ چنانچہ زید بن ثابت صحابی جو رسول کریم کے زمانہ میں درالانشار وحی کے ایک رکن تھے اس کام پر متعین ہوئے اور انہوں نے قرآن مجید کا ایک نسخہ مرتب کیا امام بخاری نے اس قصہ کو مفصل بیان کیا ہے آخری حصہ حدیث کا یہ ہے

ابو بکر صدیق نے زید کو کہا تم جو ان عاقل ہو تمہارا	قال ابو بکر انک رجل شاذ عاقل ولا تھمل
حافظ یا صداقت متہم نہیں اور رسول کریم کے زمانہ	وقد کنت تکتب الوحی لرسول اللہ

یہ جو عام لوگوں میں مشہور ہو کہ عثمان جامع القرآن یعنی عثمان ذی النورین خلیفہ ثالث جامع قرآن ہیں بخاری کی روایت سے معلوم ہو گا کہ یہ ثابت نہیں انہوں نے تو اپنے زمانہ خلافت میں چند نقلیں لکھوا کر حکماً اطراف و جوار دیار اسلام اور فوج کی چادریوں میں بچوا دیے تھے۔ پس وہ جامع القرآن تو نہیں ہو سکتے البتہ اگر ان کو جامع الناس الی القرآن کہا جاوے تو واقعات کے لحاظ سے اقرب یہ صحت ہے۔ مؤلف۔



میں ہم وحی بھی لکھا کرتے تھے اہتمام کر کے قرآن کو جمع کر ڈالو زید نے قسم کھا کر کہا کہ پہاڑ کا ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنا میرے لئے جمع قرآن سے آسان ہے آخر میں ان کے اصرار سے یہ کام شروع کیا اور پرچیوں - شانہ کی ہڈیوں - بھجور کی شاخوں اور حافظوں کے سینوں سے قرآن فراہم کیا۔ یہاں تک کہ وہ آئین سورۃ توبہ کی (لقد جاءکم رسول من انفسکم النمازیمہ بن ثابت سے پائین جو اور کسی کے پاس نہ تھیں -

فتبع القرآن واجمعہ فواللہ لو کلفنی نقل جبل من الجبال ما کان اثقل علیّ مما امرنی بہ من جمع القرآن فتبعته القرآن اجمعه من الرقاع والا کتاف والعقب وصدور الرجال حتی وجدلت من سورۃ النوبۃ اثین مع خزیمہ بن ثابت لمجدھام غیرہ لقد جاءکم رسول من انفسکم ناظر - بخاری کتاب فضائل القرآن

ایک محقق عالم نے قرآن مجید کی تدوین پر آیات قرآنی سے نہایت لطیف استدلال کیا ہے وہ فرماتے ہیں قرآن کی کتابت اور حفاظت کا اہتمام جناب پیغمبر کے زمانہ حیات میں اس شان اور نگہداشت سے ہوتا تھا کہ ایک جماعت صحابہ کلمات وحی کو لکھتی تھی اور دوسری جماعت اس کو حفظ کرنے پر متعین اور بہت سے صحابہ حافظ اور جامع ہی تھے چنانچہ تمام قرآن جب تک اب موجود جناب پیغمبر کے زمانہ میں لکھا جا چکا تھا اور خود قرآن میں متعدد مقامات پر اس کے مکتوب ہونے کا اشارہ اور تصریح ہوئی ہے اور لکھنے والوں کا ذکر بھی ہوا ہے۔

(۱) قرآن ایک نصیحت ہے پہر جو کوئی چاہے اس کو پڑھا | کلا انھا تذکرہ - فمن شاء قایل ادب عالی اور پاک درقون میں - مغز اور نیک | ذکرہ فی صحیف مکرمة مسر فوعۃ لکھنے والوں کے ماتھوں میں - مطہرة با یکہ سفرہ کرام بر سرہ

یہ بہت قدیم سورہ ہے اور غالباً ہجرت حبشہ کے پہلے کی ہے یہ زمانہ ابتداء اسلام کا تھا اس وقت میں کتابان قرآن کی تقریب اور توثیق ہوئی جس سے ابتداء سے اس کی کتابت اور حفاظت کا اہتمام ثابت ہوتا ہے

(۲) یہ قرآن بڑی شان کا - لکھا ہے تختی میں سبکی | بل هو قرآن مجید فی لوح محفوظ س یہ سورہ بروج نگہبانی ہوتی ہے -



لوح کہتے ہیں شانہ کو اور شانہ کی چوڑی ہڈی پر قرآن لکھا جاتا تھا۔ (لوح کتف وہر چہین

باش از استخوان و چوب تختہ۔ صراح) یہ سورہ ہی قدیم سورتوں میں سے ہے

(۳)۔ قسم ہے لکھی کتاب کی کسادہ ورق میں۔ | وکتبہ مسطور۔ ورق منشور ہر ہر

سورہ طور ہی کی ہے جو قبل ہجرت نازل ہوئی رق کہتے ہیں چمڑہ کو جس پر اگلے زمانہ میں کتابیں

لکھی جاتی تھیں۔ (رق بالفتح پوست آہو کہ برو سے نویند۔ صراح)۔ اس آیت سے قرآن

کا مکتوب ہونا تو ظاہر ہے مگر لفظ رق نے بہت بڑا فائدہ یہ دیا کہ اس کا چمڑہ کے ورقوں

لکھا جانا ثابت ہوا۔ ابن حجر کا قول ہی اس کا موید ہے کہ پہلے قرآن قطعات اویم پر لکھا جاتا تھا

ابو بکر صدیق کے زمانہ میں جمع ہونے سے پیش تر

چمڑے اور کھجور کی شاخوں قرآن لکھا ہوا تھا

(۴) بیشک قرآن ہی عزت والا لکھا ہوا ہے محفوظ

کتاب میں اس کو وہی چھوٹے ہیں جبر پاک ہیں

اس میں قرآن کی تقریف میں وہی کتابت اور حفاظت بیان ہوئی ہو اور یہی ثابت ہوتا

کہ قرآن کے نسخہ کثرت موجود تھے اور عوام میں منتشر تھے۔

(۵)۔ یہ تو مکہ کی کیفیت تھی۔ مدنی آیتوں میں اور یہی زیادہ تران کے مکتوب ہونیکا ذکر

خدا کی طرف سے پیغمبر اور پاک صحیفی پڑتا ہو

جس میں کئی کتابیں لکھی ہیں۔

(۶)۔ کئی جگہ قرآن کو کتاب کے لفظ سے یاد کیا ہے۔

یہ وہ کتاب ہے جس کے کلام الہی ہوئے میں کچھ شک نہیں

یہ ایسی کتاب ہے جس کے معنایں مستحکم کر دے گئے

ہیں (اے پیغمبر) خدا نے تم پر یہ کتاب اتاری

ان کل آیات پر نظر کرنے سے ظاہر ہے کہ مدینہ میں قرآن کے نسخوں کی بہت کثرت ہو

ہو گئی تھی اور آپ سے آپ ہی ایسا ہوا ہوگا۔ کیونکہ جبکہ مکہ میں قرآن کے متعدد نسخے موجود

اور ایک جماعت کاتبوں کی متعدد تھی حالانکہ وہ زمانہ اسلام کی مصیبت کا تھا اور مسلمان بھی کم



تھے پس جبکہ مدینہ میں مسلمانوں کو امن ملا اور تعداد بھی بڑھی تو بالضرورت کتابت کی کثرت اور دور دور  
نسخے منتشر ہو گئے ہوں گے۔

اس کے بعد محقق مذکور انگریزی مصنفوں کی تحقیقات لکھ کر ابو بکر صدیق کے زمانہ  
میں قرآن جمع کئے جانے کی نسبت لکھتا ہے۔ حضرت خلیفہ اول کے عہد میں قرآن جمع کئے جانے  
اور اس سے پہلے اس کا جمع کیا ہوا نہ ہونے کی خبر منجملہ اخبار اعجاز کے ہے جو قطعی اور یقینی حالت کے  
مقابلہ میں قایم نہیں رہ سکتی۔ اور اسکی تقریر ایسی مبالغہ آمیز ہے کہ قطعی واقعات کے خلاف  
ہے اگر اسی طور سے زید بن ثابت کا قرآن جمع کیا ہوا ہوتا تو ضرور مشہور ہوتا اور بہت سی روایتیں  
اسکی پائی جاتیں۔ برخلاف اس کے صحاح میں بہت ہی کم اسکی خبر ملتی ہے۔ خیال کجیو کہ پیامد کی  
لڑائی بحساب واقعہ دالو معشر ۱۲۔ ہجری کے ربیع الاول میں ہوئی اور بحساب طبری ۱۱ سال  
اور یقول آخر ۱۱ سال کے آخر میں ہوئی اور زمانہ خلافت ابو بکر صدیق در برس دومینہ کے قریب  
ہوتا ہے زید کے متبع اور تلامذہ میں ایک معتد بعصر صرف ہوا ہوگا۔ کجور کے شاخین تہر کے  
مکڑے۔ چمڑے کے ورق۔ تختیان۔ چوڑی ہڈیاں ڈھونڈنے اور منگوانے اور حافظوں کو  
ہر چار طرف سے جمع کرنے میں بہت عرصہ اور نیز مشہور ہوا ہوگا۔ اس صورت میں یہ معاملہ  
ایسا مشہور ہو جاتا ہے جیسے بدر کا معرکہ اور حزاب کی لڑائی۔ مگر تمام صحاح کو چھان مار دیہا زید  
بن ثابت۔ یحییٰ بن عبد الرحمن۔ لیث بن سعد۔ ابن شہاب اس کے ناقل پائے جاتے ہیں۔ میں  
یہ سمجھتا ہوں کہ ابو بکر صدیق نے خلافت کی حیثیت سے حکماً یعنی سرکاری طور پر ایک نسخہ  
(افیشیل اڈیشن) تمام و کمال ایک جلد میں زید سے لکھوایا اور دستور العمل خلافت اور بہت  
ریاست کے طور پر اس کو رکھا گو وہ پہلے سے بہت لوگوں کے پاس لکھا ہوا موجود اور دور  
دور کے پرگنوں میں مشہور تھا۔ عارث محاسبی نے ہی اس کے قریب قریب جمع قرآن کے متعلق  
اپنی رائے ظاہر کی ہے چنانچہ تفسیر اتقان میں لکھا ہے۔

کتابۃ القرآن لیست بمحدثۃ فانہ  
صلعم کان یأمر بکتابتہ ولکن کان  
مفرقاً فی الرقاع والا کتات العسب

قرآن مجید کی کتابت کوئی امر جدید نہیں ہے کیونکہ  
رسول کریم اسکو خود لکھواتے جاتے تھے مگر وہ چھوٹے  
شاذ کی ہڈیوں کجور کے شاخوں پر متفرق تھا۔



کام مکرم دیا اور یہ چیزیں منبر لہ اور اوراق منتشر  
کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گہر سے  
دستیاب ہوئی تھیں جن میں قرآن مجید موجود تھا  
پس ان کو اکٹھا کر کے دناگ سے باندھ دیا تاکہ اس میں  
سے کچھ کہو یا نہ جائے۔

الی مکان جتمعوا وکان ذلک بمنزلہ  
اور اوراق وحیدت فی بیت رسول  
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیہا القرآن  
منتشر فجمعہا جامع و ربطہا بحیط حتی  
لا یضیع منها شیء۔ تفسیر نقان

مگر یہ نہیں معلوم ہوتا کہ یہ نسخہ تمام و کمال کس چیز پر لکھا گیا۔ غالباً کاغذ پر ہوگا چنانچہ امام مالک کا بیان ہے  
سالم بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ ابو بکر صدیق نے  
قرآن کو کاغذ پر لکھوایا۔

عن سالم بن عبد اللہ قال جمع  
ابو بکر القرآن فی قرا طیس بوطا

معلوم ہوتا ہے کہ رسول کریم کے زمانہ سے پیشتر کاغذ بنایا جاتا تھا گو عام طور پر اس کی اشاعت  
نہ تھی۔ چنانچہ مصریوں نے قدیم زمانہ میں کتابت کیواسطے پیرس کا کاغذ ایجا د کیا اہل مصر اس کاغذ  
کو جو ایک درخت کے پتوں سے بنایا جاتا تھا پاؤں کہتے تھے وہیں سے اہل یونان نے پیرس  
کہنا شروع کیا۔ پہلے تمام مالک میں اسی کاغذ پر کتابتیں لکھی جاتی تھیں۔

## باب ششم۔ سیاست و انتظام سلطنت

کاتب ابو بکر صدیق کا زمانہ خلافت بادشاہی تکلفات سے بالکل سادہ تھا انہوں نے اپنے  
واسطے کوئی وزیر مقرر نہیں کیا بلکہ جس طرح رسول کریم کے زمانہ میں معاہدوں اور فرمانوں کے  
لکھنے کیواسطے کاتب مقرر تھے انہوں نے ہی اپنے زمانہ میں وہی طریق جاری رکھا۔ ان کے تین  
کاتب تھے۔ عثمان بن عفان۔ زید بن ثابت۔ عبد اللہ بن ارقم۔ اور ان کا کام ایسا تھا جیسے  
آج کل سکریٹری کا۔

خلیفہ کے خالیوں ان کا زمانہ خلافت کچھ تو مختصر تھا اور کچھ عراق عرب و شام کے شروع و محاربات  
کے باعث اسلام کی اشاعت ابھی غیر ملکوں میں نہیں ہوئی تھی اور نہ ملکی آمدنی میں کوئی خاص



وسایل ترقی کے پیدا ہوئے تھے اس واسطے ان کے زمانہ میں وضع قوانین کی ضرورت پیش نہیں آئی۔ اس وقت تک اسلام کے بڑے اور ہم فرایض یہ تھے نماز کی جماعت کرنا۔ صدقات کا وصول کرنا۔ امور متنازعہ پر فیصلہ دینا۔ اشاعت اسلام کی واسطے افواج کا بھیجنا۔ ان امور کی مختصر کیفیت یہ ہے۔

۹۱۔ نماز۔ سب اہم اور مقدم کام نماز تھی۔ ابو بکر صدیق نے چگانہ نماز کے وقت مسجد میں آتے اور نماز پڑھتے۔ اور ان کی غیر حاضری میں عمر فاروق اس کام کو کر دیتے۔

۹۲۔ صدقات کا وصول کرنا۔ وصولی صدقات پر جس قدر توجہ ابو بکر صدیق کو تھی تنہا متدین کا واقعہ اس کو بخوبی ظاہر کر چکا ہے اس کام کے واسطے مفصلہ ذیل عامل ملک کے اطراف و جوانب میں ان کی طرف سے مقرر تھے۔

(۱)۔ مکرمین اثاث بن اسید۔ (۵)۔ خولان میں یعلیٰ ابن اسینہ۔

(۲)۔ طائف میں عثمان بن ابی العاص۔ (۶)۔ جند میں معاف بن جبل۔

(۳)۔ صنعاء میں مہاجر بن اسید۔ (۷)۔ بحرین میں علاء بن حضرمی۔

(۴)۔ حضرموت میں زیاد بن لبید۔

ان عاملوں کو یوں سمجھنا چاہیے جیسے گورنر۔ ابو بکر صدیق ان کی تقرری میں اس امر کے پابند تھے

کہو لوگ رسول کریم کے زمانہ میں ان کاموں پر رہ چکی ہیں انہی کو یہ عہدے دے جائیں سوائے

اس صورت کے کہ کوئی شخص از خواص کام کو چھوڑ دے۔ ابن عبد البر اندلسی نے لکھا ہے

خالد بن سعید اور اس کا بہائی رسول خدا کی طرف سے

عامل تھے آپ کے انتقال کے بعد جب وہ اپنے علاقوں

سے چلے آئے تو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا تم کیوں آئے ہو

رسول خدا کے عاملوں سے کوئی زیادہ حق دار نہیں ہے

اپنے علاقوں کو واپس چلو جاؤ۔ انہوں نے جواب دیا

ہم ابو جحش کی اولاد میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم

کے بعد کسی کی خدمت نہیں کریں گے۔

لاحد بعد رسول اللہ شیعا

لرسول الله فرجعوا عن عمالتهم  
حين مات رسول الله - فقال ابو بكر  
ما لكم رجعت عن عمالتكم ما احدا حق  
بالعلم من عمال رسول الله ارجعوا الى  
فقالوا نحن بنو ابي احنى تركة لا نفل  
لاحد بعد رسول الله شيئا



ایام خلافت میں جس قدر روپیہ بیت المال میں جمع ہوا وہ فرمایا دو سالہ درہم ہا۔ اور سب سب خرچ ہو گیا۔ ابو بکر صدیق کی وفات پر جب بیت المال کی پرتال کی گئی تو صرف ایک درہم برآمد ہوا جو کسی چیز میں لپیٹا ہوا رہ گیا تھا۔

سوم فیصلہ تنازعات۔ امور متنازعہ کا فیصلہ کرنے میں ابو بکر صدیق بہت اہتمام کرتے تھے۔ جب کوئی اہل مقدمہ ان کے پاس آتا پہلے قرآن مجید پر غور کرتے اور پھر حدیث کی تلاش میں مصروف ہوتے۔ جب دونوں جگہ کچھ نہ ملتا تو شرفا اور اہل علم سے مشورہ لیکر اکثر رائے کے موافق فیصلہ کرتے انالہ الخفایہ میں محدث دارمی کے حوالہ سے لکھا ہے۔

کان ابو بکر اذا ورد علیہ الخضم نظر فی کتاب اللہ فاذا وجد فیہ ما یقضہ بینہم قضی بہ وان لم یکن فی الکتاب وعلم من رسول اللہ ذلک الامر سنتہ قضی بہ۔ فان اعیانہم فسل المسالین وقال اتانی کذا فحل علمت ان رسول اللہ قضی فی ذلک بقضاء فرما لجمع الیہ النظر کلہم ینذکون رسول اللہ فیہ قضیہ فبقول ابو بکر الحمد للہ الذ جعل فیہم یحفظ علی نبیہا۔ فان اعیانہ ان یجد فیہ سنتہ من رسول اللہ جمع فرس الناس واخلیہم فاستشارہم فاذا اجتمع رأیہم حل امر قضی بہ

جب کوئی اہل مقدمہ ابو بکر صدیق کے پاس آتا تو قرآن مجید کو دیکھتے اگر اس میں کوئی حکم ملتا تو اس کے موافق فیصلہ کر دیتے۔ اگر قرآن مجید میں نہ ہوتا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوتا تو اس کے موافق حکم دیتے اگر قرآن مجید میں نہ ہوتا اور نہ رسول کریم سے سنا ہوتا تو صحابہ سے دریافت کرتے اور کہتے کہ میرے پاس فلان مقدمہ آیا ہے کیا تم کو اس معاملہ میں رسول خدا کا کوئی حکم معلوم ہے۔ اکثر اوقات ایسے لوگ انکو پاس ہوتے جو رسول خدا کا حکم اس معاملہ میں بیان کرتے۔ تب ابو بکر صدیق کہتے خدا کا شکر ہے کہ اس نے ہم میں ایسے آدمی پیدا کئے ہیں جو نبی کریم کی باتوں کو یاد رکھتے ہیں۔ اگر صحابہ بھی کوئی حدیث نہ ملتی تو شرفا اور اہل علم کو جمع کرتے

اور جس امر پر ان کا اتفاق رائے ہوتا اس کے مطابق فیصلہ کر دیتے

مختصر یہ کہ رعایا کے کاروبار میں ان کو آزادی اور خود مختاری حاصل تھی کتاب اللہ اور سنت رسول کے بعد وہ شرفا اور اہل علم کے مشورہ اور ان کی رائے کے پابند تھے۔



بیعت عام کے بعد یہ لغز پرچہ ہونے کی ہی۔ میں مسلمانوں میں ویسا ہی آدمی ہوں  
جیسے کہ تم ہو نہ خطاؤں سے معصوم ہوں اور نہ غلطیوں سے محفوظ رہتم سب سے بہتر اور اچھا ہوں  
اس لئے تم میری ضروری رکھنا۔ میری جو باتیں خدا اور اس کے رسول کے احکام کے موافق  
ہوں ان میں میری پیروی کرنا اور جن میں مجھے لغزش کرتے ہوئے دیکھو سنہالنا۔ ایام  
خلافت میں اس پر پورا عمل کرو کہا یا۔

مدینہ کے فیصلہ جات کی واسطے عمر فاروق کو انہوں نے قاضی مقرر کیا تھا مگر لوگوں نے فصل  
قضایا میں کچھ زیادہ توجہ ان کی طرف نہیں کی چنانچہ تاریخ ابن اثیر میں لکھا ہے کہ ان کے  
اس دو سالہ زمانہ قضایا میں صرف دو آدمی ان کے پاس گئے۔

**چھٹھم۔** اشاعت اسلام کے واسطے افواج کا بھیجنا اس کام کے واسطے جو فوجیں  
بہم پہنچائی جاتی تھیں۔ اُس کے سپاہی تنخواہ دار نہیں ہوتے تھے بلکہ اُس زمانہ کے قومی دستور  
کے موافق مجاہدین بہم پہنچ جاتے تھے۔ جنکو ضروری سامان جنگ سے مدد دی جاتی تھی  
ان کی خدمات کا معاوضہ دنیا میں افواج دشمن کا مال و اسباب اور عقبی میں خوشنودی خد  
ہوتی تھی۔ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اسی دستور کے موافق مجاہدین کو طلب کرتے اور فوج میں  
شامل کر لیتے۔ ازالۃ الخفا میں محدث ابن ابی شیبہ کے حوالہ سے لکھا ہے۔

ابو بکر صدیق جب روانہ کی لشکر کا ارادہ کرتے تو کان ابو بکر اذا اراد ان یبعث  
لوگون کو بلواتے اور سامان تیار ہونے پر لشکر کو اس سے بعثت اندب الناس فاذا کمل  
اراستہ کرتے۔ من العدة ما یرید یخبرهم بما کان عندہ

جب اس طرح سے فوجیں بہم پہنچ جاتیں تو ایک تجربہ کار رزمی رتبہ صحابی کو سپر امیر مقرر کرتے  
اور جملہ ساز و سامان کے ملاحظہ کے بعد اس کو رخصت کرتے۔

فوجی انتظام کے متعلق جو بدایتیں لشکر کے نام ابو بکر صدیق نے جاری کیں اور جو مگرانی  
ان کی طرف سے وقتاً فوقتاً عمل میں آتی رہی اس کا مختصر بیان حسب ذیل ہے  
(۱) فوج کشی کے متعلق ہدایات عامہ۔ مرتدوں پر فوج کشی کے وقت جو فرمان انسانی  
لشکر کے نام ابو بکر صدیق نے جاری کیا اس میں یہ ہدایت خصوصیت سے درج تھی کہ جس نے



مین جاؤ پہلے دمان کے باشندوں کو سلام کی دعوت کرو۔ دعوت اسلام کے بغیر دفعۃً ان پر ٹامی نہ کرنا۔ اسامہ بن زید اور خالد بن سعید اور دیگر افسران کو جب ملک شام کی طرف لشکر دیکر روانہ کیا تو ہر ایک کے روانگی سے پیش تر ان امور پر عمل کر نیکی ہدایت کی یہ ہدایتیں موطا امام مالک تاریخ واقعی اور ابن خلدون سے حسب ذیل معلوم ہوئی ہیں۔

(۱) کوئی عورت اور لڑکا اور بڈمانہ مارا جائے۔ (۶) بکری اونٹ وغیرہ جانور کی کوئی چیز (۲) کسی کا ناک کان نہ کاٹا جائے۔ (۷) جو عہد و پیمان غیر مذہب و لون سے

(۳) راسب (ضاری کے عابد زائد) قتل نہ کیا جائے اس میں جو فامی نہ کیجائے۔ (۸) جو لوگ اطاعت کریں ان کے جان و مال مسلمانوں کے جان و مال کے برابر سمجھ جائیں۔

(۹) ال غنیمت میں خیانت نہ کیجائے (۱۰) میدان جنگ سے گریز نہ کی جائے (۱۱) مجوسیوں کو قتل کیا جائے

(۵) کوئی آبادی دیرانہ کی جائے

ان ہدایتوں پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مقابلہ اور لشکر کشی کے وقت نرمی اور نیکی کی بہت رعایت کی جاتی تھی اور بد عہدی سے بچنے کی سخت تاکید ہوتی تھی۔

(۲) تفرری عہدہ میں رشتہ کا لحاظ نہ کرنا۔ ابو بکر صدیق نے جب یزید بن ابی سفیان کو ملک شام کی طرف بھیجا تو اس امر پر بڑے زور سے قہر دلائی کہ کسی رشتہ دار کو صرف الفت و محبت کی وجہ سے ہرگز کوئی عہدہ نہ دے ازالۃ الخفایں امام احمد کے حوالہ سے لکھا ہے۔

ایزید ان لک قرابۃ خشیت ان توثر ہم بالامارۃ وذلک اکبر ما اخاف علیہ فان رسول اللہ قال من لی من امر المسلمین شیناً فامر علیہم احلاً محاباة فعلیہ لعنة اللہ لا یقبل منه صراً ولا عدلاً حتی یدخل جہنم ومن اعطی احلاً حمی اللہ فقد انتھک

ایزید تمہارے بہائی بندہ میں مجھ کو اندیشہ ہے کہ تم ان کو حاکم بناؤ اور میں اس بات سے ترسا ہوں کیونکہ رسول خدا نے کہا کہ جو شخص مسلمانوں کا حاکم ہوا کسی کو رعایتاً امیر مقرر کرے اس پر خدا کی لعنت ہے خدا تعالیٰ نے اس کا نفل قبول کر لیا اور نہ فرض بلکہ اس کو جہنم میں بھیجے گا اور جو شخص



حمی اللہ شیئاً بغیر حقہ فعلیہ  
لعنة الله قال تیرت منه ذمة الله عز وجل

کسی کو اللہ کے بغیر حق کے کچھ دے اسے  
خدا کے حدود کو توڑ دیا۔ اور اس پر خدا کی لعنت ہے  
اور اللہ تعالیٰ اس سے بری الذمہ ہے۔

(۳۵) تقسیم غنیمت میں حصہ کی مساوات۔ میدان جنگ میں جو مال ہاتھ آتا اس کی تقسیم یہ  
دستور تھا کہ مقتول کا گھوڑا اور ہتھیار تو قاتل کو دے جاتے اور باقی مال یکجا جمع ہو کر ایک خمس  
بیت المال میں بھیجا جاتا اور چار خمس فوج میں برابر تقسیم ہوتے

البتہ سوار کو دو حصے اور پیادہ کو ایک حصہ ملتا۔ عمر فاروق کی رائے اس معاملہ میں انکو  
پر خلافت تھی۔ وہ سبقت فی الاسلام اور شرافت کے لحاظ سے کم و بیش تقسیم کرنا چاہتے تھے  
مگر ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس رائے کو نہیں مانا اور کہا کہ مسلمان سب برابر ہیں۔ چنانچہ ازالہ  
الختامین محدث ابن ابی شیبہ کے حوالے سے لکھا ہے

قال عمر اجعل الذين جاهدوا في الله  
باموالهم وانفسهم وهاجر وديارهم  
ممن دخل في الاسلام كرها فقال  
ابو بكر انما عملوا لله واغناهم هم  
على الله اغنا الدنيا بلاغاً

عمر فاروق نے کہا جن لوگوں نے مال اور جان سے  
خدا کے رستہ میں جہاد کیا اور اپنے گھروں سے  
ہجرت کی تم ان کے برابر سمجھتے ہو جو اسلام میں  
مجبوراً داخل ہوئے۔ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ  
نے کہا کہ ان کے اعمال خدا واسطے تھے اور اس کا  
معاوضہ خدا پر ہے۔ دنیا کا تھوڑا مال ان کے لئے کافی ہے

(۳۶) فوجی افسروں کی نگرانی۔ مرتدوں کے قتال اور عراق عرب و شام کی سرحدوں  
پر جو فوجیں بھیجی گئی تھیں آپ مدینہ میں بیٹھے ہوئے ان کے حالات کی نگرانی رکھتے اور میدان  
جنگ کی خبر گیری کیا کرتے۔ میدان جنگ کے حالات کو موافق کبھی کبھی امیران لشکر کی تبلیغ  
یہی کرتے۔ اور ان کی امداد کے واسطے حسب ضرورت فوجیں برابر بھیجتے رہتے میلہ کی سرکوبی  
کے واسطے پہلے عکرمہ بن ابی جہل کو فوج دیکر بھیجا تھا مگر حبیب وہ اس کے مقابلہ میں پورا داترا  
تو خالد بن ولید کو اس کام پر تعین کیا۔ شثنی بن عارث پر جب لشکر ایران نے غلبہ کیا تو  
خالد بن ولید کو عراق میں بھیج دیا۔ افواج شام کا امیر الامرا ابو عبیدہ جب اتنی بڑی مہم متحمل



ہو ملاحظہ آیا تو سپہ سالاری کا عہدہ خالد بن ولید کو دیدیا۔ اور اس تمام تغیر و تبدل میں ان کی  
تجاویز نیز بہت ثابت ہوئیں۔

(۵) فوجی افسروں سے درگزر اور سلوک۔ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا رکن اومیون کی ہمیشہ  
قدر کرتے اور ان کے معقول عذرات کو قابل قبول تصور کر کے ان سے درگزر فرماتے۔ مالک بن  
نویرہ کے معاملہ میں جب خالد بن ولید کی شکایتیں گزریں تو پہلے جواب دہی کے واسطے اسکو  
مدینہ میں طلب کیا۔

اگرچہ عمر فاروق بھی مخالفین سے متفق تھے مگر جب خالد نے اپنے عذرات پیش کئے تو ان پر غور  
کرنے اور اس کی جنگی خدمات عہد رسول خدا پر لحاظ کرنے کے بعد اسکے عذرات کو قابل پذیرائی  
تصور کیا اور اس سے درگزر کر کے اسکو اپنے کام پر واپس کر دیا۔ خالد پر کیا حصر ہے  
اشعث بن قیس باوجودیکہ مرند ہو گیا تھا مگر اسکی بہادری اور جرات اور اس پر صدق دل سے  
توبہ کا حال معلوم کر کے اس کا قصور معاف کیا اور اس درجہ اسکی حال پر عنایت کی کہ اس کی  
درخواست پر انہی بہن ام فردہ کا نکاح اسکے ساتھ کر دیا۔

## باب ہفتم

### عمر فاروق کا استخلاف ابو بکر صدیق کی وفات اور دیگر امور

عمر فاروق کا استخلاف ابن اثیر نے لکھا ہے جب ابو بکر صدیق بیمار ہوئے اور علالت زیادہ  
ہو گئی تو اپنے عبد الرحمن بن عوف کو بلا کر عمر فاروق کی جانشینی کو بارہ مین رائے لی۔ انہوں نے  
کہا آپ کی جوارے عمر فاروق کے حق میں ہے وہ اس سے بڑھکر مین گران کی طبیعت میں سختی زیادہ  
ہے آپ نے کہا ان کی یہ سختی اس سبب ہے کہ میری طبیعت میں نرمی زیادہ ہے جب خلافت کا کلمہ  
ان کی سپرد ہو گا تو سختی کو بہت کچھ کم کر دیں گے۔ مینے غور سے دیکھا ہے کہ حبش میں کسی پر  
ہوتا تو یہ اکی سفارش کیا کرتے اور اگر میں کسی سے زیادہ نرمی کرتا تو یہ سختی پر آمادہ ہوتے پر عثمان



بن عفان کو بلا کر ان سے مشورہ لیا۔ انہوں نے کہا کہ عمر کا باطن ان کے ظاہر سے اچھا  
اور ہم میں ویسا کوئی نہیں۔ طلحہ بن عبد اللہ کو جب اس معاملہ کی اطلاع ہوئی تو انہوں نے  
کہا اسے خلیفہ رسول آپ عمر فاروق کے غصہ کو جانتے ہیں اور یہ ان کو پختہ مقرر کرتے ہیں اگر لوگ انکی غصہ سے  
سخنی اٹھائیں تو یہ آپ خدا کو کیا جواب دیں ابوبکر صدیق نے کہا تم مجھے اللہ سے ڈرتے ہو۔ اگر خدا مجھ سے بوجھ گا تو  
میں یہی کہوں گا کہ بارخدا یا میں تیری مخلوق پر بہترین شخص کو خلیفہ کیا ہے۔ اس کے بعد عثمان بن عفان سے ایت  
لکھو یا جسکا مضمون حسب تحریر ابن خلدون کے یہ تھا۔

بسم الله الرحمن الرحيم - هذا عهد

ابوبکر خلیفۃ محمد رسول الله عند اخر

عهد بال دنیا و اول عهد بال آخرت

الحال التي يؤمن فيها الكافر و يوقن

فيها الفاجر - الى استعملت عليكم عمر بن

الخطاب لم آل لكم خيرا - فان صبرو

عدل فذلك على به و سرائي فيه و

ان جمل و بدل فلا علم بالغيب

والخير اذت - و كل امرئ ما كتب

وسيعلم الذين ظلموا ما كملت

بسم الله الرحمن الرحيم - یہ وصیت نامہ ابوبکر خلیفہ رسول خدا کا

اوسکا آخری نامہ دنیا میں و پہلے زمانہ عقبی میں اس وقت کا

جسکا کافر ایمان لائے و کافر یقین کر لیا و ایمان سے تم لوگوں

عمر بن خطاب کو خلیفہ مقرر کیا اور اس سے تمہاری بہتری میں کچھ

کو تاہی نہیں کی اگر وہ عدل و رشتہ سے کام کرے تو میرے علم

اور رائے کو حافق ہو و اگر اس میں کچھ تغیر و تبدل کری اور جو رو ستم

کام میں لائے تو میں غیب میں ان نہیں ہوں اور وہی اپنے افعال

کا جواب دہ ہے اور ظالم عنقریب معلوم کریں گے کہ وہ

کس طرف رجوع کر لیا ہے ہن -

یہ وصیت نامہ تحریر ہو کر ابوبکر صدیق کے حکم سے سرسبز کیا گیا اور اسکی کئی نقین اطراف و

جوانب کے اطراف میں بھی گئیں۔ پہر عمر فاروق کو بلا کر کہا میں تم کو اصحاب رسول ایم پر خلیفہ مقرر کیا اور

نے جواب دیا مجھ کو اس تکلیف سے معاف رکھو مجھے خلافت کی کچھ ضرورت نہیں ابوبکر صدیق نے کہا

تم کو اسکی ضرورت نہیں انکو تمہاری ضرورت ہے اور تمہیں کرنی پڑیگی۔ خاتمہ گفت گو اس پر تھا اگر

نصیحت مانو گے تو کوئی پوشیدہ چیز موت سے زیادہ تم کو پسند خاطر نہ ہوگی اور اگر نہ مانو گے تو کوئی پوشیدہ

چیز موت سے زیادہ تم کو ناپسند نہ ہوگی۔

وفات و مجیز و تکفین | ابوبکر صدیق ۱۳ جمادی الاول ۳۲ھ کی ۲۳ - تاریخ کو جمعہ کو دن فوت ہوئے

+ یہ بات یاد رکھو کے لائق ہو کہ اس وقت ابوبکر صدیق کو دیکھتے عبد الرحمن اور محمد موجود تھے جن میں سے عبد الرحمن بڑا جبار



بعض نے لکھا کہ دو شنبہ کو دن آپ کی وفات ہوئی اس وقت آپ کی عمر ۶۳ برس اور خلافت کی مدت سوا دو برس تھی۔ صاحب اصحابہ کے نزدیک تعداد عمر بھی معتبر ہے لیکن امام ابن قتیلبہ سے زیادتی کے قائل ہیں جیسا کہ شروع کتاب میں مذکور ہو چکا ہے۔

جس مرض سے آپ کا انتقال ہوا اس کی نسبت ہی اختلاف ہے۔ بعض مؤرخین کا بیان ہے کہ ایک یہودی نے انتقال سے برس دن پیشتر آپ کو زہر لود کہا ناہیجا تھا جو آپ کے اور حارث بن کلدہ نو ملک کہا یا حارث طیب تھا اس نے کہا کہ اس کی کیفیت معلوم کر کے کہا کہ امی خلیفہ رسول خدا اس کہانے میں زہر ملا ہوا ہے جس کا اثر ایک برس کے بعد ہو گا۔ پس میں اور آپ ایک ہی ان مرنگے۔ چنانچہ آپ سیدن سے بیمار ہوئے اور برس کے بعد انتقال کیا۔ چند خون نے لکھا ہے کہ آپ نے ایک دن ٹنڈی ہوا میں غسل کیا تھا اس سے تپ ہو گئی اور پندرہ دن اسی بیماری میں بھر فوت ہوئے۔ لوگوں نے آیام مرض میں کہا اگر آپ عاجزت دین تو ہم طیب کو بلا میں آپ کے جواب دیا کہ طیب میری پاس آیا تھا اور یہ کہہ گیا اے فعال ملا یوید یعنی خدا تمہارے چاہتا ہے سو کر تاہم لوگ اس کا مطلب سمجھ کر خاموش ہو رہے۔ بی بی عائشہ کا بیان ہے کہ ابو بکر صدیق بیماری کے آخر دن بیہوش ہو گئے اور میں گریہ و زاری کی حالت میں یہ کہہ رہی تھی کہ میرے باپ کو سخت مرض لاحق ہو گیا ہے۔ جب آپ کو بیماری سے افاقہ ہوا تو کہتے ہوئے نہیں بلکہ یہ ہے جاءت سكرة الموت بالحق لك لکن منہ تخید موت کی بیہوشی تو ضرور اگر رہیگی یہی وہ حالت ہے جس سے تو گریز کرتا تھا۔

اسی حالت میں مجھے پوچھا کہ رسول خدا کو کتنے کپڑوں میں کفنایا تھا۔ بیٹے کہا سحول کے تین کپڑے ہیں جن کے اندر میس اور عامہ نہ تھا۔ پہر پوچھا رسول خدا نے کس دن وفات پائی تھی۔ بیٹے کہا دو شنبہ کو۔ پہر پوچھا آج کیا دن ہے بیٹے کہا دو شنبہ۔ تب کہا میں خدا سے امید کرتا ہوں کہ آج رات اور دن کے درمیان میری موت ہوگی۔ پہر وہ کپڑے جس میں آپ کی بیماری ہوئی تھی اور جو اس وقت آپ نے پہنا ہوا تھا اس کو دیکھ کر کہا کہ اے زعفران کا دہر جو پڑھا اس کو دھو کر اور دو کپڑے زلید ملا کیجئے دفن کرنا۔ یعنی کہایہ تو پرانا ہے۔ آپ نے کہا زندہ مردہ سے نہ کپڑے کا زیادہ حاجت منہ ہو اور کفن تو ریم و خون کے واسطے ہے | الحی الحو جہ الی الجدید من المیت الفاہول للہنا والصلوات  
تجہیز و تکفین کے متعلق آپ نے وصیت کی تھی کہ آپ کی بی بی اسمائیت عیس غسل دے اور آپ کا بیٹا عبد الرحمن اسکی مدد کرے اور کہا میں نہیں چاہتا کہ ان کو سوا کوئی اور شخص میرے بدن کو برہنہ دیکھے رات کی وقت آپ کا انتقال ہوا۔ مرتے وقت آپ کے منہ پر یہ الفاظ تھے قَفَّیْ مُسْلِمًا وَالْحَقِّیْنِ بِالْصَّالِحِیْنِ یعنی تو مجھ کو اپنی



فرمانبرداری کی حالت میں (دنیا سے) اٹھائے اور اپنے نیک بندوں میں داخل فرما۔

آپ کی وصیت کو موافق تجہیز و تکفین عمل میں آئی۔ جس تخت پر رسول کریم سویا کرتے تھے اس پر آپ کا جنازہ اٹھایا گیا۔ عمر فاروق نے جنازہ پڑھائی بی عایشہ رضی اللہ عنہا کی قبر پر آپ کی قبر کو دی گئی عبدالرحمن۔ عثمان۔ طلحہ قبر میں داخل ہوئے اور اسی شب آپ کو دفن کیا سوقت انکو والد ابو قحاذ کہ میں زندہ موجود ہوں لطیفہ ابو بکر صدیق اور رسول کریم کے باہمی قرب قبر کے متعلق امام ابن عبدالبر نے عقد القرین میں لکھا ہے کہ جب اردن رشید مسجد نبوی میں آیا تو امام مالک کو بلوایا اور رسول کریم کی قبر کے پاس کھڑے ہو کر کہا فرمائی ابو بکر صدیق کا مرتبہ رسول کریم کو نزدیک کیا تھا امام مالک نے جواب دیا انجو رتبہ کا قرب یہاں ہی تھا جیسے ان کی قبر کا قرب ہے۔ اردن رشید نے کہا بیشک ٹھیک ہے۔

خلیفہ آپ کا بدن چھریا اور قد لا نسا تھا۔ رنگ سفید بیل زردی۔ پیشانی ابھری ہوئی آنکھیں اندر گمبھی ہوئیں۔ رخساروں پر گوشت اس قدر کم تھا کہ چہرہ پر گرگین رخسار رستی تھیں اور بافت کی انگلیوں پر بال بالکل نہ تھے ڈاڑھی کو مہندی اور خضاب سے رنگا کرتے تھے۔ (معارف ابن قتیبہ)

ازواج و اولاد ایم جاہلیت میں آپ کی دو بیٹیاں تھیں

(۱)۔ قتیبہ بنت عبدالعزیٰ جس کے بطن سے عبداللہ اور امیہ صاحبزادی اسماء تھیں۔

(۲)۔ ام رومان بنت عامر جس کے پیٹ سے عبدالرحمن اور بی بی عایشہ پیدا ہوئے۔

رمضان اسلام میں مدینہ پہنچنے کے بعد دو نکاح اور کئے۔ (۱) اسماء بنت عیس سے جس کے بطن سے محمد بن ابی بکر پیدا ہوئے

(۲)۔ حبیبہ بنت خاریجہ انصار سے جو آپ کی فاطمہ کے وقت طلاق کے بعد اس ام کلثوم پیدا ہوئی

منجملہ ان چاروں کے قتیلہ آپ کی زندگی میں فوت ہو گئی تھیں اور باقی آپ کی وفات پر زندہ تھیں

پس آپ کی چار بیٹیاں قتیبہ۔ ام رومان۔ اسماء۔ حبیبہ تھیں اور تین بیٹے عبداللہ عبدالرحمن۔ محمد۔

اور تین بیٹیاں اسماء۔ عایشہ۔ ام کلثوم مع معارف ابن قتیبہ۔

گزارشات و طرز زندگی ابو بکر صدیق قبول خلافت سے پیشتر سوداگری کیا کرتے اور اس سے اپنا اور اپنے

کنبہ کا گذارہ چلاتے تھے اب خلیفہ ہونے پر انہوں نے چاہا کہ بدستور اپنا کام جاری رکھیں۔ چنانچہ انعقاد و بیعت

کی گلی صبح تجارت کا مال لیکر بازار کو جا رہے تھے کہ راستہ میں عمر فاروق اور ابو عبیدہ ان سے مل گئے اور کہنے لگے

کہاں جاتے ہو۔ جواب دیا کہ خرید و فروخت کیوں ملے بازار جاتا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ اب آپ مسلمانوں کو حاکم



ہوئے ہیں اس طرح سے آپ کو بازار میں آمد و رفت کرنا معیاً نہیں۔ ابو بکر صدیق  
نے کہا یہ نہ کروں تو گھر کا خرچ کس طرح چلوں گا کہ واپس چلوں گا تمہارا مصارف کیوں  
کر دین گے۔ اس پر ابو بکر صدیق چلے آئے اور جملہ اصحاب کے مشورہ سے ان کے اور اس کے  
کنسکی رزاقہ خوراک کیوں سٹے ایک دوسط درجہ مہاجر کی خوراک کے انداز سے گزارہ مقرر کیا اس کے علاوہ سال  
بہر کا کپڑا اور ایک خادم بھی تجویز ہوا۔ بعض نے لہا ہوا کہ دریاؤں کی آبرورہم سالانہ ان کو گزارہ کے  
دوسط مقرر ہوا تھا اور ہر جمعہ ہزار تک اس کی نوبت پہنچائی تھی۔

معارف ابن قتیبہ اور دیگر کتب تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ ابو بکر صدیق کے واسطے جو کچھ  
بیت المال سے مقرر ہوا تھا اس کے ان کا گزارہ ہی چلتا تھا کسی قسم کی بحیث نہیں ہوتی تھی چنانچہ مرض  
الموت میں بی بی عائشہ سے جو گفتگو ابو بکر صدیق کی ہوئی وہ اس کی سوید ہے۔ اس گفتگو کا حاصل یہ ہے۔  
ابو بکر صدیق نے بی بی عائشہ سے کہا جب ہم مسلمانوں کے عالم نہیں ان کے مال سے عاف  
موتی روٹی اور گاڑھی کپڑے کے اور کچھ نہیں لیا۔ ایام خلافت سے جو اضافہ ہمارے مال میں ہوا  
اس کو دیکھو۔ انہوں نے دیکھ کر کہا کہ ایک اونٹ یا پنج درہم کی ایک پرانی چادر اور ایک توشک  
یہ سن کر کہا جب میں مراؤں تو اس کو بیت المال میں واپس کر دینا۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ ابن  
اثیر نے اس مال کی تفصیل میں اونٹ پرانی چادر اور حبشی غلام لکھا ہے۔

**عادات و خصال** ابو بکر صدیق کی طبیعت میں سادگی اور انکسار نہایت درجہ کا تھا اور ہر چیز کا  
مجموع میں عام لوگوں کی طرح آمد و رفت کیا کرتے تھے اس امر بن زید کو جب لشکر دیکر ملک شام کی طرف  
مدعا کیا تو کچھ دور تک اس کی مشایعت کیوں سٹے یا پیادہ ہمراہ گئے اور وہ گھوڑے پر سوار تھا یہ زید  
بن ابی سفیان کو جب روانہ کیا تو اس وقت بھی یہی کیفیت تھی۔ ہر چند ان دونوں موقعوں پر  
افسران فوج نے کہا کہ آپ سوار ہو جائیں یا ہم کو پیادہ چلنے کی اجازت دیں مگر نہ مانا اور کہا کہ میں  
ان قدموں کو خدا کی راہ میں شمار کرتا ہوں۔

غریبوں اور بیکیوں کے حال پر شفقت کرنے اور درپردہ ان کی خبر گیری کرتے رہنے کی بہت  
معاہدین مشہور ہیں۔ اطراف مدینہ میں ایک نابینا بڑیا عورت رہتی تھی۔ یہ اکثر شہ کے دق  
چکے تھے اور اس کو گھلا پلا کر اس کے دیگر ضروری حوائج کا انصرام کر کے چلے آتے اور کسی کو بھی



عمر فاروق بھی اس بڑھیا کی خبر گیری کو جایا کرتے تھے مگر ابوبکر صدیق ہمیشہ ان سے سبقت  
لے جاتے آخر کار کچھ مدت کے بعد عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو یہ حال معلوم ہوا۔

بیماروں کی عیادت کو بھی جاتے اور ان کے ساتھ تسلی اور تشفی کی باتیں کرتے جب کسی کی تعزیت  
کو جاتے تو مستوفی کے پس ماندگان کو اس طرح مخاطب کرتے۔ جس مصیبت پر صبر کیا جائے  
وہ مصیبت نہیں روزنا پٹینا بے فائدہ ہے۔ موت اس چیز سے جو اس کے پہلے ہے  
آسان ہے اور جو چیز اس کے بعد ہے اس سے سخت ہے۔ رسول کریم کی موت کو  
یاد کیا کرتا کہ تمہاری مصیبت آسان ہو جائے اور خدا تعالیٰ تمہیں زیادہ ثواب عطا کرے  
ابوبکر صدیق کی طرف سے جو انکسار کیا پیچھے پر اپنے والد کی ملاقات میں ظاہر ہوا اور جس  
سادگی کے ساتھ انہوں نے کعبہ کا طواف اور عام لوگوں کے حالات دریافت کئے وہ ایک منظر  
مثال ان کی عمدہ خصلتوں کی ہے۔ شیخ محی الدین ابن عربی نے اپنے کتاب محاضرات الابرار میں  
لکھا ہے کہ ابوبکر صدیقؓ ۱۳۷ھ میں عمر کے ارادہ سے مکہ گئے تھے صبح کو وقت جب اپنے گھر پر  
پہنچے تو ان کے والد ابو تحافہ دروازہ پر بیٹھ ہوئے تھے لوگوں نے کہا یہ آپ کا بیٹا ہے وہ سن کر اٹھا  
گو تو کہ ابوبکر صدیقؓ اپنی ادھنی کے بٹھانے میں جلدی کی اور اسکو بیٹھنے سے پیشتر کو در نیچے آگئے اور والد  
بغل گیر ہو کر کہا آپ بیٹھے رہئے اٹھنے کی تکلیف نہ فرماتے پیران کی پیشانی کو چوما۔ ابو تحافہ کی آنکھوں سے  
خوشی کے مارے آنسو جاری ہو گئے صحابہ میں سے جن لوگوں کو آپ کے آنے کی خبر ہوئی تھی وہ بھی  
آگئے اور ان الفاظ سے مخاطب ہوئے خلیفہ رسول سلام علیکم آپ رسول کریم کا نام سنتے ہی روئے  
آگئے اور لوگوں کو بھی رلا دیا اور رسول کریم کی ذفات کا غم آپ کو از سر نو تازہ ہو گیا۔ ابو تحافہ نے کہا یہ  
لوگ تمہاری طرح ہیں ان سے ملو جلو۔ آپ نے جواب دیا کہ خلافت کا ایسا بوجھ میرے متعلق کیا گیا ہے  
کہ مجھ پر اس کے اٹھانے کی طاقت نہیں مگر خدا کے فضل سے پہر گھر میں چلے گئے اور نہا کر نکلے انکو رقتا بھی بھیجے  
چلنے لگو مگر آپ نے ان کو روک دیا۔ جو لوگ رستہ میں ملتے رسول کریم کی تعزیت کرتے اور آپ ناز و راز کرتے  
اسی حالت میں کعبہ پہنچے۔ اور ارکان عمرہ سے فارغ ہو کر مکان کو واپس چلے آئے۔ جب نماز ظہر کا وقت  
ہوا تو پہر کعبہ میں جا کر طواف کیا اور دراندہ کے قریب جا بیٹھے اور کہا اگر کسی کو میرے مظالم کی شکایت  
ہو یا کسی حق کا مطالبہ ہو تو بیان کرے مگر کوئی شخص نہ اٹھا اور میرے حاکم مکہ کے برتاؤ کی تعریف کی



علمی فصل و حال | ابوبکر صدیق کے نصیح اور لمبغ خطبے باب الخلافت میں مذکور ہو چکے ہیں  
 ان کی معاملہ فہمی اور حیانت رائے کا حال ان کے جنگی انتظامات سے بخوبی ظاہر ہے۔ اب  
 ہم یہ دکھانا چاہتے ہیں کہ عرب کی نسب دانی اور تعبیر گوئی میں ان کس درجہ کی مہارت تھی۔  
 ابن ہشام کا قول ہے کہ ابوبکر صدیق علم نسب میں تمام | کان ابوبکر النسب قریش لقریش  
 قریش سے فائق تھے اور ان کے وقایع اور ایام | واعلم قریش بھاء و عباکان  
 اور نیک و بد معاملات کو بخوبی جانتے تھے۔ | فیہا من خیر و شر۔ ابن ہشام

ابن عبد البر نے استیعاب میں لکھا ہے کہ جس زمانہ میں حسان بن ثابت نے قریش کی کھجکھنی  
 شروع کی تو رسول کریم نے کہا تم کس طرح کی بھوکرو گے حالانکہ میں قریش میں سے ہوں اور ابوسفیان  
 کی بھوکس طرح کہو گے کہ وہ میرا حجاز راہ دہائی ہے۔ حسان نے جواب دیا کہ میں بھوکتے وقت آپ کو  
 اس طرح علیحدہ کر لیتا ہوں جیسے آٹے میں سے بال۔ تب آپ نے فرمایا کہ ابوبکر صدیق کے پاس  
 جاؤ کہ وہ قریش کی نسب کو تم سے زیادہ جانتا ہے۔ یہ ابوبکر صدیق کے پاس جایا کرتے  
 تھے کہ انساب عربیہ واقفیت حاصل کریں۔ اس کے بعد شیوخ انہوں نے کہے قریش سنکر کہتے کہ یہ  
 ایسے شعر ہیں کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ان سے بخیر نہیں ہے۔

ابن عبد رب نے ابوبکر صدیق اور ایک اعرابی کا جو مناظر عقد الفرید میں لکھا ہے اس سے  
 معلوم ہوتا ہے کہ ان کی واقفیت علم نسب میں کس درجہ تک بڑھی ہوئی تھی۔ علی رضی اللہ عنہ  
 سے روایت ہے کہ جب رسول خدا قبائل عرب کی وعظ و تلقین کے واسطے نکلے تو ایک مرتبہ  
 یزید ابوبکر ان کے ہمراہ تھے اتفاقاً ہم دونوں ایک عرب کی محفل میں جا پہنچے۔ ابوبکر صدیق  
 ہم میں بڑے نسب ان تھے انہوں نے آگے بڑھ کر عربیہ حسب ذیل گفت گو کی۔

(۱)۔ ابوبکر تم کس قبیلہ سے ہو۔

(۲)۔ عربی قبیلہ ربیعہ سے۔

(۳)۔ ابوبکر۔ کیا ربیعہ کی بڑی شاخ سے۔

(۴)۔ عربی۔ ثمان

(۵)۔ ابوبکر۔ کونسی بڑی شاخ سے۔



(۶) عربی۔ زحل اکبر کی اولاد سے

(۷) ابوبکر۔ کیا عوف بن محکم تہمین مین سے تھا جسکی نسبت یہ کہاوت مشہور ہو کہ احرار وادی عوف بن عوف کی وادی مین کوئی آزاد نہیں دمان جو جائے اس کا غلام ہے۔

(۸) عربی۔ نہیں

(۹) ابوبکر۔ کیا حسان بن مرہ تمہاری خاندان مین سے تھا جسکی نسبت یہ مشہور ہے حامی الزنا مانع الجاحد یعنی اپنی عزت کا حامی اور پڑوسی کا محافظ۔

(۱۰) عربی نہیں

(۱۱)۔ ابوبکر۔ کیا شاہی خاندان کندہ کے مامون تمہارے رشتہ دار ہیں۔

(۱۲) عربی۔ نہیں۔

(۱۳) ابوبکر۔ کیا نشانان لحم کے خسر تم مین سے ہیں۔

(۱۴) عربی۔ نہیں

(۱۵) ابوبکر پیر تم زحل اکبر نہیں ہو بلکہ زحل اصغر ہو۔

تاریخ الخلفاء مین محمد بن سیرین کے حوالہ سے لکھا ہو کہ ابوبکر صدیق خوابوں کی تعبیر کہنے مین سب سے مقدم رہے۔ ابوبکر کے بعد اس فن مین تمام امت سے فائق تھے۔ ان کی تعبیر دن کی بہت روشن جگہ صرف دو روایتیں نمونہ کے طور پر لکھی جاتی ہیں۔

(۱) ایم نے ایک خواب دیکھا اور ابوبکر صدیق سے اس کا حال بیان کیا کہ مین اور تم دونوں ایک نیکو چہرہ رہے مین۔ اور مین تم سے ڈٹا ہی سر سہیاں آگے بڑھ گیا ہوں ابوبکر صدیق نے کہا اللہ تعالیٰ آپ کو رحمت اور بخشش کی طرف اٹھائے گا اور مین آپ کے بعد ڈٹا ہی برس زندہ رہوں گا۔ چنانچہ ایسا ہی ظہور مین آیا۔

(۲) بی بی عائشہ نے خواب مین دیکھا کہ تین چاند ان کے حجرہ مین پڑی ہوئی ہیں آپ نے اس خواب کو ابوبکر صدیق سے بیان کیا۔ انہوں نے جواب دیا کہ اگر تمہاری خواب سچ ہے تو تمہاری حجرہ مین تین شخص بہترین رکن مین دن ہونگو۔ جب رسول کریم اس حجرہ مین دفن ہوئے تو انہوں نے کہا کہ تمہاری چاند دن مین اس کے بہترین رکن مین ہوں گے۔

خصوصیات ابوبکر صدیق کو چار خصوصیتیں ایسی حاصل تھیں کہ صحابہ کرام مین سے کوئی شخص اس معاملہ مین ان کا شریک نہیں ہوا۔



(۱)۔ انکی چار پشتون نے بحالت اسلام رسول خدا اور یکہا۔ یعنی ابو محافہ۔ ان کا بیٹا  
ابوبکر صدیق۔ انکا بیٹا۔ عبدالرحمن۔ ان کا بیٹا ابو عقیق۔  
(۲)۔ رفاقت غار (۳) رفاقت علیش (۴) قرب مدفن

جب رسول کریم فوت ہوئے تو صحابہ میں آپ کے مقام دفن پر اختلاف ہوا بعضوں نے  
کہا آپ کو مکہ میں دفن کرنا چاہیے کہ آپ کا مولد ہے۔ بعضوں نے کہا مسجد نبوی میں۔ بعض نے  
کہا جنت بقیع میں۔ بعض نے کہا بیت المقدس میں کہ انبیاء کا مدفن ہے۔ ابوبکر صدیق نے  
یہ حال سن کر کہا میں نے رسول کریم سے سنا ہوا ہے ماسن نبی یقبض اکادفن مضجعہ ریغہ  
نبی جہان انتقال کرے اسی جگہ اس کو دفن ہونا چاہیے۔ سب نے اس معاملہ میں ابوبکر صدیق  
سے اتفاق کیا۔ علامت لکھا ہے کہ ابوبکر صدیق اس مسئلہ میں مہاجرین اور انصار میں سب سے  
منفرد تھے۔

**اولیات** امورمندرجہ ذیل پہلی مرتبہ ابوبکر صدیق کے متعلق بیان ہوئے ہیں

(۱) وہ سب سے پہلے اسلام لائے۔

(۲) سب سے پہلے قرآن جمع کیا۔

(۳) قرآن کا نام مصحف رکھا۔

(۴) سب سے پہلے خلیفہ رسول کہلائے۔

(۵) باپ کی زندگی میں خلیفہ ہوئے

(۶) بیت المال سے ان کے واسطے وظیفہ مقرر ہوا۔